چودہ سو ۱۴۰۰ سالہ
نعتوں کا اِنتخاب

شفیق بریلوی

ارمغانِ نعت
چودہ سو سال ۱۴۰۰ھ
نعتوں کا انتخاب
طبع سوم بہ ترتیبِ نو
شفیق بریلوی

محبوبِ ربِ عرش ہے اس سبز قبّہ میں
پہلو میں جلوہ گاہ عتیق و عمرؓ کی ہے

کہہ دو کہ مُلک گوش برآواز رہیں
مدّاحِ پیمبرؐ کی زباں کھُلتی ہے

کیا مرا مُنہ ہے مری مدح نگاری کیا چیز
جب خدا خود ہی ثنا خواں ہے رسولِ عربی

علاقائی

ہر گوشے میں ہر طبقے میں تیرے فدائی ملتے ہیں
گونج رہا ہے سرورِ عالمؐ کون و مکاں میں نام تیرا

کچھ عشقِ پیمبرؐ میں نہیں شرطِ مسلماں
ہیں کوثری ہندو بھی طلب گارِ محمدؐ

☼ مسجد نبوی اور سبز گنبد کا ایک دلکش نظارہ

به مُصطفیٰ برساں خویش راکہ دیں ہمہ اُوست
اگر بہ اُو نہ رسیدی تمام بُولہبی ست

سیّد المرسلین ، رحمت لّلعالمین ، خاتم النّبیین ، احمد مجتبیٰ محمد مُصطفیٰ صَلَّی اللہُ عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ ، جن سے محبت کا نام ایمان ہے اور جن کی سیرت وخصلت کا ہی نام قرآن ہے ، جن کی مدحت خود خُدائے بزرگ و برتر فرماتا ہے ، جن کی تعریف و توصیف کے ترانے فرشتے گاتے ہیں ، اس انسانِ کامل ، خلقِ مجسّم کے دربار میں ایک گدائے بے نوا کو یہ ارمغان پیش کرنے کی سعادت نصیب ہوئی ، اور یہ فخر اور یہ سعادت ایک بار نہیں دو بار نصیب ہوئی ، اور اس کی قبولیت کے بارے میں کیا عرض کروں ، ایک جانب شہرت اور مقبولیت کا یہ عالم کہ پہلی اشاعت جو ربیع الاوّل شریف ۱۳۹۵ھ ہجری میں پیش کی گئی وہ چند ہی ماہ میں ختم ہوگئی ، دوسری جانب تحسین و توصیف کی صدائیں نہ صرف پاکستان بلکہ تمام عالمِ اسلام سے آئیں اور بات یہاں تک پہنچی کہ میرے ایک

بزرگ دوست نے اللہ کے گھر سے آواز دی کہ "آپ کی یہ کوشش کارآمد، جو ارمغانِ نعت کی تشکیل و تدوین میں صرف ہوئی، مقبول بارگاہِ ایزدی ہو چکی ہے، آپ کو بشارت ہو۔"

اس منزل میں مجھے صرف یہ کہنا ہے کہ میں کس قابل ہوں، ایک حقیر پر تقصیر انسان، لیکن سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی نگاہِ التفات جس پر ہو جائے وہ سب کچھ ہو جاتا ہے اور۔ ع

یہ اس کی دین ہے جسے پروردگار دے

اور بھی بہت سے طریقوں سے مجھے اپنی اس دینی مساعی کو حُسنِ قبول سے نوازے جانے کے غیبی اشارے ملتے رہے، بلکہ آج خود میرا حال و قال اور میری زندگی کے تمام گوشے ان غیبی اشاروں سے عبارت نظر آتے ہیں۔

بعض حضرات نے اس مجموعہ میں یہ تو دیکھا کہ کیا نہیں ہے، لیکن یہ نہیں دیکھا کہ اس میں کیا ہے، میں ان کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ میرے خیال میں اس قسم کے مجموعوں کے کامل اور مکمل ہونے کا تصوّر ہی صحیح نہیں ہے، بھلا کون ہے جو نعتِ رسُول کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ کا مکمل مجموعہ ترتیب دے سکتا ہو، فردِ واحد تو کجا دنیا کے مختلف ادارے بھی مل کر یہ کام کریں تو بھی نعتوں کا بہت بڑا حصّہ چھوٹ جائے گا اور یقیناً چھوٹ جائے گا۔ یہاں مجھے اس امر کا اظہار کرنا بھی ضروری ہے کہ اپنی اس کاوش اور پیشکش کے مکمل ہونے کے علاوہ اغلاط سے بالکل پاک ہونے یا اپنے انتخاب کو بہترین اور معیاری قرار دینے کا مجھے پہلے بھی دعوٰی نہ تھا اور اب بھی یہ احساس اور یہ اعتراف قائم ہے، یہ انتخاب میرے مذاق، میرے جذبات اور میرے احساسات کا آئینہ دار ہے، بارگاہِ رسالت ؐ میں نعتوں کا یہ مُعطّر گلدستہ

جو میں نے پیش کیا ہے اس میں میری پسند اور میرے دل کی دھڑکنیں شامل ہیں ۔

ختمی مرتبت محمد مصطفیٰ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی سیرتِ پاک کی پیروی اور فخرِ موجودات کی ذات والا صفات سے عقیدت و محبت کے بغیر انسان کا تعلق خدائے قدوس اور اسلام سے بے معنی ہے، جلیل القدر صحابی اور خادمِ بارگاہِ مصطفوی حضرت انسؓ بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ۔

"جسے حضرت رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سے محبّت اپنے ماں باپ اور اپنے بیٹے سے بھی زائد نہ ہو، اس کا دعوائے ایمان قابلِ قبول نہیں۔"

رسولِ اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سے عقیدت و محبت کا ہی نام دین سے سچا لگاؤ اور اسلام سے سچی محبت ہے، چنانچہ یہ گلدستۂ نعت جو میری زندگی کا حاصل ہے، اور صلوٰۃ وسلام کی یہ ڈالی جو نذرِ عقیدت کے طور پر محبوبِ کبریاؐ، سردارِ انبیاءؐ کے حضور میں نے ایک ناچیز اُمّتی کی حیثیت سے پیش کی ہے، اس کا ایک مقصد یہ بھی ہے کہ ایمان میں تازگی پیدا ہو، اور ہادئ برحقؐ سے محبت و تعلّق جذبات کی صداقت اور خلوص کی شدّت سے نمایاں ہوں، اُن کا ذکر، اُن کی مدح، اُن کی یاد، یہ بھی ایک بڑی عبادت اور سعادت ہے اُن پر لاکھوں درُود وسلام ۔

یوں تو نقشِ اوّل کو بھی اہل دل اور اہل نظر نے ہاتھوں ہاتھ لیا اور عاشقانِ رسولؐ اس کو پڑھ کر جوشِ عقیدت میں تڑپ اٹھے، لیکن نقشِ سوم میں مزید کوشش و کاوش کے بعد جن مشاہیر کی نعتوں کا اضافہ کیا گیا ہے امید ہے کہ ان سے روح میں مزید تازگی و بالیدگی پیدا ہوگی، یہاں یہ نکتہ بھی ذہن میں رہے کہ خالقِ کائنات کے محبوبؐ کی مدحت و نعت کا لکھنا ہی نہیں

بلکہ پڑھنا، جمع کرنا اور نشر و اشاعت کرنا بھی وجہ نجات بن سکتا ہے، بات صرف ذاتِ اقدسؐ سے خلوص کی ہے، سچی لگن کی، شیفتگی و محبت کی، مجھ جیسے ہیچمدان نے بھی جب اُن کو آواز دی ہے، جب بھی اُنؐ کے کرم کا طالب ہوا ہوں، تڑپ کر پکارا ہے تو بخدا مجھے جواب ملا ہے، میری مراد پوری ہوئی ہے، میری مشکلیں آسان ہوئی ہیں، اور کیا کیا ملا ہے، وہ ناقابلِ بیان ہے، یہ خدائے بزرگ و برتر کا فضل و کرم اور شکر و احسان، ورنہ سچ یہ ہے کہ ؎

این رہِ نعت کجا و من بیچارہ کجا
ہاں، مگر لطف شما پیش نہد گامے چند

وابستۂ دامنِ رسولؐ

شفیق البریلوی

شعبان المعظم ۱۳۹۹ سنہ ہجری
۱۹۷۹ء

۱/۸۶۰ فیڈرل، بی، ایریا، کراچی
فون ۶۸۲۴۴۹

وَرَفَعۡنَا لَكَ ذِكۡرَكَ

(مولینا سید عبد القدوس ہاشمی ندوی)

ن ۔ ع ۔ ت ، عربی زبان کا ایک مادّہ ہے ۔ لُغت میں اس کے معنی ہیں ۔" اچھی اور قابلِ تعریف صفات کا کسی شخص میں پایا جانا ۔ اور ان صفات کا بیان کرنا"۔ کہتے ہیں نَعَتَ الرَّجُلُ یعنی اس آدمی میں خِلقۃً و طبعًا بہترین خصلتیں پائی جاتی ہیں ۔ اسی طرح جب کوئی شخص اپنے ہم چشموں میں سب سے بلند مرتبہ اور سب سے بہتر صوری و معنوی صفات کا حامل ہو تو عربی محاورے میں کہیں گے ھُوَ نَعۡتَۃٌ ۔ وہ خوبی میں بہترین ہے ۔

قرآن مجید میں اس مادّہ کا کوئی صیغہ نہیں آیا ہے ۔ احادیث میں دو تین جگہ یہ لفظ آیا ہے اور ہر جگہ خوبیوں کے بیان کے لئے آیا ہے ۔ کرمانی شرح البخاری اور طیبی شرح المشکوٰۃ میں یہ روایتیں موجود ہیں ۔ علامہ محمد طاہر الفتنی نے اپنی مشہور کتاب مجمع بحار الانوار (لغات حدیث) میں بھی اسی وجہ سے مادۂ ن ۔ ع ۔ ت کا ذکر کیا ہے ۔

عربی زبان میں تعریف و توصیف کے لئے اور بھی بہت سے مصادر مستعمل ہیں مثلاً حمد ، ثنا ، مدح وغیرہ وغیرہ ۔ اگرچہ ان سب کے محل استعمال میں ہمیشہ پوری

پابندی نہیں کی گئی۔ مگر اہلِ قلم حضرات نے عملاً لفظ حمد کو اللہ جل جلالہٗ کی تعریف کے لئے اور لفظ نعت کو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ثنا وصفت بیان کرنے کے لئے مخصوص کرلیا ہے۔ لفظ مدح کو عام تعریف و توصیف کے لئے لفظ ثنا کی طرح استعمال کرتے رہے ہیں۔ اس طرح عربی، فارسی، اُردو اور ترکی زبان میں "نعت" سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح و ثنا مراد ہوتی ہے۔ اس کی اتباع مسلمانوں کی دوسری زبانوں مثلاً سواحلی، اوگنڈی، انڈونیشی، اوئیغوری اور ملایو وغیرہ میں بھی کی گئی۔ اور اب ان تمام زبانوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی توصیف و تعریف کے لئے لفظ "نعت" ہی مستعمل ہے۔

نعتِ رسولؐ، نظم و نثر دونوں اقسامِ ادب میں لکھی جاتی رہی ہے۔ مگر عام طور پر نعت کا لفظ اُن نظموں کے لئے زیادہ استعمال ہوا ہے جو مدحِ رسولؐ کے لئے لکھی گئی ہیں۔ شعرا نے جب بارگاہِ رسالت میں قصاید مدحیہ کہہ کر عقیدت کے پھول پیش کئے تو متأخرین شعرائے نے بادشاہوں، امیروں اور بزرگوں کی شان میں کہے ہوئے قصاید مدحیہ سے مدحِ رسولؐ کو ممتاز رکھنے کے لئے خصوصیت کے ساتھ انھیں نعت کا لقب دیا۔ اگرچہ سب نے، ہر زمانہ میں اور ہر مقام پر اس کی پوری پابندی نہیں کی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف و توصیف بیان کرنے کو لفظ مدح و مدیح سے بھی تعبیر کیا گیا ہے۔ اور اب بھی بعض بعض شعراء مدحِ رسولؐ اور مدیحِ رسولؐ کہتے ہیں۔ لیکن لفظ نعت تقریباً مختص ہوگیا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف و توصیف کے لئے۔ اور عرفی شیرازی متوفی بمقام لاہور ۹۹۹ھ نے تو اپنے مشہور و معروف قصیدہ میں نعت و مدیح کے دونوں لفظوں کو ایک ہی مصرعہ میں استعمال کرکے اس فرق کو تقریباً واضح کر دیا ہے، کہتے ہیں ؎

عرفی مشتاب این رہ نعتست نہ صحرا — آہستہ، کہ رہ بردم تیغ است قدم را

ہُشدار، کہ نتواں بیک آہنگ سرودن نعتِ شہِ کونین و مدیحِ کے و جم را

نعت یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں عقیدت کے پھول نظم و نثر دونوں ہی میں پیش کئے گئے ہیں، خود عہدِ نبوّت میں بعض صحابہ کے خطبات میں یہ چیز دکھائی دیتی ہے۔ مثلاً حضرت جعفر طیارؓ کا دربارِ نجاشی میں خطبہ نثر میں نعت کا ایک نمونہ ہے۔ اُردو زبان میں علامہ شبلی نعمانی کی مشہور و معروف نثر ظہور قدسی اور علامہ سید سلیمان ندوی کے خطباتِ مدراس یہ سب نثری نعت کے بہترین نمونے ہیں۔ لیکن دنیائے شعروشاعری میں نعت ایک خاص صنف شاعری کا نام ہے جس میں شاعر حضور انور علیہ الصلاۃ والسلام کے حضور میں اپنی عقیدت پیش کرتا ہے۔

یہ صنفِ شاعری عربی زبان میں اور عہدِ نبوّت ہی میں پیدا ہوگئی تھی، اور یقیناً اسی عہد میں اسے پیدا ہوجانا چاہیئے تھا۔ شاعری نام ہی ہے حقیقی جذبات قلبی کے اظہار کا جو کلام موزون و مقفیٰ کی شکل میں ہو۔ مسلمانوں کو عموماً اور صحابۂ کرام کو خصوصاً جو محبت اور دلی وابستگی ذاتِ قدسی صفاتِ حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سے تھی اُس کا تقاضا ہی یہ تھا کہ دل کی بات زبان پر آئے اور جب آئے تو کیوں نہ شعروسخن بن کر آئے۔ اس لئے تقریباً ان تمام صحابہ کرام نے جو شعر کہتے تھے نعتیہ اشعار کہے ہیں۔ کسی نے بہت کم اور کسی نے بہت زیادہ۔ حتّٰی کہ امّ المؤمنین بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور حضرت بی بی فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کی طرف منسوب بھی بعض نعتیہ اشعار روایتوں میں مل جاتے ہیں۔ اگرچہ ان مقدس خواتین کی شہرت بحیثیت شاعرہ کے نہیں ہے مگر درایۃً یہ بات دُور از قیاس نہیں کہ انھوں نے کبھی دو چار شعر سرورِ دوعالم کی نعت میں کہے ہوں۔ مثلاً حضرت ام المؤمنین بی بی عائشہ صدیقہ کے یہ دو شعر بہت مشہور ہیں۔

لَنَا شَمْسٌ وَّ لِلْاٰفَاقِ شَمْسٌ وَ شَمْسِیْ خَیْرٌ مِّنْ شَمْسِ السَّمَاءِ
فَاِنَّ الشَّمْسَ تَطْلَعُ بَعْدَ فَجْرٍ وَ شَمْسِیْ طَالِعٌ بَعْدَ الْعِشَاءِ

حضرت بی بی فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کا وفاتِ رسولؐ پر یہ کہنا کہ

صُبَّتْ عَلَیَّ مَصَائِبُ لَوْ اَنَّهَا ۔۔۔ صُبَّتْ عَلَی الْاَیَّامِ صِرْنَ لَیَالِیَا

عقل و درایت ان کی نسبت کو بعید از قیاس نہیں قرار دیتی ہے۔ بلکہ ممکن ہے کہ اور صحابیاتؓ نے بھی بہت سے اشعار نعتِ رسولؐ میں کہے ہوں جو ہم تک نہیں پہنچے۔

صحابہ کرام میں سیکڑوں ہی ایسے بزرگ تھے جو شعر کہتے تھے۔ ان میں سے بعض کی شہرت بحیثیت شاعر کے ہے اور بعض وہ تھے جو کبھی کبھی شعر کہا کرتے تھے۔ عقل اس امر کو بعید از قیاس نہیں قرار دیتی کہ ان میں سے اکثر نے کسی نہ کسی وقت نعتیہ شعر بھی کہے ہوں۔ بہرحال ہمیں حسب ذیل ۲۲ صحابہ کے نعتیہ اشعار تو روایتوں میں مل ہی جاتے ہیں۔ اور اگر پوری طرح تلاش و تفحص سے کام لیا جائے تو ممکن ہے کہ ان کی تعداد میں مزید اضافہ ہو جائے۔

جن بائیس صحابہ کے نعتیہ اشعار مل جاتے ہیں، ان کے اسماء گرامی اور ہر ایک کا ایک ایک شعر تبرکاً لکھا جاتا ہے۔

① حضرت حسّان بن ثابت رضی اللہ عنہ

دربارِ نبوّت کے مشہور و معروف شاعر ہیں، خود حضورؐ نے ان کو حکم دے کر بھی قصیدے پڑھوائے ہیں۔ انھوں نے بہت سے نعتیہ اشعار کہے ہیں۔ ان کی وفات ۵۴ھ میں ہوئی۔ ان کا دیوان چھپ گیا ہے اور عام طور پر مل جاتا ہے۔ ان کا ایک شعر ہے ؎

یَا رُکْنَ مُعْتَمِدٍ وَعِصْمَةَ لَائِذٍ ۔۔۔ وَمَلَاذَ مُنْتَجِعٍ وَجَارَ مُجَاوِرٍ

② حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ

یہ عرب کے مشہور اور عظیم المرتبہ شاعر تھے۔ اسی طرح بہت شجاع اور شاندار مجاہدِ اسلام بھی تھے۔ انھوں نے ۸ سنہ ہجری غزوۂ موتہ میں مجاہدینِ اسلام کی کمان

کرتے ہوئے جام شہادت نوش فرمایا۔ ان کا ایک شعر ہے ؎

وَفِينَا رَسُوْلُ اللهِ يَتْلُوْ كِتَابَهٗ　　إِذَا انْشَقَّ مَعْرُوْفٌ مِنَ الْفَجْرِ سَاطِعٗ

(۳) حضرت اُسید بن ابی ایاس الکنانی رضی اللہ عنہ

ایک جلیل القدر صحابی مجاہد تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑی محبت رکھتے تھے، ان کا ایک شعر ہے ؎

فَمَا حَمَلَتْ مِنْ نَاقَةٍ فَوْقَ رِحْلِهَا　　اَبَرَّ وَاَوْفٰى ذِمَّةً مِّنْ مُّحَمَّدٖ

(۴) حضرت مالک بن النمط رضی اللہ عنہ۔ عرب کے مشہور شاعروں میں سے تھے۔ یہ ایک مجاہد صحابی تھے۔ اور دربارِ رسالت میں مقبولیت کا مقام رکھتے تھے۔ ان کا ایک شعر ہے ؎

ذَكَرْتُ رَسُوْلَ اللهِ فِيْ فَحْمَةِ الدُّجٰى　　وَنَحْنُ بِاَعْلٰى رَحْرَحَانَ وَصَلْدَدٖ

(۵) حضرت ابو عزۃ الجمی رضی اللہ عنہ۔ ان کا ایک شعر ہے ؎

مَنْ مُّبْلِغٌ عَنِّى الرَّسُوْلَ مُحَمَّدًا　　بِاَنَّكَ حَقٌّ وَالْمَلِيْكُ حَمِيْدٗ

(۶) حضرت مالک بن عوف النصری رضی اللہ عنہ۔ ان کا ایک شعر ہے ؎

مَا اِنْ رَأَيْتُ وَلَا سَمِعْتُ بِمِثْلِهٖ　　فِى النَّاسِ كُلِّهِمْ بِمِثْلِ مُحَمَّدٖ

(۷) حضرت عمر بن سبیع الرہاوی رضی اللہ عنہ۔ ان کا ایک شعر ہے ؎

اِلَيْكَ رَسُوْلَ اللهِ مِنْ سِرْوِ حِمْيَرٍ　　اَجُوْبُ الْفَيَافِىْ سَمْلَقًا بَعْدَ سَمْلَقٖ

(۸) حضرت اُصید بن سلمۃ السلمی رضی اللہ عنہ۔

عرب کے نامور شاعروں میں گنے جاتے تھے، نعت رسولؐ میں بھی بہت سے اشعار کہے ہیں، اِن کے دو شعر ہیں ؎

اِنَّ الَّذِىْ سَمَكَ السَّمَآءَ بِقُدْرَةٍ　　حَتّٰى عَلٰى فِىْ مُلْكِهٖ فَتَوَحَّدَا

بَعَثَ الَّذِىْ مَا مِثْلُهٗ فِىْ مَا مَضٰى　　يَدْعُوْ لِرَحْمَتِهِ النَّبِىَّ مُحَمَّدَا

⑨ حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عم محترم، ان کا ایک شعر ہے ؎

مِنْ قَبْلِهَا طِبْتَ فِي ظِلَالٍ وَفِي مُسْتَوْدَعٍ حَيْثُ يُخْصَفُ الْوَرَقُ

⑩ حضرت العباس بن مرداس السلمی رضی اللہ عنہ۔ مقبول بارگاہِ نبوت اور ایک مجاہد صحابی ہیں۔ نعت میں بہت سے اشعار کہے ہیں۔ ان کا ایک شعر ہے ؎

يَا خَاتَمَ النَّبَاءِ إِنَّكَ مُرْسَلٌ بِالْحَقِّ كُلُّ هُدَى السَّبِيلِ هُدَاكَا

⑪ حضرت ابوسفیان بن الحارث رضی اللہ عنہ۔ رسول اللہ کے چچا زاد بھائی تھے ان کے چند اشعار نعتِ رسول میں ملتے ہیں۔ ایک شعر ہے ؎

لَعَمْرُكَ إِنِّي يَوْمَ أَحْمِلُ رَايَةً لِتَغْلِبَ خَيْلَ اللَّاتِ خَيْلُ مُحَمَّدٍ

⑫ حضرت اعشیٰ بکر بن وائل رضی اللہ عنہ۔ عرب کے نامی گرامی شاعر تھے انھوں نے ایک بہت ہی اچھا نعتیہ قصیدہ کہا ہے جس کا مطلع ہے ؎

أَلَمْ تَغْتَمِضْ عَيْنَاكَ لَيْلَةَ أَرْمَدَا وَبِتَّ كَمَا بَاتَ السَّلِيمُ مُسَهَّدَا

⑬ حضرت الاعشیٰ المازنی رضی اللہ عنہ۔ انھوں نے مختلف اوقات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کر کے نعتیہ اشعار میں اپنی عقیدت پیش کی ہے۔ ان کا ایک شعر ہے ؎

يَا مَالِكَ النَّاسِ وَدَيَّانَ الْعَرَبِ إِنِّي لَقِيتُ ذِرْبَةً مِّنَ الذِّرَبِ

⑭ حضرت کلیب بن اسید الحضرمی رضی اللہ عنہ، ایک نامور صحابی اور بہادر مجاہد تھے۔ اگرچہ بحیثیت شاعر ان کی شہرت نہیں ہے۔ مگر انہوں نے بہت سے اشعار نعتِ رسولؐ میں کہے تھے۔ ایک شعر ہے ؎

أَنْتَ النَّبِيُّ الَّذِي كُنَّا نُخَبِّرُهُ وَبَشَّرَتْنَا بِهِ التَّوْرَاةُ وَالرُّسُلُ

⑮ حضرت نابغہ الجعدی رضی اللہ عنہ۔ ایک نامور شاعر اور نامور صحابی تھے۔ ان کا

ایک شعر ہے ؎

أَتَيْتُ رَسُوْلَ اللهِ إِذْ جَاءَ بِالْهُدٰى   وَيَتْلُوْ كِتَابًا كَالْمَجَرَّةِ نَيِّرًا

(۱۶) حضرت قیس بن بحر الاشجعی رضی اللہ عنہ۔ بڑے نامور خطیب اور فصیح البیان شاعر تھے۔
ان کا نعتِ رسولؐ میں ایک شعر ہے ؎

فَمَنْ مُّبْلِغٌ عَنِّيْ قُرَيْشًا رِسَالَةً   فَهَلْ بَعْدَهُمْ فِي الْمَجْدِ مِنْ مُتَكَرَّمٖ

(۱۷) حضرت فضالۃ اللیثی رضی اللہ عنہ۔ ان کا ایک نعتیہ قطعہ ہے جس کا ایک شعر یہ ہے ؎

لَوْمَا رَأَيْتَ مُحَمَّدًا وَّجُنُوْدَهٗ   بِالْفَتْحِ يَوْمَ تُكَسَّرُ الْأَصْنَامُ

(۱۸) حضرت مازن بن الغضوبۃ الطائی رضی اللہ عنہ۔ یمن کے رہنے والے ایک صحابی ہیں، قبیلہ بنی طے کو ان کی شاعری پر ناز تھا۔ انھوں نے ایک نعتیہ نظم میں اپنے حاضرِ مدینہ ہونے کا بڑے اچھے انداز میں ذکر کیا ہے۔ ایک شعر ہے ؎

إِلَيْكَ رَسُوْلُ اللهِ خَبَّتْ مَطِيَّتِيْ   تَجُوْبُ الْفَيَافِيْ مِنْ عُمَّانَ إِلَى الْعَرْجِ

(۱۹) حضرت عبداللہ بن الزبعری رضی اللہ عنہ۔ انھوں نے نعتِ رسولؐ میں ایک نظم کہی ہے جس کا مطلع ہے ؎

مَنَعَ الرُّقَادَ بَلَابِلٌ وَّهُمُوْمُ   وَاللَّيْلُ مُعْتَلِجُ الرِّوَاقِ بَهِيْمُ

(۲۰) حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ۔ یہ بڑے اچھے شاعر اور بڑے اچھے مجاہد تھے۔ غزوات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہوتے تھے۔ چنانچہ غزوۂ خیبر میں بھی شریکِ جہاد تھے، اس غزوہ پر ان کی ایک نظم ہے اور اُس میں بڑے اچھے نعتیہ اشعار انھوں نے کہے ہیں۔ یہ خیبر پہنچنے کا واقعہ اس طرح بیان کرتے ہیں ؎

قَضَيْنَا مِنْ تِهَامَةَ كُلَّ رَيْبٍ   وَخَيْبَرَ ثُمَّ أَجْمَعْنَا السُّيُوْفَا

(۲۱) حضرت کعب بن زہیر مکی رضی اللہ عنہ۔ یہ اپنے وقت کے بڑے نامی گرامی شاعر تھے اور بہت ہی نامور شاعر کے فرزند بھی تھے۔ انھوں نے زمانۂ کفر میں رسول اللہ صلّی

اللہ علیہ وسلم کی شدید مخالفتیں کی تھیں اور ہجویہ اشعار بھی کہے تھے ۔ ۹ھ ہجری کے اوائل میں توبہ کرکے اور اسلام قبول کرکے مدینہ منورّہ میں حاضر ہوئے ۔ اب ان کا سینہ نورِ ایمان سے منوّر اور حُبِّ رسولؐ سے مملُؤ ہو چکا تھا ۔ انھوں نے جب بارگاہِ رسالت میں حاضری دی تو اس موقعہ پر اپنا وہ مشہور و معروف قصیدہ بھی پیش کیا جس کے ابتدائی تین اشعار یہ ہیں ۔ ؎

بَانَتْ سُعَادُ فَقَلْبِي الْيَوْمَ مَتْبُوْلٌ ۔۔۔ مُتَيَّمٌ اِثْرَهَا لَمْ يُفْدَ مَكْبُوْلٌ

وَمَا سُعَادُ غَدَاةَ الْبَيْنِ اِذْ رَحَلُوْا ۔۔۔ اِلَّا اَغَنُّ غَضِيْضُ الطَّرْفِ مَكْحُوْلٌ

اِنَّ الرَّسُوْلَ لَسَيْفٌ يُسْتَضَاءُ بِهٖ ۔۔۔ مُهَنَّدٌ مِّنْ سُيُوْفِ اللّٰهِ مَسْلُوْلٌ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس قصیدہ کو سُن کر حضرت کعب کو اپنی چادر جو آپ اُس وقت اوڑھے ہوئے تھے ، عطا فرما دی تھی ۔ اس لئے یہ قصیدہ دو ناموں سے مشہور ہے ایک تو قصیدۂ بُردہ (یعنی چادر والا قصیدہ) دوسرے اپنے ابتدائی الفاظ سے "قصیدۂ بانت سُعاد" ۔ چونکہ حضرت کعبؓ ابھی نئے نئے مسلمان ہوئے تھے ، اس لئے اس قصیدہ کو اسلامی دور کی شاعری نہیں بلکہ عرب کی جاہلی شاعری کا نمونہ سمجھنا چاہئے مگر یہ قصیدہ فصاحتِ الفاظ ، زورِ بیان اور فنی خوبیوں کی وجہ سے عربی شاعری میں اپنا ایک مقام رکھتا ہے ۔ اس کی بہت سی شرحیں لکھی گئی ہیں اور بہت سی زبانوں میں اس کے ترجمے ہوئے ہیں ۔ اُردو میں بھی اس کے متعدّد ترجمے کئے گئے اور کئی شرحیں لکھی گئی ہیں ، اور بار بار چھپتی رہتی ہیں ۔

۴۲ھ / ۶۶۲ء میں حضرت کعبؓ کا انتقال ہوگیا اور اُن کے فرزند نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عطا کی ہوئی یہ چادر فروخت کر دی ۔ امیر المؤمنین حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے اپنی ذاتی رقم چالیس ہزار درہم میں اس چادر کو خرید کر دمشق میں محفوظ کر دیا تھا ۔ ۱۳۲ھ میں یہ مقدس چادر اوّلین عباسی خلیفہ کے ہاتھ آئی ۔ پھر یہ بنی عباس کے خزانے میں محفوظ رہی ، لیکن مامون الرشید کے عہد (۱۹۸ — ۲۱۸ھ) میں کسی وقت ضایع ہوگئی ۔

۲۲ حضرت عمرو بن مالک الخزاعی رضی اللہ عنہ، یہ وہی صحابی ہیں جو صلح حدیبیہ کے تقریباً ایک سال کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کفّارِ قریش کی عہد شکنی اور اُن کے مظالم کے خلاف فریاد لے کر حاضر ہوئے تھے۔ ان کے دو شعر یہ ہیں۔

وَادْعُ عِبَادَ اللہِ یَاْتُوْا مَدَدَا فِیْھِمْ رَسُوْلُ اللہِ قَدْ تَجَرَّدَا

یَارَبِّ اِنِّیْ نَاشِدٌ مُحَمَّدَا حِلْفُ اَبِیْنَا وَ اَبِیْہِ الْاَتْلَدَا

عہدِ صحابہ میں اور اس کے بعد دینِ اسلام کی اشاعت کے ساتھ ساتھ عربی زبان بھی پھیلتی چلی گئی۔ یہاں تک کہ اندلس سے ملتان تک پھیل گئی، اور اودمچی سے سیرالیون تک جا پہنچی۔ عربی میں شعر کہنے والے ہر جگہ پیدا ہوئے۔ اور ہر جگہ نعتیہ قصاید بھی لکھے گئے۔ عہدِ تابعین اور زمانۂ ما بعد میں تو عربی زبان میں اتنے نعتیہ اشعار کہے گئے کہ ان کا شمار ممکن نہیں۔ اُس وقت سے اب تک ہر ملک کے مسلمان شعراء اپنی اپنی زبانوں میں بھی اور عربی زبان میں بھی نعتیہ قصائد لکھ رہے ہیں۔ عربی بولنے والے ممالک ہی نہیں بلکہ اُن ممالک میں بھی جہاں عربی نہیں بولی جاتی وہاں بھی عربی میں نعتیہ اشعار کہے جاتے ہیں۔ کابل، لاہور، دہلی، بھکّر، لکھنؤ اور عظیم آباد میں بھی علماء نے عربی میں نعتیہ قصاید لکھے ہیں۔ اور بہت لکھے ہیں۔ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر اور اُن کی رِفعتِ شان کا بیان کرنا شاعری کا معراجِ کمال ہے اور خود شاعر کے لئے سعادت کا وسیلہ۔

چشمِ اَقوام یہ نظارہ ابد تک دیکھے رفعتِ شانِ "رَفَعْنَا لَکَ ذِکْرَکَ" دیکھے

عربی زبان میں جن بزرگوں نے نعت گوئی میں خاص طور پر شہرت و امتیاز حاصل کیا، ان میں شیخ محمد بن احمد الابیوردی الاموی المتوفی ۵۰۷ھ، جمال الدین یحییٰ الصرصری المتوفی ۶۵۶ھ، شیخ ابو محمد عبداللہ الشقراطیسی المغربی المتوفی ۴۹۶ھ، ابوزید عبدالرحمٰن بن سعید الوزیر الفاضل الاندلسی المتوفی ۶۰۴ھ، جمال الدین ابن نباتہ المتوفی ۷۶۸ھ اور سب سے زیادہ شیخ المدائح علامہ بوصیری مصری صاحبُ القصیدۃ البردہ جنہیں بڑی

شہرت و مقبولیت حاصل ہے۔ علامہ بوصیری کی وفات ۶۹۴ھ یا ۶۹۶ھ میں ہوئی ہے۔ انھوں نے بہت سے نعتیہ قصائد لکھے ہیں۔ لیکن اُن کا جو قصیدہ القصیدۃ البُردہ کہلاتا ہے اور عام طور سے مجالسِ ذکرِ رسولؐ میں پڑھا جاتا ہے۔ اس کی تصنیف کا واقعہ یہ ہے کہ علامہ بوصیری پر فالج کا حملہ ہوا اور یہ بزرگ پیروں سے معذور ہو کر چلنے پھرنے سے مجبور ہو گئے۔ ۶۷۹ھ میں جب کہ اُن کی معذوری پر کئی سال گزر چکے تھے۔ انھوں نے یہ قصیدہ لکھا اور اس کا نام الکواکب الدرّیۃ فی مدح خیر البریۃ رکھا۔ اس کا مطلع ہے۔

اَمِنْ تَذَکُّرِ جِیْرَانٍ بِذِیْ سَلَمٍ مَزَجْتَ دَمْعًا جَرٰی مِنْ مُقْلَۃٍ بِدَمٍ

بیان کیا جاتا ہے کہ بوصیری نے اس کے بعد ایک رات خواب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ نے بوصیری کو اپنی چادر مبارک اوڑھا دی، صبح کو بوصیری نے اس کی برکت سے اپنے پیروں کو چلنے پھرنے کے قابل پایا اور انھیں مرض سے شفا حاصل ہو گئی۔ اسی وجہ سے اس قصیدہ کو قصیدۂ بردہ یعنی چادر والا قصیدہ کہتے ہیں۔ یہ قصیدہ عرب و عجم میں ہر جگہ مقبول ہے۔ اس کی مختلف اوقات میں بہت سی شرحیں لکھی گئی ہیں، ترکی اور اُردو میں بھی اس کے متعدد ترجمے اور شرحیں چھپ کر شایع ہو چکی ہیں۔

اس قصیدۂ بُردہ کے نہج پر بہت سے شاعروں نے نعتیہ قصیدے کہے ہیں یہاں تک کہ ان کی تعداد سَو سے بھی متجاوز ہے۔ موجودہ صدی کے سب سے بڑے عربی شاعر امیر الشعراء احمد شوقی المتوفی ۱۳۵۲ھ / ۱۹۳۲ء نے بھی ایک نعتیہ قصیدہ اسی بحر و قافیہ میں کہا ہے جو "علیٰ نہج البُردہ" کے نام سے بار بار چھپتا ہے اور مختلف درسگاہوں کے نصابِ تعلیم میں داخل ہے۔

ان مشہور نعتوں کے علاوہ یمانی شعراء نے نعتِ رسولؐ کو بطور ایک فن کے بڑی

ترقی دی، بیسیوں شاعروں نے بڑے اچھے اچھے نعتیہ قصاید عربی زبان کو عطا کیے۔ اسی طرح نجد کے شاعروں کے یہاں بھی بہت ہی اچھے نعتیہ قصاید اور مسمّطات ملتے ہیں۔ ان میں اندازِ بیان کی دلفریبی، الفاظ کا شکوہ اور ایسی روانی پائی جاتی ہے کہ شروع کر کے ان کو ختم کئے بغیر چھوڑ دینا ایک صاحبِ ذوق آدمی کے لئے مشکل ہو جاتا ہے۔

عربی زبان کے بعد فارسی میں اور اس کے بعد ترکی زبان میں نعت گوئی کا رواج ہوا۔ اور پھر تو اُردو، اندونیسی اور سواحلی زبانوں میں بھی شاعروں نے نعت کہنے کی سعادت حاصل کی۔ کہتے ہیں کہ حبشی زبان کو نعت گوئی کا شرف فارسی سے پہلے ہی حاصل ہو گیا تھا۔ لیکن فارسی سے قدیم کسی نعتیہ قصیدہ کا نمونہ حبشی زبان میں غالباً اب موجود نہیں ہے۔ نعتیہ اشعار جو حبشی زبان میں پائے جاتے ہیں ان میں قدیم ترین ساتویں صدی ہجری کے ایک مسلمان شاعر ابو ہلال عبید کے چند اشعار ہیں جو قدیم حبشی زبان میں ہیں اور اریٹیریا کی قدیم شاعری کے انداز میں ہیں۔ ان میں عربی بحر استعمال کی گئی ہے۔

فارسی زبان میں شعر و شاعری کی ابتداء "نعتِ شہِ کونینؐ" سے نہیں بلکہ "مدیحِ کے وجم" سے ہوئی ہے۔ معاشر العجم میں قیس رازی کا بیان ہے کہ فارسی میں سب سے پہلا قصیدہ مامون الرشید کی مدح میں عباس مروزی نے کہا۔ اس قصیدہ کے دو تین شعر تذکروں اور تاریخ ادبِ فارسی میں نقل ہوتے آرہے ہیں۔ اس میں شاعر یہ دعویٰ کرتا ہے کہ ؎

کس بر این منوال پیش از من چنین شعرے نہ گفت
مرزبان فارسی را ہست، تا این نوع بین
لیک زان گفتم من این مدحت ترا تا این لُغت
گیرد از مدح و ثنائے حضرت تو زیب و زین

بیان کیا جاتا ہے کہ ۱۹۳ھ ہجری میں جب مامون الرشید مرو میں آیا تھا تو عباس مروزی نے یہ قصیدہ پیش کیا تھا۔ اس کے بعد سے حنظلہ بادغیسی متوفی ۲۲۰ھ، فیروز مشرقی متوفی ۲۸۲ھ، ابوشکور بلخی متوفی بعد ۳۳۶ھ، ابوالحسن شہید بلخی متوفی ۳۲۵ھ وغیرہم بہت سے فارسی شعرا نے "مدیح کے وجم" میں نام پیدا کیا۔ لیکن ان کے کلام میں نعت گوئی کے نمونے نظر نہیں آتے۔ شاید اس کی وجہ یہ ہو کہ یہ لوگ بادشاہوں کی مدح وثنا میں اتنے منہمک تھے کہ دوسری طرف متوجہ نہ ہو سکے۔ اور اپنا سارا زورِ کلام پیشہ ورانہ شاعری پر صرف کرتے رہے۔

لیکن ابتدائی دور کے بعد ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت وعقیدت کا جو جذبہ فارسی کے مسلمان شعرا میں موجود تھا وہ رنگ لایا اور فارسی زبان میں ایک سے ایک اور بہتر سے بہتر نعتیہ قصائد لکھے گئے۔ ابوالفرج رونی، اوحد الدین انوری، مصلح الدین سعدی جلال الدین رومی، نورالدین عبدالرحمٰن جامی، عرفی شیرازی اور حکیم قاآنی نے فارسی زبان کو بہترین نعتیہ اشعار وقصاید عطا کئے، اور بہ کثرت نعتیہ نظمیں لکھیں۔

ترکی زبان کے قدیم ترین شاعر وادیب محمود کاشغری متوفی ۴۶۰ھ سے لے کر موجودہ صدی کے نامور ترکی شاعر نامق کمال تک تقریباً ہر صاحبِ کمال نے بارگاہِ رسالت میں عقیدت کے پھول پیش کئے۔ بعض نے بڑے بڑے نعتیہ قصاید لکھے اور بعض نے چند اشعار، لیکن شاید ہی کوئی بڑا ترکی شاعر ہو جس نے نعتیہ شعر نہ کہے ہوں۔

اردو شاعری کے ڈانڈے فارسی شاعری سے ملتے ہیں۔ پہلے تو کچھ چھوٹی بڑی مثنویاں مذہبی احکام میں اور متصوفانہ رنگ کی لکھی گئیں، اور اس کے بعد ہی لوگ غزل گوئی پر آ گئے۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ پورے معاشرے پر زوالِ حکومت کی وجہ سے یاس وناامیدی کا سایہ تھا، اسی لئے اُردو غزل میں ہجر و حرمان کے مضامین کی بہتات رہی۔ کچھ لوگوں نے اس سے الگ راہ پیدا کرنے کی کوشش بھی کی تو یونانی فلسفہ اور ویدانت کے بھنور میں جا پھنسے۔

اس یاس واندوہ نے اُس عقیدت و وابستگی سے مل کر جو ہر مسلمان کو حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ سے ہوتی ہے بعض شاعروں کو مرثیہ گوئی پر لگا دیا۔ اس میں اُردو شاعروں نے کمال کیا۔ ان کے لکھے ہوئے مرثیے عربی، فارسی اور ترکی کے مرثیوں سے بھی بازی لے گئے۔ اُردو کے مرثیوں سے بہتر مرثیے شاید ہی کہیں اور مل سکیں۔ انیسؔ و دبیرؔ کے اُردو مرثیے ایران کے سب سے بڑے مرثیہ گو شاعر محتشم کاشی متوفی ۹۹۶ھ کے مرثیوں سے بھی بہتر اور زیادہ اثر انگیز ہیں۔

اُردو شعراء میں سے دو بڑے شاعروں کے نام نعت گوئی میں فخر کے ساتھ پیش کئے جاسکتے ہیں۔ ایک امیرؔ مینائی جن کے نعتیہ اشعار بہ کثرت محامد خاتم النبیین میں موجود ہیں اور دوسرا نام محسنؔ کاکوری جن کی کلیات ساری کی ساری نعت ہی نعت ہے۔ قصاید، مثنویاں، غزل، قطعات، رباعیات اور ترجیع بند، جو کچھ ہے "نعتِ شہِ کونین" کے نور سے منوّر اور شاعر کی عقیدت و محبت کا نمونہ ہے۔ محسنؔ کاکوروی نے اپنے مشہور لامیہ قصیدۂ نعت میں محفل ذکرِ رسولؐ کو ہندوستانی پھولوں سے سجایا ہے اور دوآبہ گنگا و جمنا میں آمدِ بہار کا وہ نقشہ پیش کیا ہے کہ پڑھنے والے پر ایک کیفیت سی طاری ہو جاتی ہے، اس قصیدہ کے ابتدائی شعر ہیں ؎

سمت کاشی سے چلا جانب متھرا بادل | برق کے کاندھے پہ لاتی ہے صبا گنگا جل
خبر اُڑتی ہوئی آئی ہے مہابن سے ابھی | کہ چلے آتے ہیں تیرتھ کو ہوا پر بادل

برسات کی کالی رات کا نقشہ کیسا عجیب پیش کیا ہے۔

شب دیجور اندھیرے میں ہے بادل کے نہاں | لیلیٰ محمل میں ہے ڈالے ہوئے منہ پر آنچل
شاہد کفر ہے منہ پر سے اُٹھائے گھونگھٹ | چشمِ کافر میں لگائے ہوئے کافر کاجل

اسی طرح مثنوی صبح سعادت کی ابتداء اس طرح کرتے ہیں کہ عربی زبان کی تقریباً ساری ہی مشہور تفاسیر کے نام بھی علاوہ صنعت براعۃ استہلال کے آگئے ہیں۔ کہتے ہیں ؎

بیضاویٔ صبح کا بیان ہے　　　کشّافِ کتاب آسماں ہے

محسنؔ کاکوروی نے ۱۳۲۳ھ مطابق ۱۹۰۵ء میں وفات پائی۔ ان کے بعد جن اُردو شعراء نے نعت گوئی میں بڑا نام پایا۔ اُن میں سب سے اونچا مقام خواجہ الطاف حسین حالیؔ کا ہے۔ اُن کے کلام کو بڑی مقبولیت حاصل ہوئی اور آج تک ایسی مقبولیت حاصل ہے کہ اُردو کے کسی اور نعتیہ کلام کو حاصل نہیں۔ اور کیوں نہ حاصل ہوتی۔ اُن کا کلام اسی کا مستحق ہے۔ کہتے ہیں ؎

وہ نبیوں میں رحمت لقب پانے والا　　　مرادیں غریبوں کی بر لانے والا
مصیبت میں غیروں کے کام آنے والا　　　وہ اپنے پرائے کا غم کھانے والا

فقیروں کا ملجا ضعیفوں کا ماویٰ
یتیموں کا والی غلاموں کا مولیٰ

اسی طرح مولانا احمد رضا خاں بریلوی، اکبرؔ وارثی میرٹھی اور غلام امام شہیدؔ کی لکھی ہوئی نعتوں کو بڑی قبولیت حاصل ہوئی۔ جدید شعراء میں سے علامہ اقبالؔ، مولانا ظفر علی خاں، ماہرؔالقادری، حمیدؔ صدیقی، حفیظؔ جالندھری، بہزادؔ لکھنوی اور ان کے علاوہ بہت سے شعراء نے بڑے اچھے نعتیہ اشعار کہے ہیں۔

نعتیہ اشعار کے مجموعے بھی لوگوں نے تالیف کئے۔ عربی میں نعتیہ اشعار کا سب سے وسیع مجموعہ شیخ یوسف النبہانی کا المجموعۃ النبہانیہ ہے جو چار جلدوں میں ۱۳۲۰ھ میں بیروت سے شایع ہُوا تھا۔ اس میں عہدِ صحابہ سے چودھویں صدی ہجری کی ابتداء تک کے عربی نعتیہ اشعار و قصاید کا انتخاب پیش کیا گیا ہے۔ اس کی ترتیب قوافی پر ہے۔ اس کے علاوہ کوئی بڑا مجموعہ میری نظر سے نہیں گزرا۔ سنا ہے کہ ترکی میں ایک مختصر مجموعہ شیخ ابراہیم صدقی نے بھی ترکی نعتیہ اشعار کا مرتب کیا تھا جو ۱۳۲۵ھ میں آستانہ (ترکی) میں چھپا تھا۔ میں نے یہ مجموعہ نہیں دیکھا ہے۔

میرے دوست جناب شفیقؔ بریلوی، مدیر رسالہ خاتونِ پاکستان، بڑے محنتی،

فعّال اور صاحبِ ذوق انسان ہیں، انہیں ایک سچے مسلمان کی طرح اللہ اور رسولؐ سے محبت ہے، انھوں نے بڑی عقیدت کے ساتھ سیرتِ مبارکہ پر رسالۂ خاتونِ پاکستان کے متعدّد رسولؐ نمبر ربیع الاوّل کے مہینوں میں شایع کئے ہیں اور انہیں بڑے باذوق انداز میں گلشنِ نعت کے رنگین پھولوں سے سجایا ہے، ان کے یہ خاص نمبر اہلِ نظر میں بہت کامیاب اور مقبول ہوئے۔ اب شفیقؔ صاحب نعتیہ اشعار کے ان بکھرے ہوئے پھولوں کو سلیقہ کے ساتھ ایک گلدستہ بنا کر "ارمغانِ نعت" کے نام سے پیش کر رہے ہیں، یہ چودہ سو سال کے نعتیہ کلام کا ایک انتخاب ہے، اور ہماری زبان میں نعتوں کا شاید سب سے بڑا اور وقیع مجموعہ ہے۔ اتنی متنوع نعتیں آج تک کسی ایک جگہ جمع نہیں کی گئیں۔ اس گلدستہ میں عرب وعجم کے بہترین پھول سلیقہ سے یکجا کر دیئے گئے ہیں۔ شفیقؔ صاحب نے اس میں ہر شاعر کا سنہ وفات بھی لکھ دیا ہے، جس سے اُس کا عہد متعیّن ہو جاتا ہے اور فنِ نعت گوئی کے تدریجی ارتقاء کو سمجھنے کیلئے بھی یہ ایک بڑی اچھی کتاب بن گئی ہے۔ امید ہے کہ اہلِ علم و نظر اسے ہاتھوں ہاتھ لیں گے اور اس سے کماحقّہٗ فائدہ حاصل کریں گے۔

مجھ سے جناب شفیقؔ بریلوی نے اس بے بہا مجموعہ پر مقدمہ لکھنے کی فرمایش کی تو میں نے اسے اپنی سعادت سمجھ کر قبول کر لیا۔ اور یہ چند سطور لکھ دیں کہ حضرت حسّان بن ثابت رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کے نعتیہ اشعار کے ساتھ اس عاصی و پُرمعاصی کی تحریر کا شایع ہونا، دنیا و آخرت میں اس کے لئے سرمایۂ سعادت ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مداحوں میں نہ سہی، مداحوں کے مداحوں میں بھی شمار کر لیا جاؤں تو بڑی بات ہے۔

فی الجملہ نسبتے بہ تو کافی بُوَد مرا
بلبل ہمیں کہ قافیۂ گل شود بس است

نعتِ رسولِ کریمؐ بزبان حضرت سُلیمانؑ علیہ السّلام

تشبیہاتِ سلیمان (غزل الغزلات)

باب پنجم آیت ۱۰-۱۶

"میرا دوست نورانی گندم گوں ہزاروں میں سردار ہے، اس کا سر ہیرے کا سا چمک دار ہے، اس کی زلفیں مسلسل مثل کوے کے کالی ہیں، اس کی آنکھیں ہیں جیسے پانی کے کنڈل پر کبوتر، دُودھ میں دُھلی ہوئی نگینہ کی مانند جڑی ہیں، اس کے رخسارے ایسے ہیں جیسے ٹٹی پر خوشبودار بیل چھائی ہوئی ہو اور چکلے پر خوشبو رگڑی ہوئی ہو، اس کے ہونٹ پھول کی پنکھڑی جن سے خوشبو ٹپکتی ہے، اس کے ہاتھ ہیں سونے کے جڑے ہوئے اور جواہر سے جڑے ہوئے، اس کا پیٹ جیسے ہاتھی دانت کی تختی جواہر سے لپی ہوئی، اس کی پنڈلیاں جیسے سنگ مرمر کے ستون سونے کی بیٹھکی پر جڑے ہوئے، اس کا چہرہ مانند مہتاب کے، جوان مانند صنوبر کے، اس کا گلا نہایت شیریں اور وہ بالکل مُحمّدؐ یعنی تعریف کیا گیا ہے، یہ ہے میرا پیارا اور میرا محبوب، اے بیٹیوں! یروشلم کی!"

—— مقالاتِ سرسید، سرسید احمد خاں ——

نعتِ رسولِ کریمؐ بآیاتِ قرآنِ حکیم

وہ مصطفےٰ ہیں ـــ	اِنَّ اللّٰہَ اصْطَفٰٓی اٰدَمَ وَنُوْحًا وَّاٰلَ اِبْرٰھِیْمَ	۳۳	آلِ عمران
مجتبےٰ ہیں ـــ	وَلٰکِنَّ اللّٰہَ یَجْتَبِیْ مِنْ رُّسُلِہٖ مَنْ یَّشَآءُ ..	۱۷۹	″
احمد ہیں ـــ	وَمُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ یَّاْتِیْ مِنْۢ بَعْدِی اسْمُہٗٓ اَحْمَدُ	۶	صف
محمدؐ ہیں ـــ	مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ	۲۹	فتح
یٰسٓ ہیں ـــ	یٰسٓ ۝ وَالْقُرْاٰنِ الْحَکِیْمِ ۝ اِنَّکَ لَمِنَ الْمُرْسَلِیْنَ ۝	۱	یٰسٓ
طٰہٰ ہیں ـــ	طٰہٰ ۝ مَآ اَنْزَلْنَا عَلَیْکَ الْقُرْاٰنَ لِتَشْقٰٓی ۝	۱	طٰہٰ
کملی والے ہیں ـــ	یٰٓاَیُّھَا الْمُزَّمِّلُ ۝	۱	مزمّل
چادر والے ہیں ـــ	یٰٓاَیُّھَا الْمُدَّثِّرُ ۝	۱	مدّثّر
نبیٔ اُمّی ہیں ـــ	اَلَّذِیْنَ یَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِیَّ الْاُمِّیَّ	۱۵۷	اعراف
داعی الی اللہ ہیں ـ	وَدَاعِیًا اِلَی اللّٰہِ بِاِذْنِہٖ	۴۶	احزاب
ہادی و مُنذر ہیں ـ	اِنَّمَآ اَنْتَ مُنْذِرٌ وَّلِکُلِّ قَوْمٍ ھَادٍ ۝	۷	رعد
روشن چراغ ہیں ـ	وَسِرَاجًا مُّنِیْرًا	۴۶	احزاب
شاہد ہیں ـــ	اِنَّآ اَرْسَلْنٰکَ شَاھِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِیْرًا	۴۵	″
بشیر ونذیر ہیں ـــ	وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا کَآفَّۃً لِّلنَّاسِ بَشِیْرًا وَّنَذِیْرًا	۲۸	سبا
مزکّی نفوسِ انسانی ہیں۔	وَیُزَکِّیْھِمْ	۱۶۴	آلِ عمران
معلّمِ کتاب وحکمت ہیں۔	وَیُعَلِّمُھُمُ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَۃَ	″	
نور ہیں ـــ	قَدْ جَآءَکُمْ مِّنَ اللّٰہِ نُوْرٌ وَّکِتٰبٌ مُّبِیْنٌ	۱۵	مائدہ
تاریکیوں سے نکالنے والے ہیں ـ	لِتُخْرِجَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ	۱	ابراہیم
غلط بندھنوں سے نجات دلانے والے ہیں }	وَیَضَعُ عَنْھُمْ اِصْرَھُمْ وَالْاَغْلٰلَ الَّتِیْ کَانَتْ عَلَیْھِمْ	۱۵۷	اعراف

وہی ہر بات کے شارح ہیں۔ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ إِلَيْهِمْ ۴۴ نحل

حاملِ صدق ہیں۔ وَالَّذِي جَاءَ بِالصِّدْقِ ۳۳ زمر

مرکزِ حق ہیں — يَا أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاءَكُمُ الرَّسُولُ بِالْحَقِّ مِنْ رَبِّكُمْ ۱۷۰ نساء

بُرہان ہیں — قَدْ جَاءَكُمْ بُرْهَانٌ مِنْ رَبِّكُمْ ۱۷۴ ؍؍

حاکمِ برحق ہیں — لِتَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ بِمَا أَرَاكَ اللَّهُ ۱۰۵ ؍؍

صاحبِ قولِ فیصل ہیں۔ مَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَلَا مُؤْمِنَةٍ إِذَا قَضَى اللَّهُ

وَرَسُولُهُ أَمْرًا أَنْ يَكُونَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ أَمْرِهِمْ ۳۶ احزاب

سراپا ہدایت ہیں۔ وَإِنَّهُ لَهُدًى وَرَحْمَةٌ لِلْمُؤْمِنِينَ ۷۷ نمل

سراپا رحمت ہیں — وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِلْعَالَمِينَ ۱۰۷ انبیاء

رؤف و رحیم ہیں — حَرِيصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِينَ رَءُوفٌ رَحِيمٌ ۱۲۸ توبہ

تمہارے گواہ ہیں — لِيَكُونَ الرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا ۷۸ حج

صاحبِ خُلقِ عظیم ہیں۔ إِنَّكَ لَعَلَىٰ خُلُقٍ عَظِيمٍ ۴ قلم

اوّل المؤمنین ہیں — آمَنَ الرَّسُولُ بِمَا أُنْزِلَ إِلَيْهِ مِنْ رَبِّهِ ۲۸۵ بقرہ

اوّل المسلمین ہیں — وَأَنَا أَوَّلُ الْمُسْلِمِينَ ۱۶۳ انعام

خاتم النبیین ہیں۔ وَلَٰكِنْ رَسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ ۴۰ احزاب

عبد (کامل) ہیں — سُبْحَانَ الَّذِي أَسْرَىٰ بِعَبْدِهِ لَيْلًا ۱ بنی اسرائیل

صاحبِ کوثر ہیں۔ إِنَّا أَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ ۱ کوثر

صاحبِ رفعتِ شان و شہرتِ عام — وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ ۴ انشراح

ایمان والوں کی جان سے بھی زیادہ عزیز اور پیارے } النَّبِيُّ أَوْلَىٰ بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنْفُسِهِمْ ۶ احزاب

إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا ۵۶ ؍؍
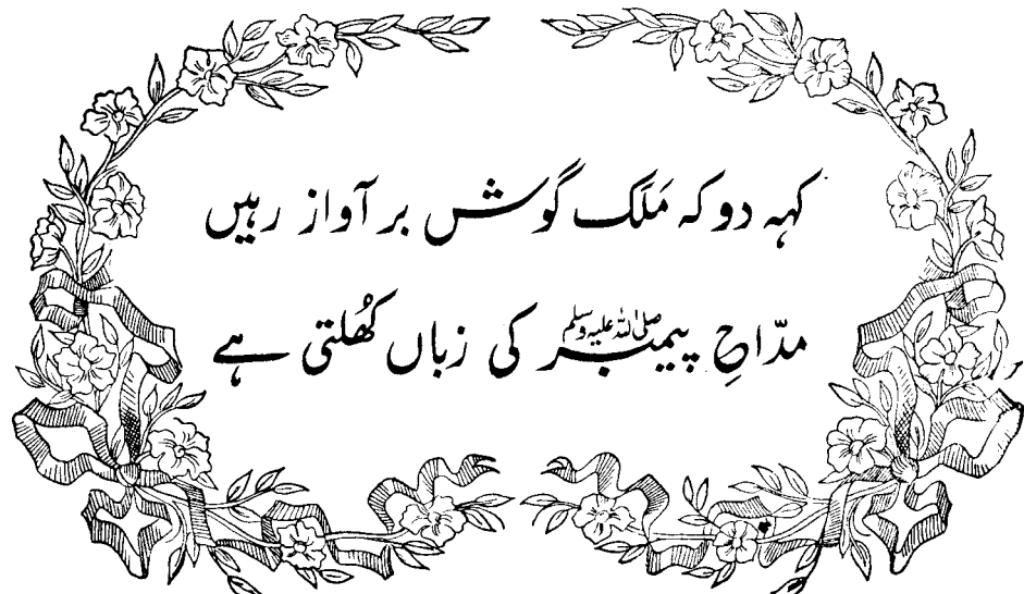
مرتبہ:- مولینا سید حسن مثنٰی ندوی

کہہ دو کہ ملک گوش بر آواز رہیں
مدّاحِ پیمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی زباں کھلتی ہے

مَا بَیْنَ بَیْتِیْ وَمِنْبَرِیْ رَوْضَۃٌ مِّنْ رِیَاضِ الْجَنَّۃِ (الحدیث)

میرے گھر اور میرے منبر کے درمیان جنت کی کیاریوں میں سے ایک کیاری ہے
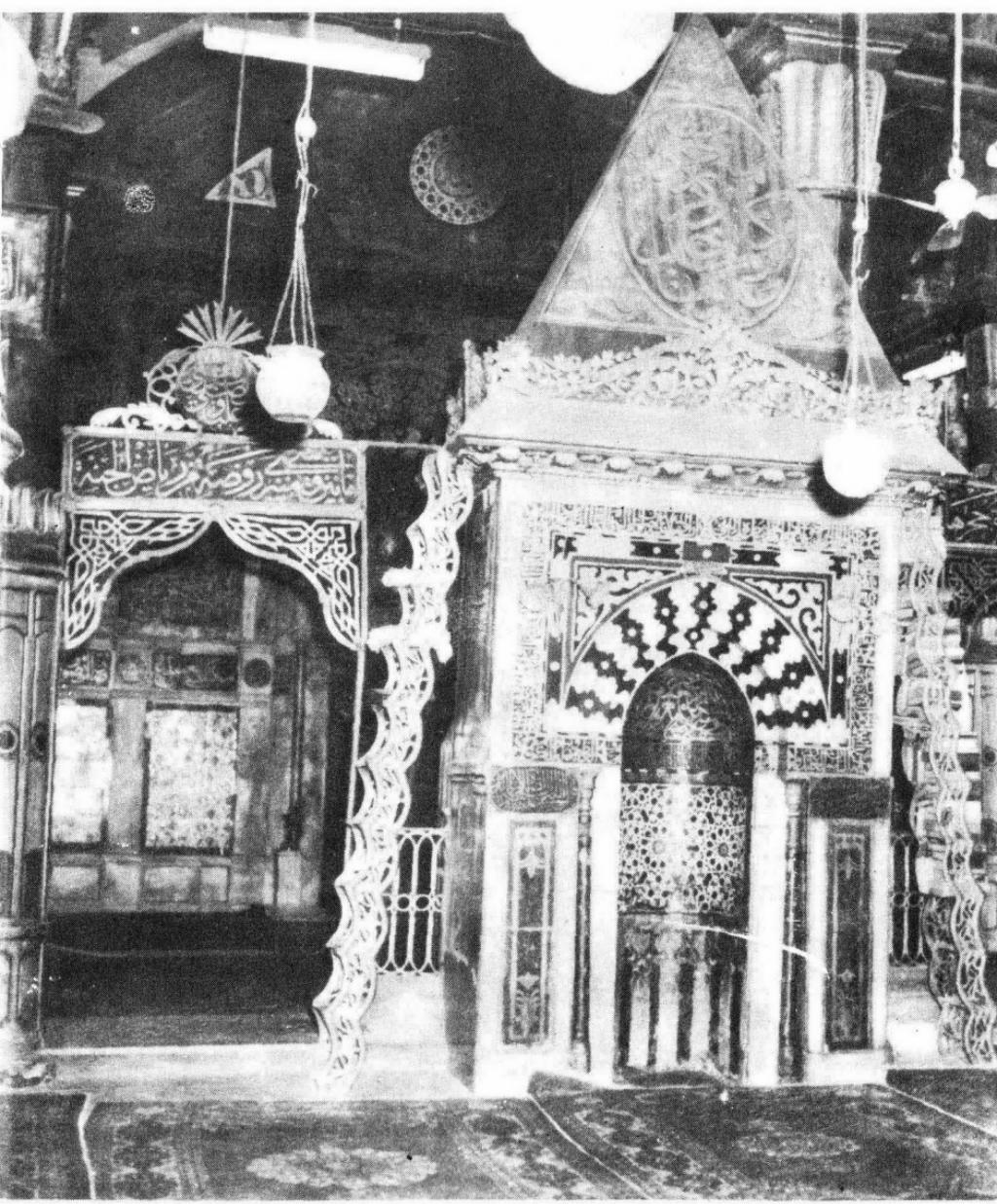
حضرت ابو طالب بن عبد المطلب

المتوفی سنہ ۳ قبل از ہجرت ۶۲۰ء

وَاللّٰهِ لَنْ يَّصِلُوْا اِلَيْكَ بِجَمْعِهِمْ — حَتّٰى اُوَسَّدَ فِي التُّرَابِ دَفِيْنَا

خدا کی قسم وہ اپنی جمعیت کے ساتھ تجھ تک ہرگز پہنچ نہیں سکتے — جب تک مجھے دفن کر کے مٹی میں ٹیک لگا کر لٹا نہ دیا جائے

فَاصْدَعْ بِاَمْرِكَ مَا عَلَيْكَ غَضَاضَةٌ — وَاَبْشِرْ وَقَرَّ بِذَاكَ مِنْكَ عُيُوْنَا

تو اپنا کام کیے جا۔ تجھ پر کسی قسم کی تنگی نہیں ہے — اور خوش رہ اور اس کام کے ساتھ اپنی آنکھیں ٹھنڈی کیے جا

وَدَعَوْتَنِيْ وَزَعَمْتَ اَنَّكَ نَاصِحِيْ — وَلَقَدْ صَدَقْتَ وَكُنْتَ ثَمَّ اَمِيْنَا

تو نے مجھے دعوت دی اور تیرا خیال ہے کہ تو میرا خیر خواہ ہے — تو نے سچ کہا، اور پھر تو تو ایک امانت دار (امین) رہ چکا ہے

وَعَوَضْتَ دِيْنًا لَا مُحَالَةَ اِنَّهٗ — مِنْ خَيْرِ اَدْيَانِ الْبَرِيَّةِ دِيْنَا

اور تو نے وہ دین پیش کیا جو یقیناً — دنیا کے ادیان میں بہترین دین ہے

لَوْلَا الْمَلَامَةُ اَوْ حِذَارُ مَسَبَّةٍ

اگر ملامت کا خوف اور سبکی کا اندیشہ نہ ہوتا

لَوَجَدْتَنِيْ سَمْحًا بِذَاكَ مُبِيْنَا

تو اس دین کو قبول کر لینے میں تو یقیناً مجھے برملا فراخ دل پاتا

حضرت حمزہؓ بن عبد المطلب بن ہاشم

الشہید ۳ھ / ۶۲۵ء

حَمِدْتُ اللهَ حِيْنَ فُؤَادِيْ — إِلَى الْإِسْلَامِ وَالدِّيْنِ الْمُنِيْفِ

میں نے خدا کا شکر ادا کیا جب اُس نے میرے دل کو — اسلام اور بلند مرتبہ دین کی توفیق بخشی

لِدِيْنٍ جَاءَ مِنْ رَبٍّ عَزِيْزٍ — خَبِيْرٍ بِالْعِبَادِ بِهِمْ لَطِيْفٍ

اُس دین کی جو عظمت و عزت والے پروردگار کی طرف سے آیا ہے — جو بندوں کے تمام حسابات سے باخبر اور اُن پر بڑا مہربان ہے

إِذَا تُلِيَتْ رَسَائِلُهُ عَلَيْنَا — تَحَدَّرَ دَمْعُ ذِي اللُّبِّ الْحَصِيْفِ

جب اُس کے پیغاموں کی تلاوت ہمارے سامنے کی جاتی ہے — تو ہر صاحب عقل و صائب الرائے کے آنسو رواں ہو جاتے ہیں

رَسَائِلُ جَاءَ أَحْمَدُ مِنْ هُدَاهَا — بِآيَاتٍ مُبَيِّنَةِ الْحُرُوْفِ

وہ پیغامات جن کی ہدایتوں کو احمدؐ لے کر آئے — واضح الفاظ و حروف والی آیتوں میں

وَأَحْمَدُ مُصْطَفًى فِيْنَا مُطَاعًا — فَلَا تَغْشَوْهُ بِالْقَوْلِ الْعَنِيْفِ

اور احمدؐ ہم میں برگزیدہ ہیں جن کی اطاعت کی جاتی ہے — لہٰذا تم اُن کے سامنے نا ملائم لفظ بھی منہ سے نہ نکالنا

فَلَا وَاللهِ نُسْلِمُهُ لِقَوْمٍ

تو خدا کی قسم ہم ان کو اس قوم کے حوالے کبھی نہیں کریں گے

وَلَمَّا نَقْضِ فِيْهِمْ بِالسُّيُوْفِ

جن کے بارے میں ہم نے ابھی تلواروں سے کوئی فیصلہ نہیں کیا ہے

حضرت عبداللہ بن رواحہؓ

الشہید سنہ ۸ھ ۶۲۹ء

رُوحِی الْفِدَاءُ لِمَنْ اَخْلَاقُہٗ شَہِدَتْ　　بِاَنَّہٗ خَیْرُ مَوْلُوْدٍ مِنَ الْبَشَرِ

میری جان اُنؐ پر فدا جن کے اخلاق شاہد ہیں　　کہ وہ بنی نوع انسان میں افضل ترین ہیں

عَمَّتْ فَضَائِلُہٗ کُلَّ الْعِبَادِ کَمَا　　عَمَّ الْبَرِیَّۃَ ضَوْءُ الشَّمْسِ وَالْقَمَرِ

اُنؐ کے فضائل بلا امتیاز سب بندوں کے لئے عام ہیں　　جس طرح سورج اور چاند ساری مخلوق کے لئے عام ہے

لَوْ لَمْ یَکُنْ فِیْہِ اٰیَاتٌ مُّبَیِّنَۃٌ

اگر ان کی صداقت پر مہرِ تصدیق ثبت کرنے والی نشانیاں نہ ہوتیں

کَانَتْ بَدِیْھَتُہٗ تَکْفِی عَنِ الْخَبَرِ

تو خود اُن کی واضح شخصیت اُن کی صداقت کافی تھی

حضرت فاطمۃ الزہراؓ
المتوفی سنہ ۱۱ھ ۶۳۲ء

مَاذَا عَلٰی مَنْ شَمَّ تُرْبَۃَ اَحْمَدَ ۔۔۔ اَلَّا یَشُمَّ مُدَی الزَّمَانِ غَوَالِیَا
جس نے ایک مرتبہ بھی خاکِ پائے احمدِ مجتبیٰ سونگھ لی ۔۔۔ تعجب کیا ہے اگر وہ ساری عمر کوئی اور خوشبو نہ سونگھے

صُبَّتْ عَلَیَّ مَصَائِبُ لَوْ اَنَّھَا ۔۔۔ صُبَّتْ عَلَی الْاَیَّامِ عُدْنَ لَیَالِیَا
(حضورؐ کی جدائی میں) وہ مصیبتیں مجھ پر ٹوٹی ہیں کہ اگر ۔۔۔ یہ مصیبتیں "دنوں" پر ٹوٹتیں تو دن "راتوں" میں تبدیل ہو جاتے

اِغْبَرَّ اٰفَاقُ السَّمَآءِ وَکُوِّرَتْ ۔۔۔ شَمْسُ النَّھَارِ وَاَظْلَمَ الْاَزْمَانُ
آسمان کی پہنائیاں غبار آلود ہو گئیں اور لپیٹ دیا گیا ۔۔۔ دن کا سورج اور تاریک ہو گیا سارا زمانہ

وَالْاَرْضُ مِنْ بَعْدِ النَّبِیِّ کَئِیْبَۃٌ ۔۔۔ اَسَفًا عَلَیْہِ کَثِیْرَۃُ الْاَحْزَانِ
اور زمین نبیٔ کریمؐ کے بعد مبتلائے درد ہے ۔۔۔ اُن کے غم میں ڈوبی ہوئی سراپا

فَلْیَبْکِہٖ شَرْقُ الْبِلَادِ وَغَرْبُھَا ۔۔۔ یَا فَخْرَ مَنْ طَلَعَتْ لَہُ النَّیِّرَانُ
اب آنسو بہائے مشرق بھی اور مغرب بھی اُن کی جُدائی پر ۔۔۔ فخر تو صرف اُن کے لئے ہے جن پر روشنیاں چمکیں

یَا خَاتَمَ الرُّسُلِ الْمُبَارَكِ صِنْوَۃً
اے آخری رسولؐ آپ برکت وسعادت کی جوئے فیض ہیں

صَلّٰی عَلَیْكَ مُنَزِّلُ الْقُرْاٰنِ
آپؐ پر تو قرآن نازل کرنے والے نے بھی درود وسلام بھیجا ہے

حضرت ابوبکر صدیقؓ
المتوفی سنہ ۱۳ھ
۶۳۴ء

يَا عَيْنُ فَابْكِي وَلَا تَسْأَمِي وَحَقِّ الْبُكَاءِ عَلَى السَّيِّدِ
تو اے آنکھ خوب رو، اب یہ آنسو نہ تھمیں قسم ہے سرورِ عالمؐ پر رونے کے حق کی

عَلَى خَيْرِ خِنْدِفَ عِنْدَ الْبَلَاءِ أَمْسَى يُغَيَّبُ فِي الْمَلْحَدِ
خندف کے بہترین فرزند پر آنسو بہا، جو غم و اَلَم کے ہجوم میں سرِ شام گوشۂ قبر میں چھپا دیا گیا

فَصَلَّى الْمَلِيكُ وَلِيُّ الْعِبَادِ وَرَبُّ الْعِبَادِ عَلَى أَحْمَدِ
مالک الملک بادشاہ عالم، بندوں کا والی اور پروردگار، احمد مجتبیٰؐ پر سلام و رحمت بھیجے

فَكَيْفَ الْحَيَاةُ لِفَقْدِ الْحَبِيبِ وَزَيْنِ الْمَعَاشِرِ فِي الْمَشْهَدِ
اب کیسی زندگی، جو حبیب ہی بچھڑ گیا اور وہ نہ رہا جو زینت دہِ یک عالم تھا

فَلَيْتَ الْمَمَاتَ لَنَا كُلِّنَا
کاش موت آتی تو ہم سب کو ایک ساتھ آتی
فَكُنَّا جَمِيعًا مَعَ الْمُهْتَدِي
آخر ہم سب اس زندگی میں بھی ساتھ ہی تھے

حضرت ابوسفیانؓ بن الحارث بن عبدالمطلب ابن عم النبیؐ
المتوفی سنہ ۲۰ھ (۶۴۱ء)

أَرِقْتُ وَبَاتَ لَيْلِيْ لَا يَزُوْلُ	وَلَيْلُ أَخِي الْمُصِيبَةِ فِيْهِ طُوْلُ
میری نیند اُڑ گئی اور رات ایسی ہوگئی جیسے اب ختم نہ ہوگی	وہ رات جو مصیبت کی ہو وہ دراز ہی ہوتی ہے
فَقَدْنَا الْوَحْيَ وَالتَّنْزِيْلَ فِيْنَا	يَرُوْحُ بِهٖ وَيَغْدُوْ جِبْرَئِيْلُ
وحی و تنزیل کا جو سلسلہ ہمارے درمیان جاری تھا وہ کھو گیا	جبرئیل کبھی رات کو آتے جاتے تھے کبھی دن کو
نَبِيٌّ كَانَ يَجْلُوا الشَّكَّ عَنَّا	بِمَا يُوْحٰى إِلَيْهِ وَمَا يَقُوْلُ
حضور وہ نبی تھے جو ہمارے شکوک و شبہات دور کرتے تھے	کبھی اس وحی کے ذریعے جو آتی تھی اور کبھی اپنی باتوں سے
وَيَهْدِيْنَا فَلَا نَخْشٰى ضَلَالًا	عَلَيْنَا وَالرَّسُوْلُ لَنَا دَلِيْلُ
وہ ہمیں ایسا راستہ دکھاتے تھے کہ پھر کسی گمراہی کا ڈر	ہمارے دل میں نہ ہوتا تھا، خود رسولؐ ہمارے راہ نما تھے
يُخَبِّرُنَا بِظَهْرِ الْغَيْبِ عَمَّا	يَكُوْنُ فَلَا يَخُوْنُ وَلَا يَحُوْلُ
وہ ہمیں غیب کی خبریں بھی سنا دیتے تھے کہ کیا ہوگا	اور اس خبر میں نہ کوئی خامی ہوتی تھی نہ ہیر پھیر
فَلَمْ نَرَ مِثْلَهٗ فِي النَّاسِ حَيًّا	وَلَيْسَ لَهٗ مِنَ الْمَوْتٰى عَدِيْلُ
نہ زندوں میں ہم نے ان کے جیسا کوئی انسان دیکھا	اور نہ مرنے والوں میں کوئی ان کی نظیر ہے

اَفَاطِمُ اِنْ جَزَعْتِ فَذَاكَ عُذْرٌ وَاِنْ لَمْ تَجْزَعِیْ فَهُوَ السَّبِیْلُ

اے فاطمہ اگر دامنِ صبر تجھ سے چھوٹ جائے تو مجبوری ہے لیکن اگر تو دامنِ صبر نہ چھوڑے تو اصل راستہ تو یہی ہے

فَعُوْذِیْ بِالْعَزَآءِ فَاِنَّ فِیْهِ ثَوَابُ اللّٰہِ وَالْفَضْلُ الْجَزِیْلُ

تُو اگر صبر واستقامت کا سہارا لے تو اس میں اللہ کی طرف سے جزا ہے اور بے اندازہ فضل

وَقُوْلِیْ فِیْ اَبِیْكِ وَلَا تَمَلِّیْ وَهَلْ یَجْزِیْ بِفِعْلِ اَبِیْكِ قِیْلُ

اور اپنے باپ کی تعریف میں خوب دل کھول کے بول مگر تیرے باپ نے جو کام کئے ہیں اُن کا بدل کہیں یہ قول ہو سکتے ہیں

فَقَبْرُ اَبِیْكِ سَیِّدُ كُلِّ قَبْرٍ وَفِیْهِ سَیِّدُ النَّاسِ الرَّسُوْلُ

تیرے باپ کی قبر بھی تمام قبروں کی سردار ہے کیونکہ اس میں وہ رسول مدفون ہے جو تمام انسانوں کا سردار ہے

صَلَاةُ اللّٰہِ مِنْ رَّبٍّ رَّحِیْمٍ

رحمت والے پاک پروردگار کی رحمتیں ہوں

عَلَیْهِ لَا تَحُوْلُ وَلَا تَزُوْلُ

حضورؐ پر، ایسی رحمتیں جو نہ تھمیں نہ کبھی ختم ہوں

حضرت عمر فاروق رض

الشهید سنہ ۲۳ھ
۶۴۴ء

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ اَظْهَرَ دِيْنَهٗ — عَلٰى كُلِّ دِيْنٍ قَبْلَ ذٰلِكَ حَائِدٖ

کیا نہیں دیکھا تم نے کہ اللہ نے اپنے دین کو غالب کر دیا — ہر اُس دین پر جو اس سے پہلے تھا حق سے پھرا ہوا

وَ اَسْلَبَهٗ مِنْ اَهْلِ مَكَّةَ بَعْدَ مَا — تَدَاعَوْا اِلٰى اَمْرٍ مِنَ الْغَيِّ فَاسِدٖ

اور اللہ نے اہل مکہ کو محروم کر دیا حضورؐ سے جب — اُن لوگوں نے گمراہی کے خیال فاسد یعنی قتل پر کمر باندھی

غَدَاةَ اَجَالَ الْخَيْلُ فِيْ عَرَصَاتِهَا — مُسَوَّمَةً بَيْنَ الزُّبَيْرِ وَخَالِدٖ

اور پھر وہ صبح جب گھوڑے اس کے میدانوں میں جولانیاں دکھانے لگے — جن کی باگیں چھوٹی ہوتی تھیں، زبیر و خالد کے درمیان

فَاَمْسٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ قَدْ عَزَّ نَصْرُهٗ

پس رسول اللہ کو اللہ کی نصرت نے غلبہ بخشا

وَ اَمْسٰى عِدَاهُ مِنْ قَتِيْلٍ وَّ شَارِدٖ

اور ان کے دشمن مقتول ہوئے اور شکست کھا کے بھاگے

حضرت عباسؓ بن عبدالمطّلِب

المتوفی ۳۲ھ / ۶۵۳ء

مِنْ قَبْلِهَا طِبْتَ فِی الظِّلَالِ وَفِیْ — مُسْتَوْدَعٍ حَیْثُ یُخْصَفُ الْوَرَقُ
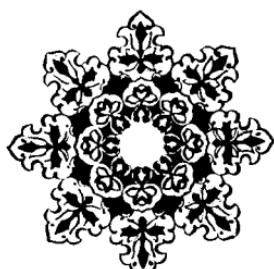
آپ اس سے پہلے سایۂ خاص میں بسر کر رہے تھے اور — اُس منزلِ محفوظ میں تھے جہاں پتّوں سے بدن ڈھانپا گیا

ثُمَّ هَبَطْتَ الْبِلَادَ وَلَا بَشَرٌ — اَنْتَ وَلَا مُضْغَةٌ وَلَا عَلَقٌ

پھر آپ بستی میں اُترے، مگر نہ تو آپ ابھی بشر تھے — نہ گوشت پوست اور نہ لہو کی پھٹکی

بَلْ نُطْفَةٌ تَرْكَبُ السَّفِیْنَ وَقَدْ — اَلْجَمَ نَسْرًا وَ اَهْلَهُ الْغَرَقُ

بلکہ وہ آبِ صافی، جو کشتیوں پر سوار تھا — جب سیلاب کی موجیں چوٹی کو چھو رہی تھیں اور لوگ ڈوب رہے تھے

تُنْقَلُ مِنْ صَالِبٍ اِلٰی رَحِمٍ — اِذَا مَضٰی عَالَمٌ بَدَا طَبَقٌ

منتقل ہوتا رہا صُلب سے رحم کی طرف — پھر جب ایک عالم گزر چکا مرتبۂ حال کا ظہور ہوا

وَرَدْتَ نَارَ الْخَلِیْلِ مُكْتَتِمًا — فِیْ صُلْبِهٖ اَنْتَ كَیْفَ یَحْتَرِقُ

آپ آتشِ خلیل میں اُترے، چھُپے چھُپے، — آپ اُن کی صلب میں تھے تو وہ کیسے جلتے

حَتّٰی احْتَوٰی بَیْتُكَ الْمُهَیْمِنُ مِنْ — خِنْدِفٍ، عَلْیَاءَ تَحْتَهَا النُّطُقُ

تا آنکہ آپ کا محافظ وہ صاحبِ شوکت گھرانہ ہوا جو — خندف جیسی رفیع المرتبت خاتون کا ہے جس کا دامن زمین پر لوٹتا تھا

وَاَنْتَ لَمَّا وُلِدْتَ اَشْرَقَتِ الْاَ — رْضُ وَضَاءَتْ بِنُوْرِكَ الْاُفُقُ

اور آپ جب پیدا ہوئے تو چمک اٹھی زمین — اور روشن ہو گئے آفاقِ سماوی آپ کے نور سے

فَنَحْنُ فِیْ ذٰلِكَ الضِّیَاءِ وَفِی النُّـ — ـوْرِ وَسُبُلَ الرَّشَادِ نَخْتَرِقُ

تو اب ہم لوگ اسی روشنی اور اسی نور میں — ہیں اور ہدایت و استقامت کی راہیں نکال رہے ہیں

حضرت عثمان غنیؓ

الشہید ۳۵ھ / ۶۵۵ء

فَیَا عَیْنِیْ ابْکِیْ وَلَا تَسْأَمِیْ

تو اے میری آنکھ آنسو بہا اور نہ تھک

وَحُقَّ الْبُکَآءُ عَلَی السَّیِّدِ

اپنے سردار پر آنسو بہانا تو لازم آ چکا

حضرت علی مرتضیٰ رضؓ

الشہید سنہ ۴۰ھ (۶۶۱ء)

أَمِنْ بَعْدِ تَكْفِينِ النَّبِيِّ وَدَفْنِهِ — بِأَثْوَابِهِ آسَى عَلَى هَالِكٍ ثَوَى

نبی کو کپڑوں میں کفن دینے کے بعد میں اس مرنے والے — کے غم میں غمگین ہوں جو خاک میں جا بسا

رُزِئْنَا رَسُولَ اللّٰهِ فِينَا فَلَنْ نَرَى — بِذَاكَ عَدِيلًا مَا حَيِينَا مِنَ الرَّدَى

رسول اللہ کی موت کی مصیبت ہم پر نازل ہوئی اور اب — جب تک ہم خود جی رہے ہیں ان جیسا ہرگز نہیں دیکھیں گے

وَكَانَ لَنَا كَالْحِصْنِ مِنْ دُونِ أَهْلِهِ — لَهُ مَعْقِلٌ حِرْزٌ حَرِيزٌ مِنَ الرَّدَى

رسول اللہ ہمارے لئے ایک مضبوط قلعہ تھے کہ ہر دشمن — سے پناہ اور حفاظت حاصل ہوتی تھی

وَكُنَّا بِمَرْآهُ نَرَى النُّورَ وَالْهُدَى — صَبَاحًا مَسَاءً رَاحَ فِينَا أَوِ اغْتَدَى

ہم جب اُن کو دیکھتے تو سراپا نور و ہدایت کو دیکھتے — صبح بھی اور شام بھی، جب وہ ہم میں چلتے پھرتے یا صبح کو گھر سے نکلتے

لَقَدْ غَشِيَتْنَا ظُلْمَةٌ بَعْدَ مَوْتِهِ — نَهَارًا فَقَدْ زَادَتْ عَلَى ظُلْمَةِ الدُّجَى

اُن کی موت کے بعد ہم پر ایسی تاریکی چھا گئی جس میں — دن، کالی رات سے زیادہ تاریک ہو گیا۔

فَيَا خَيْرَ مَنْ ضَمَّ الْجَوَانِحَ وَالْحَشَا — وَيَا خَيْرَ مَيْتٍ ضَمَّهُ التُّرْبُ وَالثَّرَى

انسانی بدن اور اس کے پہلو جتنی شخصیتوں کو چھپائے ہوئے ہیں ان میں سب سے — بہتر آپ ہیں اور آپ ان تمام مرنے والوں میں جن کو خاک نے چھپایا ہے سب سے بہتر ہیں

كَأَنَّ أُمُوْرُ النَّاسِ بَعْدَكَ ضمنت سَفِيْنَةُ موج حِيْنَ فِي الْبَحْرِ قَدْ سَمَا

گویا معاملہ انسانی آپ کی موت کے بعد ایک کشتی میں پڑ گیا ہے جو سمندر کے اندر اونچی موجوں میں گھری ہوئی ہے

فَضَاقَ فَضَاءُ الْاَرْضِ عَنْهُمْ بِرَحْبِهٖ لِفَقْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ اِذْ قِيْلَ قَدْ مَضٰى

زمین اپنی وسعت کے باوجود تنگ ہو گئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کی وجہ سے جب یہ کہا گیا کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم گزر گئے

فَقَدْ نَزَلَتْ لِلْمُسْلِمِيْنَ مُصِيْبَةٌ كَصَدْعِ الصَّفَا لَا لِلصَّدْعِ فِي الصَّفَا

مسلمانوں پر ایک ایسی مصیبت نازل ہوئی ہے جیسے چٹان میں شگاف پڑ جائے اور چٹان کے شگاف کی اصلاح کہاں ممکن ہے

فَلَنْ يَّسْتَقِلَّ النَّاسُ تِلْكَ مُصِيْبَةٌ وَلَنْ يُّجْبَرَ الْعَظْمِ الَّذِيْ مِنْهُمْ وَهٰى

اس مصیبت کو لوگ برداشت نہیں کر سکیں گے اور وہ کمزوری جو پیدا ہو گئی ہے اس کی تلافی ممکن نہیں ہے

وَفِيْ كُلِّ وَقْتٍ لِلصَّلٰوةِ يَهِيْجُهٗ

اور ہر نماز کے وقت بلال رضی اللہ عنہ ایک نیا ہیجان پیدا کر دیتے ہیں

بِلَالٌ رضی اللہ عنہ وَّ يَدْعُوْا بِاسْمِهٖ كُلَّمَا دَعَا

جب کہ وہ (بلال رضی اللہ عنہ) ان کا نام لے کر پکارتے ہیں۔

حضرت کعبؓ بن زُہیر
المتوفی ۴۲ھ ۶۶۲ء

فَقَدْ اَتَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ مُعْتَذِرًا وَالْعَفْوُ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰہِ مَقْبُوْلُ

میں اللہ کے رسول کی خدمت میں عذرخواہ ہوکر پہنچا اور معافی و درگزر تو اللہ کے رسول کے نزدیک پسندیدہ ہے

لَقَدْ اَقُوْمُ مَقَامًا لَوْ یَقُوْمُ بِہٖ اَرٰی وَاَسْمَعُ مَالَوْ یَسْمَعُ الْفِیْلُ

میں اس مقام پر کھڑا تھا کہ اگر وہاں ہاتھی بھی کھڑا ہوتا اور ہاتھی وہ دیکھتا اور سنتا جو میں دیکھ اور سُن رہا تھا

لَظَلَّ یَرْعَدُ اِلَّا اَنْ یَکُوْنَ لَہٗ مِنَ الرَّسُوْلِ بِاِذْنِ اللّٰہِ تَنْوِیْلُ

تو یقیناً کانپنے لگتا اگر اللہ کے حکم سے رسول اللہ کی طرف سے جود و سخا اور بخشش و عطا نہ ہوتی

حَتّٰی وَضَعْتُ یَمِیْنِیْ لَا اُنَازِعُہٗ فِیْ کَفِّ ذِیْ نَقِمَاتٍ قِیْلُہُ الْقِیْلُ

یہاں تک کہ میں نے اپنا داہنا ہاتھ بغیر کسی مناقشے کے اس ہاتھ میں دے دیا جو کئے کی سزا دے سکتا تھا اور جس کا قول قولِ فیصل تھا

اِنَّ الرَّسُوْلَ لَسَیْفٌ یُسْتَضَاءُ بِہٖ

بیشک رسول اللہ وہ سیف ہیں جس سے روشنی حاصل کی جاتی ہے

مُہَنَّدٌ مِنْ سُیُوْفِ اللّٰہِ مَسْلُوْلُ

وہ اللہ کی تلواروں میں سے ایک کھنچی ہوئی تلوار ہیں۔

اُمُّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ
المتوفی سنہ ۵۷ھ ۶۷۷ء

مَتٰی یَبْدُ فِی الدَّاجِی الْبَهِیْمِ جَبِیْنُهٗ — یَلُحْ مِثْلَ مِصْبَاحِ الدُّجَی الْمُتَوَقِّدِ

اندھیری رات میں اُن کی پیشانی نظر آتی ہے — تو اس طرح چمکتی ہے جیسے روشن چراغ

فَمَنْ کَانَ اَوْمَنْ قَدْ یَکُوْنُ کَاَحْمَدَ — نِظَامٌ لِّحَقٍّ اَوْنَکَالٌ لِّمُلْحِدِ

احمدِ مجتبیٰؐ کے جیسا کون تھا اور کون ہوگا — حق کا نظام قائم کرنے والا اور ملحدوں کو سراپا عبرت بنا دینے والا

حضرت حسّان بن ثابت رضؓ

المتوفی سنہ ۶۸ھ / ۶۸۷ء

أَغَرُّ عَلَيْهِ لِلنُّبُوَّةِ خَاتَمٌ ۔ مِنَ اللهِ مَشْهُودٌ يَلُوحُ وَيُشْهَدُ

یہ وہ ہیں جن پر مہرِ نبوت چمک رہی ہے ۔ اللہ کی طرف سے یہ شہادت ہے جو چمکتی ہے اور دیکھی جاتی ہے

وَضَمَّ الْإِلٰهُ اسْمَ النَّبِيِّ إِلَى اسْمِهِ ۔ إِذْ قَالَ فِي الْخَمْسِ الْمُؤَذِّنُ أَشْهَدُ

اللہ نے اپنے نام کے ساتھ نبی کا نام ملا رکھا ہے ۔ جب کہ پانچ وقت مؤذن اشہد کہتا ہے

وَشَقَّ لَهُ مِنَ اسْمِهِ لِيُجِلَّهُ ۔ فَذُو الْعَرْشِ مَحْمُودٌ وَهٰذَا مُحَمَّدُ

اللہ نے ان کا نام ان کے اعزاز کے لئے اپنے نام سے مشتق کیا ہے ۔ صاحب عرش محمود ہے، اور یہ محمدؐ ہیں

نَبِيٌّ أَتَانَا بَعْدَ يَأْسٍ وَفَتْرَةٍ ۔ مِنَ الرُّسُلِ وَالْأَوْثَانُ فِي الْأَرْضِ تُعْبَدُ

یہ ایسے نبی، جو ہمارے پاس ایک خوف اور طویل وقفہ کے بعد آئے ہیں ۔ اور حال یہ تھا کہ زمین میں بت پوجے جا رہے تھے

فَأَمْسٰى سِرَاجًا مُّسْتَنِيرًا وَهَادِيًا ۔ يَلُوحُ كَمَا لَاحَ الصَّقِيلُ الْمُهَنَّدُ

یہ نبی آئے اور روشنی والے چراغ اور رہنما ہو گئے ۔ وہ اس طرح چمکے جیسے صیقل کی ہوئی ہندی تلوار چمکے

وَأَنْذَرَنَا نَارًا وَبَشَّرَ جَنَّةً ۔ وَعَلَّمَنَا الْإِسْلَامَ فَاللهَ نَحْمَدُ

اور انھوں نے آگ سے ڈرایا، جنت کی بشارت دی ۔ اور ہمیں اسلام کی تعلیم دی، ہم اللہ کے شکر گزار ہیں

وَأَنْتَ إِلٰهُ الْخَلْقِ رَبِّي وَخَالِقِي ۔ بِذٰلِكَ مَا عَمَّرْتُ فِي النَّاسِ أَشْهَدُ

اے اللہ تو دنیا کا معبود ہے میرا رب اور خالق ہے ۔ جب تک میں لوگوں میں زندہ رہوں گا اس کی شہادت دیتا رہوں گا

تَعَالَيْتَ رَبَّ النَّاسِ عَنْ قَوْلِ مَنْ دَعَا ۔ سِوَاكَ إِلٰهًا أَنْتَ أَعْلٰى وَأَمْجَدُ

اے سارے انسانوں کے پروردگار تو ان کے اقوال سے بلند ۔ اعلیٰ اور برتر ہے جو تیرے سوا کسی اور کو معبود بنائیں

لَكَ الْخَلْقُ وَالنَّعْمَاءُ وَالْأَمْرُ كُلُّهُ

تو ہی پیدا کرنے والا نعمت دینے والا اور حاکم مطلق ہے

فَإِيَّاكَ نَسْتَهْدِي وَإِيَّاكَ نَعْبُدُ

ہم تجھ ہی سے ہدایت چاہتے اور تیری ہی پرستش کرتے ہیں

حضرت عمرؓ (جن)

قصیدۂ جنّیہ ایک عجیب و غریب قصیدہ ہے جو قوم جنّات کے ایک بزرگ حضرت عمرؓ جو رسُول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرامؓ میں سے تھے ان کا لکھا ہوا ہے، غازی پور زمینہ کے مولینا سید احمد علیؒ نے سفرِ ترکی کے موقع پر یہ نعتیہ قصیدہ قسطنطنیہ (استنبول) کے شاہی کتب خانہ میں دیکھا، چونکہ پہلے بھی وہ اس کی شہرت سُن چکے تھے لہٰذا انھوں نے اس قصیدہ کی نقل حاصل کرلی اور ہندستان پہنچ کر ۱۳۰۷ھ میں اس کو چھپوایا۔ ۱۳۴۶ھ میں نواب واجد علی خاں رئیس ریاست بوڑہانسی ضلع بلند شہر کے کتب خانہ سے اس قصیدہ کا مطبوعہ نسخہ خواجہ حسن نظامیؒ نے حاصل کرکے دوبارہ شایع کیا۔ یہ نسخہ میرے پاس موجود ہے۔ یہ قصیدہ عربی قصائد میں بلا شک ممتاز حیثیت رکھتا ہے، اس میں ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ اس کے الفاظ خاص قسم کے ہیں اور اکثر الفاظ متحد حروف سے رقم کئے گئے ہیں، جس عجیب و غریب طریقہ سے ایک ہی صورت اور قریب قریب ایک ہی قسم کے اعراب و حرکات و حروف جمع کئے گئے ہیں یہ بات انسانی قصائد میں بہت کم ملتی ہے، اہلِ علم کے لئے یہ انشاء پردازی کا کمال ہے لیکن علم الاعداد اور علم الحروف جاننے والے سمجھ سکتے ہیں کہ اس میں کچھ رموز بھی ضرور مخفی ہیں، یہ قصیدہ کافی طویل ہے ذیل میں اس نادر قصیدہ کے چند اشعار تحفتہً پیش کئے جاتے ہیں۔ (ش-ب)

فَتَعَدَّ وَدَعْ ذِكْرًا لَهُمْ　　بَلْ كَيْفَ وَأَنْتَ بِهِمْ نَصَبٌ

ہٹو اور ان اونٹنیوں اور اونٹنی والوں کا ذکر چھوڑو۔ اے دل تجھے کیا ہوگیا تو کیوں ان کے مارے دُکھی ہے۔

وَارْحَلْ قُلُصًا يَقْدِمُنَ عَلَىٰ ۔۔۔ رَءُوْفٍ فَتُزَاحُ بِهِ الْكُرَبُ

تو اپنی اونٹنیوں کو کوچ کے لئے ہانک تاکہ وہ اُس دلبرِ دلنواز کے قدموں میں جا پہنچیں وہ جس کے ذریعہ سب دُکھ درد مٹ جاتے ہیں۔

فَالْخَلْقُ اِلَيْهِ جَمَاعَتُهُمْ ۔۔۔ تُحْدٰى بِهِمْ فُسُحٌ نُجُبُ

تمام مخلوق کے لوگ گروہ گروہ جس کی طرف چلے جارہے ہیں اور ایسی اونٹنیوں کو حُدِیٰ پڑھتے ہوئے لئے جاتے ہیں جو چوڑے سینے والی اور منتخب ہیں۔

لُزُزٌ لُغُزٌ نُشُزٌ نُهُزٌ ۔۔۔ جُمُزٌ حُضُزٌ ضُمُرٌ شُزُبٌ

وہ اونٹنیاں جن کا سینہ گوشت سے بھرا ہوا ہے چوہے کے بلوں کے مانند پیچیدہ راستہ کو وہ بآسانی طے کر رہی ہیں فربہ اور قوی ہیں۔جوش رفتار میں گویا سینہ کے بل چلی جارہی ہیں بہت جلد جلد قدم اُٹھاتی ہیں مجسم رفتار ہیں۔ وہ اُس پہاڑ کی مانند ہیں۔جو گردو غبار سے صاف ہو تازہ شاخ کی مانند بارونق ہیں۔

شُنُخٌ رُخُخٌ مُخُخٌ دُخُخٌ ۔۔۔ فُتُخٌ شُمُخٌ جُرُخٌ هُلُبٌ

قدآور ہیں مضبوط ہیں قوت سے بھری ہوئی ہیں۔سیاہ اور بھوری ہیں۔ خشمناک ہیں۔بلند قد ہیں۔سیلاب رواں ہیں۔بڑے بڑے بال والی ہیں۔

هُشُشٌ خُشُشٌ عُشُشٌ فُشُشٌ ۔۔۔ خُدُشٌ عُمُشٌ بُرُشٌ عُتُبٌ

ہشاش بشاش ہیں نکیل اور خورجیوں والی ہیں۔جلد باز ہیں۔دُودھ دوہی ہوئی ہیں چلنے میں زمین کے اندر خراش پیدا کرنے والی ہیں۔کسی سہارے کی محتاج نہیں ہیں۔رنگارنگ ہیں۔سراپا ناز ہیں۔

بُعُعٌ کُنُعٌ وُقُعٌ صُمُعٌ قُطُعٌ کُمُعٌ طُمُعٌ اُلُبٌ

جہاز کے مانند سامان سے بھری ہوئی چلی جارہی ہیں۔ستارے کی طرح غروب ہوتی ہوئی نظر آرہی ہیں۔جنگ آزمودہ ہیں۔چھوٹے کان والی ہیں۔جلد جلد مسافت طے کرنے والی ہیں۔سفر کی بہت ہی شائق ہیں۔ہمہ تن رفتار ہیں۔

فَانِخْ بِنَبِیِّ اِلٰہِ الْخَلْقِ اَتَتْ بِفَضَائِلِہٖ الْکُتُبُ

ٹھہر ٹھہر اے مسافر! ٹھہر قافلہ کے اونٹوں کو بٹھا دے اور پیغمبر خداوند عالم کی خدمت میں حاضر ہو جس کے فضائل میں بہت سی کتابیں آئی ہیں۔

لِنَبِیٍّ ھُدٰی وَنَسِیْجِ تُقٰی فَبِذَاکَ تَدِیْنُ لَہُ الْعَرَبُ

وہ جو ہدایت کرنے والا نبی ہے جس کا جامۂ وجود سراسر تقویٰ کے تاروں سے بنا ہوا ہے۔ جبھی تو سارا عرب اُس کے دین کا جان نثار اور اُس کے نام کا فدا کار ہے۔

بِمُحَمَّدٍ الْمَبْعُوْثِ وَذِی الْخَیْرَاتِ مَنَازِلُہُ الرُّحُبُ

وہ محمدؐ جو خدا کی طرف سے مبعوث ہے تمام خوبیوں کا مالک ہے۔جس کے مراتب و مدارج نہایت ہی بلند اور وسیع ہیں۔

وَالْحَوْضُ لَہُ الرُّکْنُ مَعًا وَالْبَیْتُ وَمَکَّۃُ وَالْحُجُبُ

حوض کوثر بھی اُس کا ہے مکّہ رکن و مقام کعبہ اور اُس کے پردے ان سب کا وہی مالک ہے۔

نَصْرًا ھُزِمَ الْاَحْزَابُ لَہٗ فَتَمَامُ صَنَائِعِہٖ الرُّغُبُ

اُسی کی مدد کے لئے تمام قوموں کے جتھے پسپا کر دیئے گئے۔اُس محبوب کے سارے کام پیارے ہیں۔

فَهَدَيْتَ فَاَنْتَ جَلَوْتَ عَمًا وَاَضَاءَ بِذَاكَ لَنَا السَّبَبُ

اے ہمارے محبوب محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم! تونے ہدایت کر کے اندھوں کی آنکھیں کھول دیں اسی لئے حقیقت اور کامیابی کے راستے روشن ہوئے۔ دروازے کھُل گئے۔

وَ اِلَيْكَ مُحَمَّدُ اِنْبَعَثَتْ جُوْنٌ بِاَخِشَّتِهَا شُبِبُوْا

اے میرے پیارے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم! تیری ہی خدمت میں اونٹنیاں مع اپنی نکیل اور خورجیوں کے باادب بیٹھی ہوئی ہیں۔

وَ اِلَيْكَ رَحَلَتْ مَغَاقَ اُوْلِيْ كُتُبٍ وَّمَعَاشِرَ قَدْ ذَهَبُوْا

اے میرے آقا! میں بھی حاضرِ دربار ہوا ہوں اے مولا! تو تمام گزشتہ کتب و ہدایت والوں کا سرتاج ہے۔

لِتَجُوْدَ عَلَيَّ فَتُعْطِيَنِيْ بِشَرَائِعَ لَيْسَ لَهَا ثُلُبُ

اے میرے داتا! میں حاضرِ خدمت ہوا ہوں کہ تو مجھے اپنی عنایت سے بے عیب شریعت عطا کر دے۔

فَاللهُ هَدَاكَ وَاَنْتَ هَدَيْتَ فَذَلَّ لِمِلَّتِكَ النُّصُبُ

خدا نے تجھے ہدایت دی ہے اور تو سب کا ہادی ہے۔ تیرے دین کے آگے تمام بُت سرنگوں ہو گئے ہیں۔

فَصَلٰوةُ اللهِ الْخَلْقِ عَلَيْكَ وَجَادَ فَمَلَّكَتِ السَّكَبُ

تجھ پر خداوند عالم کا دُرود و سلام۔ اور تیرے روضۂ مبارک پر رحمتِ الٰہی کی موسلا دھار بارش ہو۔

اِمام زین العابدینؓ، علی السجاد بن الحُسینؓ

المتوفی سنہ ۹۴ھ / ۷۱۲ء

اِنْ نِلْتَ یَا رُوْحَ الصَّبَا یَوْمًا اِلٰی اَرْضِ الْحَرَمْ
بَلِّغْ سَلَامِیْ رَوْضَۃً فِیْہَا النَّبِیُّ الْمُحْتَرَمْ

اے بادِصبا اگر تیرا گزر سرزمینِ حرم تک ہو
تو میرا اسلام اس روضہ کو پہنچا جس میں نبی محترم تشریف فرما ہیں

مَنْ وَّجْہُہٗ شَمْسُ الضُّحٰی مَنْ خَدُّہٗ بَدْرُ الدُّجٰی
مَنْ ذَاتُہٗ نُوْرُ الْہُدٰی مَنْ کَفُّہٗ بَحْرُ الْہِمَمْ

وہ جن کا چہرۂ انور مہرِ نیمروز ہے اور جن کے رخسارِ تاباں ماہِ کامل
جن کی ذات نورِ ہدایت ہے، جن کی ہتھیلی سخاوت میں دریا

قُرْاٰنُہٗ بُرْہَانُنَا نَسْخًا لِاَدْیَانٍ مَّضَتْ
اِذْ جَآءَنَا اَحْکَامُہٗ کُلُّ الصُّحُفِ صَارَ الْعَدَمْ

اُن کا (لایا ہوا) قرآن ہمارے لئے واضح دلیل ہے جس نے ماضی کے تمام دینوں کو منسوخ کردیا
جب اُس کے احکام ہمارے پاس آئے تو (پچھلے) سارے صحیفے معدوم ہوگئے

اَکْبَادُنَا مَجْرُوْحَۃٌ مِّنْ سَیْفِ ہَجْرِ الْمُصْطَفٰی
طُوْبٰی لِاَہْلِ بَلْدَۃٍ فِیْہَا النَّبِیُّ الْمُحْتَشَمْ

ہمارے جگر زخمی ہیں فراقِ مصطفےٰؐ کی تلوار سے
خوش نصیبی اُس شہر کے لوگوں کی ہے جس میں نبی محتشم ہیں

یَا لَیْتَنِیْ کُنْتُ کَمَنْ یَّتَّبِعُ نَبِیًّا عَالِمًا
یَوْمًا وَّ لَیْلًا دَائِمًا وَارْزُقْ کَذَا لِیْ بِالْکَرَمْ

کاش میں اُس کی طرح ہوتا جو نبی کی پیروی علم کے ساتھ کرتا ہے
دن اور رات ہمیشہ (اے خدا) یہی صورت اپنے کرم سے عطا فرما

یَا رَحْمَۃً لِّلْعَالَمِیْنَ اَنْتَ شَفِیْعُ الْمُذْنِبِیْنَ
اَکْرِمْ لَنَا یَوْمَ الْحَزِیْنِ فَضْلًا وَّجُوْدًا وَّالْکَرَمْ

اے رحمتِ عالم آپ گنہگاروں کے شفیع ہیں
ہمیں قیامت کے دن فضل وسخاوت اور کرم سے عزت بخشئے

یَا رَحْمَۃً لِّلْعَالَمِیْنَ اَدْرِکْ لِزَیْنِ الْعَابِدِیْنَ

اے رحمتِ عالم زین العابدین کو سنبھالئے

مَحْبُوْسِ اَیْدِی الظَّالِمِیْنَ فِی الْمَوْکَبِ وَ الْمُزْدَحَمْ

وہ ظالموں کے ہاتھوں میں گرفتار حیرانی و پریشانی میں ہے

اِمام اعظم ابُوحنیفہ کوفی، نُعمان بن ثابت رض
المتوفی سنہ ۱۵۰ھ ۷۶۷ء

یَا سَیِّدَ السَّادَاتِ جِئْتُكَ قَاصِدًا ۝ اَرْجُوْ رِضَاكَ وَاحْتَمِیْ بِحِمَاكَ
اے سرداروں کے سردار! میں آپ کے حضور آیا ہوں ۝ آپ کی خوشنودی کا امیدوار، آپ کی پناہ کا طلبگار

وَاللّٰهِ یَا خَیْرَ الْخَلَائِقِ اِنَّ لِیْ ۝ قَلْبًا مَشُوْقًا لَا یَرُوْمُ سِوَاكَ
اللہ کی قسم اے بہترین خلائق! میرا دل صرف ۝ آپ کی محبت سے لبریز ہے، وہ آپ کے سوا کسی کا طالب نہیں

اَنْتَ الَّذِیْ لَوْلَاكَ مَا خُلِقَ امْرُءٌ ۝ كَلَّا وَلَا خُلِقَ الْوَرٰی لَوْلَاكَ
آپ اگر نہ ہوتے تو پھر کوئی شخص ہرگز پیدا نہ کیا جاتا ۝ اور اگر آپ مقصود نہ ہوتے تو یہ مخلوقات پیدا نہ ہوتیں

اَنْتَ الَّذِیْ لَمَّا تَوَسَّلَ اٰدَمُ ۝ مِنْ زَلَّةٍ بِكَ فَازَ وَهُوَ اَبَاكَ
آپؐ وہ ہیں کہ جب حضرت آدمؑ نے آپ کا توسّل اختیار کیا ۝ اپنی لغزش پر، تو کامیاب ہوئے حالانکہ وہ آپ کے جدِ بزرگوار ہیں

وَبِكَ الْخَلِیْلُ دَعَا فَعَادَتْ نَارُهٗ ۝ بَرْدًا وَّقَدْ خَمَدَتْ بِنُوْرِ سَنَاكَ
اور آپ ہی کے وسیلے سے حضرت ابراہیم خلیل اللہ نے دُعا کی تو ۝ اُن کی آگ سرد ہو گئی، وہ آگ آپ کے نور کی برکت سے بجھ گئی

وَدَعَاكَ اَیُّوْبُ لِضُرٍّ مَسَّهٗ ۝ فَاُزِیْلَ عَنْهُ الضُّرُّ حِیْنَ دَعَاكَ
اور حضرت ایوبؑ نے اپنی بیماری میں آپ کے وسیلے سے دُعا کی ۝ تو ان کی دعا مقبول ہوئی اور بیماری دور ہو گئی

وَبِكَ الْمَسِیْحُ اَتٰی بَشِیْرًا مُّخْبِرًا ۝ بِصِفَاتِ حُسْنِكَ مَادِحًا لِعُلَاكَ
اور آپ ہی کے ظہور کی خوشخبری لے کر حضرت مسیحؑ آئے ۝ انھوں نے آپ کے حُسن و جمال کی مدح و ثنا کی اور آپ کے رتبۂ بلند کی خبر دی

وَكَذَاكَ مُوْسٰی لَمْ یَزَلْ مُتَوَسِّلًا ۝ بِكَ فِی الْقِیٰمَةِ مُحْتَمِیْ بِحِمَاكَ
اور اسی طرح حضرت موسیٰؑ بھی آپؐ کا وسیلہ اختیار کیے رہے ۝ اور قیامت میں بھی آپ ہی کی حمایت کے طالب رہیں گے

وَهُوْدُ وَّ يُوْنُسُ مِنْ بَهَاكَ تَجَمَّلَا | وَجَمَالُ يُوْسُفَ مِنْ ضِيَاءِ سَنَاكَ
اور حضرت ہودؑ اور حضرت یونسؑ نے بھی آپ ہی کے حسن سے زینت پائی | اور حضرت یوسفؑ کا جمال بھی آپ ہی کے جمال باصفا کا پرتو تھا

قَدْ فُقْتَ يَا طٰهٰ جَمِيْعَ الْاَنْبِيَآءِ | طُرًّا فَسُبْحٰنَ الَّذِيْ اَسْرَاكَ
اے طٰہٰ لقب! آپ کو تمام انبیاء پر برتری حاصل ہوئی | پاک ہے وہ جس نے ایک رات کو اپنے ملکوت کی سیر کرائی

وَاللّٰهِ يَا يٰسِيْنُ مِثْلُكَ لَمْ يَكُنْ | فِي الْعٰلَمِيْنَ وَحَقِّ مَنْ اَنْبَاكَ
خدا کی قسم، اے یٰسین لقب! آپ جیسا تو تمام مخلوق میں | نہ کوئی ہوا ہے نہ ہوگا، قسم ہے اُسی کی جس نے آپ کو سربلند کیا

عَنْ وَّصْفِكَ الشُّعَرَآءُ يَا مُدَّثِّرُ | عَجَزُوْا وَكَلُّوْا مِنْ صِفَاتِ عُلَاكَ
اے کملی والے! آپ کے اوصافِ جمیلہ بیان کرنے سے بڑے بڑے شُعراء عاجز رہ گئے، آپ کے اوصافِ عالیہ کے سامنے زبانیں بند ہو جاتی ہیں

بِكَ لِيْ قُلَيْبٌ مُغْرَمٌ يَا سَيِّدِيْ | وَحُشَاشَةٌ مَحْشُوَّةٌ بِهَوَاكَ
میرے سرکار! میرا حقیر دل آپ ہی کا شیدا ہے | اور میرے اندر تو آپ ہی کی محبت بھری ہوئی ہے

يَا اَكْرَمَ الثَّقَلَيْنِ يَا كَنْزَ الْوَرٰى | جُدْ لِيْ بِجُوْدِكَ وَارْضِنِيْ بِرِضَاكَ
اے تمام موجودات سے بزرگ و برتر! اے حاصلِ کائنات! | مجھے اپنی بخشش و عطا سے نوازیئے اور اپنی خوشنودی کی مسرت بخشئے

اَنَا طَامِعٌ بِالْجُوْدِ مِنْكَ وَلَمْ يَكُنْ | لِاَبِيْ حَنِيْفَةَ فِي الْاَنَامِ سِوَاكَ
میں آپ کے جود و کرم کا دل سے طلبگار ہوں، کہ | اس جہان میں ابوحنیفہ کے لئے آپ کے سوا اور کوئی نہیں ہے

صَلّٰى عَلَيْكَ اللّٰهُ يَا عَلَمَ الْهُدٰى
اے ہدایت کے علمِ سربلند! مشتاقانِ زیارت کے شوقِ بے حد
مَا حَنَّ مُشْتَاقٌ اِلٰى مَثْوَاكَ
کے مطابق، قیامت تک اللہ کا درود و سلام آپؐ پر نازل ہوتا رہے۔

فردوسی، ابوالقاسم حسن بن شرف شاہ طوسی
المتوفی سنہ ۴۱۱ھ
۱۰۲۰ء

بگفتار پیغمبرت راہ جوی — دل از تیرگیہا بدیں آب شوی
ترا دین و دانش رہاند درست — رہ رستگاری بباید بجست
چہ گفت آں خداوندِ تنزیل و وحی — خداوندِ اُمر و خداوندِ نہی
کہ خورشید بعد از رسولانِ مہ — نتابید بر کس ز بوبکرؓ بہ
عمرؓ کرد اسلام را آشکار — بیاد است گیتی چو باغ بہار
پس از ہر دو آں بود عثمانؓ گزیں — خداوندِ شرم و خداوندِ دیں
چہارم علیؓ بود جفت بتول — کہ اورا بخوبی ستاید رسولؐ
کہ من شہرِ علمم علیؓ ام دَرا است — دُرست ایں سخن گفتِ پیغمبرؐ است
گواہی دہم کایں سخن راز اوست — تو گوئی دو گوشم بر آواز اوست
بداں باش کو گفت زو بر مگرد — چو گفتار و رایت نیارد بدرد
علیؓ را چنیں گفت و دیگر ہمیں — کز ایشاں قوی شد بہر گونہ دیں

نبیؐ آفتاب و صحابہؓ چو ماہ
بہم نسبتے یک دگر راست راہ

سنائیؔ غزنوی، مجد الدین ابو المجد
المتوفی سنہ ۵۲۵ھ / ۱۱۳۱ء

زہے پُشت و پناہِ ہر دو عالم
سر و سالارِ فرزندانِ "آدم"

شبستانِ مقامت قابَ قوسین
درِ درگاہِ تو "بطحا" و "زمزم"

ملائک را نشاط از چوں تو بہتر
رُسُل را فخر از چوں تو مقدّم

کلاہ و تختِ کِسریٰ از تو نابود
سپاہ و ملکِ قیصر از تو درہم

مرا یادِ تو باید بر زباں، بس
سنائیؔ گردد از یادِ تو خُرّم

خیّام، عمر بن ابراہیم
المتوفی سنۃ ۵۳۶ھ
۱۱۴۱ء

ساقی قدحے کہ ہست عالم ظلمات

جُز روئے تو نیست در جہاں آبِ حیات

از جان و جہان و ہرچہ در عالم ہست

مقصود توئی و بر محمدؐ صلوات

—○○○—

اے دل مے و معشوق مکن در باقی

سالُوس رہا کن و مکن زرّاقی

گر پیرو احمدؐی، خوری جام شراب

زاں حوض کہ مرتضاؑش باشد ساقی

سیّدنا محی الدین عبدالقادر جیلانیؒ (الغوث الاعظم)

المتوفی سنہ ۵۶۱ھ / ۱۱۶۶ء

غلامِ حلقہ بگوشِ رسولؐ ساداتم
زہے نجات نمودن حبیب و آیاتم

کفایت است ز روحِ رسولؐ اولادش
ہمیشہ وردِ زباں جملۂ مہمّاتم

زغیرِ آلِ نبیؐ حاجتے اگر طلبم
روا مدار یکے از ہزار حاجاتم

دلم زعشقِ محمّدؐ پُر است و آلِ مجید
گواہ حال من است ایں ہمہ حکایاتم

چو ذرّہ ذرّہ شود ایں تنم بہ خاکِ لحد
تو بشنوی صلوات از جمیع ذرّاتم

کمینہ خادمِ خُدّامِ خاندانِ تو اَم
زخادمیِّ تو دائم بود مناجاتم

سلام گویم و صلوات بر تو ہر نفسے
قبول کن بہ کرم ایں سلام و صلواتم

خاقانی ، افضل الدّین ابراہیمؒ
المتوفی سنہ ۵۸۲ھ / ۱۱۸۶ء

در ملکِ تو عقل پیر تدبیر
در بزم تو رُوح چاشنی گیر
ارواح، علم برِ سپاہت
جبریلؑ ، بریدِ بارگاہت
حق ہم از پئے تو ساخت الحق
شب چتر سیاہ ، روز بیرق
طرفِ کمر تراست جاوید
پیروزۂ چرخ ولعل وخورشید
تا کوسِ تو صُور پنجگاہ است
بر چرخ ، صدائے لا الٰہ است
با عینِ کمالت اے مَلَک وَش
طوبیٰ خشک است وکوثر آتَش
انگشتِ تو گو قلم نہ سُود است
مہ را چو سرِ قلم نمود است
تاریخ شرف آسمان راست
از روزِ ولادتِ تو برخاست

نظامی گنجوی، نظام الدینؒ

المتوفی سنہ ۶۰۲ھ
۱۲۰۵ء

چراغ افروزِ چشمِ اہل بینش
طرازِ کارگاہِ آفرینش

سرو سرہنگ میدانِ وفارا
سپہ سالارِ خیلِ انبیاؑ را

یتیماں را نوازش در نسیمش
ازیں جا، نام شد دُرِّ یتیمش

سریرِ عرش را نعلینِ او تاج
امین وحی و صاحب سرِّ معراج

بصر در خواب، و دل در استقامت
زبانش اُمّتی گو، تا قیامت

خواجہ قطبُ الدّین بختیار کعکیؒ
المتوفی سنہ ۶۳۲ھ / ۱۲۳۴ء

اے اَز شعاعِ روئے تو خورشیدِ تاباں را ضیا
آنی کہ ہستی را شرف بالاتر از عرشِ عُلا

گرچہ بصورت آمدیؐ بعد از ہمہ پیغمبراں
امّا بمعنی بودہٗ سرخیلِ جملہ انبیاء

ہرگز نخواندی یک ورق، خلقے گرفت از تو سبق
انگشت، مہ را کرد شق، اے خواجۂ معجزنما

یارانِ تو چار آمدند، پاکیزہ کردار آمدند
گُل ہائے بے خار آمدند، از خویش فانی، باخدا

خواجہ مُعین الدین حسن چشتی سنجری اجمیریؒ
المتوفی سنہ ۶۳۳ھ
۱۲۳۶ء

درجاں چو کرد منزل، جانانِ ما محمدؐ
صد در کشادہ در دل، از جانِ ما محمدؐ

ما بُلبُلیم نالاں در گلستانِ احمدؐ
ما لولوئیم و مرجاں، عمّانِ ما محمدؐ

مُستغرقِ گناہیم ہرچند عُذر خواہیم
پژمردہ چوں گیاہیم، بارانِ ما محمدؐ

ما طالبِ خدائیم، بردینِ مُصطفائیم
بردرگہش گدائیم، سلطانِ ما محمدؐ

از دردِ زخمِ عصیاں مارا چہ غم چو سازد
از مرہمِ شفاعت، درمانِ ما محمدؐ

امروز خونِ عاشق درعشق گر ہدر شد
فردا زِ دوست خواہد تاوانِ ما محمدؐ

از امتانِ دیگر ما آمدیم برسر
واں را کہ نیست باور برہانِ ما محمدؐ

از آب وگل سرودے از جان ودل درودے
تا بشنود بہ یثرب افغانِ ما محمدؐ

در باغ و بوستانم دیگر مخواں معینیؔ
باغم بس است قرآں، بستانِ ما محمدؐ

عطّار نیشاپوری، خواجہ فرید الدینؒ

المتوفی سنہ ۶۳۷ھ / ۱۲۳۹ء

آفتابِ شرع، دریائے یقیں
نُورِ عالم، رحمتٌ لِلعالمیں

خواجۂ کونین و سلطانِ ہمہ
آفتابِ جان و ایمانِ ہمہ

نورِ اُو مقصودِ مخلوقات بود
اصلِ معدومات و موجودات بود

بعثِ او، شد سرنگونیٔ بتاں
اُمّتِ او بہترینِ اُمّتاں

خاک، در عہدش قوی تر چیز یافت
مسجدے گشت و طہورے نیز یافت

چوں زبانِ حق، زبانِ اوست بس
بہتریں عہدے، زمانِ اوست بس

ابن العربی، ابوبکر محی الدینؒ (الشیخ الاکبر)

المتوفی سنہ ٦٣٨ھ
۱۲۴۰ء

اَلَا بِاَبِیْ مَنْ کَانَ مَلِکًا وَّسَیِّدًا	وَاٰدَمُ بَیْنَ الْمَآءِ وَالطِّیْنِ وَاقِفٗ
سنو میرے ماں باپ قربان، وہ فرماں روا اور سردار کون تھا	جب آدم پانی اور مٹی کے درمیان ٹھہرے ہوئے تھے
فَذَاکَ رَسُوْلُ الْاَبْطَحِیُّ مُحَمَّدٌ	لَہٗ فِی الْعُلَا مَجْدٌ تَلِیْدٌ وَّطَارِفٗ
وہی رسولِ ابطحی، محمدؐ	جن کو رفعت میں ہر شرف حاصل ہے، قدیم بھی جدید بھی
اَتٰی بِزَمَانِ السَّعْدِ فِیْ اٰخِرِ الْمُدٰی	وَکَانَتْ لَہٗ فِیْ کُلِّ عَصْرٍ مَوَاقِفٗ
وہ آخری زمانے کی نیک گھڑی میں تشریف لائے	حالانکہ ان کو تو ہر زمانے میں مقام و موقف حاصل تھا
اَتٰی لِانْکِسَارِ الدَّھْرِ یَجْبُرُ صَدْعَہٗ	فَاَثْنَتْ عَلَیْہِ اَلْسُنٌ وَّعَوَارِفٗ
وہ آئے کہ ٹوٹے ہوئے زمانے کی شکستگی کو جوڑ دیں	اور اس پر تو زبانیں ثناخواں ہیں اور عطیاتِ ربّانی بھی

اِذَا رَامَ اَمْرًا لَا یَکُوْنُ خِلَافَہٗ
جب وہ ارادہ کر لیتے کسی بات کا تو وہ بات اُن کے خلاف نہ جاتی

وَلَیْسَ لِذَاکَ الْاَمْرِ فِی الْکَوْنِ صَارِفٗ
اور پھر اُس بات کو اس کائنات میں کوئی پھیرنے والا نہ ہوتا

حضرت شمس الدین تبریزؒ
المتوفی سنہ ۶۵۳ھ
۱۲۵۵ء

اے طائرانِ قُدس را عشقت فزودہ بالہا
در حلقۂ سودائے تو رُوحانیاں را حالہا

اے سروراں را تو سند، بشمارماں را زاں عدد
دانی سراں را ہم بود اندر تبع دنبالہا

از رحمۃٌ للعالمین اقبالِ درویشاں ببیں
چُوں مہ منوّر خرقہا چُوں گل معطّر شالہا
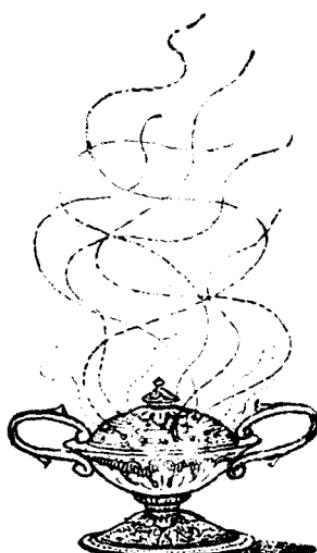
رومی، مولینا جلال الدینؒ

المتوفی سنہ ۶۷۲ھ / ۱۲۷۳ء

سیّد و سرور محمدؐ نورِ جاں	بہتر و مہتر شفیع مُذنباں
با محمدؐ نورِ عشقِ پاک جفت	بہر عشق اورا لولاک گفت
گر نہ بودے بہر عشق پاک را	کے وجودے دادمے افلاک را
مُنتہی در عشق او چوں بود فرد	پس مراورا زانبیا تخصیص کرد
پس کرہائے الٰہی بیں کہ ما	آمدیم آخر زماں در انتہا
آخرینِ قرنہا پیش از قرون	در حدیث است آخرون السّابقون
تا ہلاک قوم نوح و قوم ہود	عارضِ رحمت بجانِ ماممور
چند بت بشکست احمدؐ در جہاں	تا کہ یارب گوئے گشتند اُمّتاں
گر نہ بودے کوشش احمدؐ تو ہم	می پرستیدی چو اجدادت صنم
سر زشکرِ ایں ازاں برتافتی	کز پدر میراث مفتش یافتی
گر بگوئی شکر ایں رستن بگو	کز بتِ باطن ہمت برہاند او
چوں بآزادی نبوّت ہادی است	مومناں را زانبیا آزادی است

مگسل از پیغمبرؐ ایّامِ خویش

تکیہ کم کن برفن و برکامِ خویش

سعدیؒ شیرازی، شیخ مصلح الدینؒ
المتوفی سنہ ۶۹۱ھ / ۱۲۹۲ء

عرش است کمیں پایہ ز ایوانِ محمدؐ
جبریلِ امین خادمِ دربانِ محمدؐ

آن ذاتِ خداوند کہ مخفی است بعالم
پیدا و عیان است بچشمانِ محمدؐ

توریت کہ بر موسیٰؑ و انجیل بر عیسیٰؑ
شد محو بیک نقطۂ فرقانِ محمدؐ

از بہرِ شفاعت چہ اولوالعزم چہ مرسل
در حشر زنند دست بدامانِ محمدؐ

یک جان چہ کند سعدیؒ مسکین کہ دو صد جان
سازیم فدائے سگِ دربانِ محمدؐ

بوصیری، شرف الدین ابو عبداللہ محمد بن زیدؒ

المتوفی سنہ ۶۹۶ھ / ۱۲۹۶ء

مُحَمَّدٌ سَيِّدُ الْكَوْنَيْنِ وَالثَّقَلَيْنِ وَالْفَرِيقَيْنِ مِنْ عُرْبٍ وَمِنْ عَجَمِ

محمدؐ سردار ہیں دونوں جہانوں کے، دونوں اہم مخلوق یعنی جن و انس کے اور عرب و عجم دونوں گروہوں کے

نَبِيُّنَا الْآمِرُ النَّاهِي فَلَا أَحَدٌ أَبَرَّ فِي قَوْلِ لَا مِنْهُ وَلَا نَعَمِ

آپ ہمارے نبی ہیں اچھائیوں کا حکم دینے والے اور برائیوں سے روکنے والے، پس آپ کے مقابلے میں ہاں اور نہیں کے اعتبار سے زیادہ سچا کوئی دوسرا نہیں

هُوَ الْحَبِيبُ الَّذِي تُرْجَى شَفَاعَتُهُ لِكُلِّ هَوْلٍ مِنَ الْأَهْوَالِ مُقْتَحِمِ

آپؐ ہی اللہ کے وہ حبیب ہیں جن کی شفاعت کی آس ہر خوف و ہراس میں اور قیامت کی شدید گھڑیوں میں لگائی جائے

دَعَا إِلَى اللّٰهِ فَالْمُسْتَمْسِكُونَ بِهِ مُسْتَمْسِكُونَ بِحَبْلٍ غَيْرِ مُنْفَصِمِ

آپؐ نے اللہ کی طرف دعوتِ عام دی پس جن لوگوں نے آپؐ کا دامن تھام لیا انھوں نے وہ رسّی پکڑ لی جو کبھی ٹوٹنے والی نہیں

فَاقَ النَّبِيِّينَ فِي خَلْقٍ وَفِي خُلُقٍ وَلَمْ يُدَانُوهُ فِي عِلْمٍ وَلَا كَرَمِ

آپؐ صورت و سیرت میں تمام پیغمبروں پر فوقیت رکھتے ہیں اور علم ہو یا کرم کسی میں بھی کوئی بھی آپؐ کی برابری کو نہ پہنچا

وَكُلُّهُمْ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ مُلْتَمِسٌ غَرْفًا مِنَ الْبَحْرِ أَوْ رَشْفًا مِنَ الدِّيَمِ

اور سب کے سب خواہاں ہیں اللہ کے رسول مقبولؐ سے کہ اس دریائے کرم سے ایک چلّو اور اس ابرِ رحمت سے ایک قطرہ مل جائے

مُنَزَّهٌ عَنْ شَرِيْكٍ فِيْ مَحَاسِنِهٖ — فَجَوْهَرُ الْحُسْنِ فِيْهِ غَيْرُ مُنْقَسِمِ

آپؐ کے محاسن میں کوئی شریک نہیں ہے — آپؐ حسن ذات کا وہ جوہر ہیں جو منقسم نہیں ہوتا

دَعْ مَا ادَّعَتْهُ النَّصَارٰی فِيْ نَبِيِّهِمِ — وَاحْكُمْ بِمَا شِئْتَ مَدْحًا فِيْهِ وَاحْتَكِمِ

صرف وہ بات چھوڑ دو جس کا دعویٰ نصرانیوں نے اپنے نبی کے بارے میں کیا ہے — اس کے بعد جو تمہارا جی چاہے حضور کی مدح میں کہو اور جو حکم چاہے لگاتے جاؤ

فَإِنَّ فَضْلَ رَسُوْلِ اللّٰهِ لَيْسَ لَهٗ — حَدٌّ فَيُعْرِبُ عَنْهُ نَاطِقٌ بِفَمِ

اللہ کے رسول کی فضیلتوں کی کوئی حد نہیں ہے — اور اس کا حق کوئی بولنے والی زبان ادا نہیں کر سکتی

وَكَيْفَ يُدْرِكُ فِي الدُّنْيَا حَقِيْقَتَهٗ — قَوْمٌ نِيَامٌ تَسَلَّوْا عَنْهُ بِالْحُلُمِ

اور کیسے پائیں گے اس دنیا میں اُن کی حقیقت کو — وہ لوگ جو خواب غفلت میں پڑے ہوئے ہوں

فَمَبْلَغُ الْعِلْمِ فِيْهِ اَنَّهٗ بَشَرٌ — وَ اَنَّهٗ خَيْرُ خَلْقِ اللّٰهِ كُلِّهِمِ

آپ کی ذات کے بارے میں علم کی رسائی یہیں تک ہے کہ آپ ایک بشر ہیں — اور اللہ کی تمام مخلوق میں سب سے بہتر

اَبَانَ مَوْلِدُهٗ عَنْ طِيْبِ عُنْصُرِهٖ

آپ کی ولادت کے زمانے ہی سے آپ کی خوبیاں روشن ہوئیں

يَا طِيْبَ مُبْتَدَءٍ مِنْهُ وَ مُخْتَتَمِ

کیا کہنے آپ کی ابتدا کے اور کیا کہنے آپ کی انتہا کے

مولینا شہاب الدین مہمرہ بدایونی
المتوفی سنہ ۷۰۲ھ ۱۳۰۲ء

بشرے ملک نظافت فلکے زمین تواضع
چو فلک بہ پاک جسمی چو ملک بہ پاک جانی

گہرے کہ بود جایش بہ خزانۂ الٰہی
قمرے کہ تافت نورش زسپہرِ جاودانی

گہرے کہ قیمتی تر ز وجودِ اُو نیابد
بہ دلالتِ عناصر ز محیطِ آسمانی

قمرے کہ ہر سحرگہ چو شبِ سیاہ گیتی
زخجالت عقیقش رخِ کوکبِ یمانی

شکریں زباں رسولے کہ بود نجاتِ اُمّت
بہ عقیدۂ زبانش زعقیلۂ زبانی

گہریں بیاں فصیحے کہ فصاحتِ بیانش
چو ضمیر کان کندخوں دل گنج شائگانی

زجمالِ عارضش کم رخِ آفتاب شرقی
زقوام قامتش خم قدِ سروِ بوستانی

بہ حساب برگرفتہ رہ مالک الرقابی
بہ کلام برکشادہ درصاحب القرانی

جذباتِ شوق باطن بمکاشفت کشیدہ
زبسیطِ کائناتش بہ محیطِ لامکانی

بوعلی شاہ قلندر پانی پتیؒ، شیخ شرف الدین

المتوفی سنہ ۷۲۴ھ / ۱۳۲۴ء

اے ثنایت رحمۃ للعالمیں
یک گدائے فیض تو رُوح الامیں

اے کہ نامت را خدائے ذوالجلال
زد رقم بر جبہۂ عرشِ بریں

آستانِ عالیٔ تو بے مثل
آسمانے ہست بالائے زمیں

آفریں بر عالم حُسنِ تو باد
مبتلائے تست عالم آفریں

یک کفِ خاک از درِ پُر نورِ او
ہست مارا بہتر از تاج و نگیں

خرمنِ فیض ترا اے ابرِ فیض
ہم زمین و ہم زماں شد خوشہ چیں

از جمال تو ہمے بینم مسام
جلوۂ در آئینۂ عین الیقیں

خلق را آغاز و انجام ز تو ہست
اے امام اولین و آخریں

غیرِ صلوٰۃ وسلام و نعتِ تو
بوعلی را نیست ذکرِ دلنشیں

خواجہ نظام الدین اولیاء بدایونی ثم الدہلوی رح
المتوفی ۷۲۵ھ ۱۳۲۵ء

صبا بسوئے مدینہ روکن، ازیں دعاگو سلام برخواں
بگردِ شاہِ مدینہ گردو بصد تضرّع پیام برخواں

بنہ بچندیں ادب طرازی، سرِ ارادت بخاکِ آں کو
صلوٰۃ وافر بروحِ پاکِ جنابِ خیر الانام برخواں

بہ بابِ رحمت گہے گزر کن، بہ بابِ جبریلؑ گہہ جبیں سا
صَلوٰۃُ مِنّی عَلیٰ نَبِیّ گہے بہ بابُ السّلام برخواں

بہ لحنِ داؤد ہمنوا شو بہ نالۂ درد آشنا شو،
بہ بزمِ پیغمبر، ایں غزل را، زِعبدِ عاجز نظام برخواں
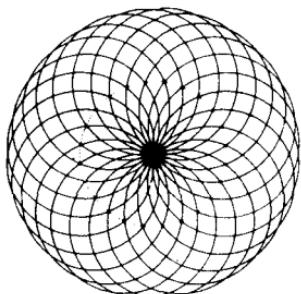
حضرت امیر خسروؒ ابن ابی الحسن لاچین
المتوفی ۷۲۵ھ ۱۳۲۵ء

زہے روشن ز رویت چشمِ بینش،
وجود کیمیائے آفرینش

مبارک نامۂ قرآں تو داری
کہ مُرغِ نامہ شد روح الامینش

چہ بیند مردم ار از خاک پایت
نباشد سُرمۂ عین الیقینش

کہ دارد جُز تو دستِ آنکہ باشد
کلیدِ نُہ فلک در آستینش

رُسُل را ذاتِ تُست آں خاتم چیست
کہ قرآں آمدہ نقشِ نگینش

لبش چوں انگبیں ریزد در افتد
ملائک چوں مگس در انگبینش

دقائق بیختہ خسرو ز نعتت
پس از آب خضر کردہ عجینش

عراقی ہمدانی، شیخ فخرالدین ابراہیم ابن شہریار

المتوفی سنہ ۶۶۷ھ ۱۳۶۴ء

نقل کن از وبال کفر بدیں | مصطفیٰؐ را دلیلِ مطلق بیں
خاتم انبیاء، رسول ہدیٰ | صاحب جبرئیلؑ امین خدا
قصد و مقصود و آخر و اوّل | اولیں خلق و آخریں مُرسل
پادشاہِ دیارِ جود و وجود! | مقصدِ علم و عالمِ مقصود
حافظ صفحۂ معانئ دل | چشمۂ آبِ زندگانئ دل
صوفئ خانقاہِ اَلرحمٰن | عالِمِ عِلمِ عَلَّمَ القرآن
آنکہ پوشید خلعتِ لولاک | وز بلد ریش بست شد افلاک
خواجۂ بارگاہ کونین اوست | سالکِ راہ قاب قوسین اوست
تیرو نبش چو بر نشانہ زنند | پنج نوبت بہفت خانہ زنند
شرعش از علم گسترید فنون | در نواحئِ چرخ بوقلموں

چاکرش آفتاب و بندہ سہیل
رُوئے او وَالضُّحیٰ و مو وَاللَّیل

حافظ شیرازی، شمس الدّین محمد

المتوفی سنہ ۷۹۱ھ / ۱۳۸۹ء

يَا صَاحِبَ الْجَمَالِ وَيَا سَيِّدَ الْبَشَرْ

مِنْ وَّجْهِكَ الْمُنِيْرِ لَقَدْ نُوِّرَ الْقَمَرْ

لَا يُمْكِنُ الثَّنَاءُ كَمَا كَانَ حَقُّهٗ

بعد از خُدا بُزرگ تُوئی قِصّہ مُختصر

ابنِ خلدون، ولی الدّین عبدالرحمٰن

المتوفی سنہ ۸۰۸ھ
۱۴۰۶ء

فَتَؤُمَّ مِنْ اَکْنَافِ یَثْرِبَ مَأمَنًا — یَکْفِیْکَ مَا تَخْشَاہُ مِنْ تَثْرِیْبِ

یثرب کے اطراف واکناف میں جائے امن چاہو — جس باز پرس سے تم ڈرتے رہتے ہو اُس کے لئے یہ کافی ہوگا

حَیْثُ النُّبُوَّۃُ اٰیُھَا مَجْلُوَّۃٌ — تَتْلُوْ مِنَ الْاٰثَارِ کُلَّ غَرِیْبِ

یہ وہ مقام ہے جہاں نبوّت کی نشانیاں روشن ہیں — اس کے آثار ہیں تم قدم قدم پر ایک سے ایک انوکھی بات دیکھو گے

سِرٌّ غَرِیْبٌ لَمْ یُحَجِّبْہُ الثَّرٰی — مَا کَانَ سِرُّ اللہِ بِالْمَحْجُوْبِ

وہ عجیب راز جس کو مٹی چھپا نہ سکی — اور سرِّ الٰہی چھپنے والا بھی کہاں تھا

یَا سَیِّدَ الرُّسُلِ الْکِرَامِ ضَرَاعَۃً — تُقْضٰی مُنٰی نَفْسِیْ وَتُذْھَبُ حُوْبِیْ

اے مُرسلینِ کرام کے سردار، ایک نگاہِ کرم! — میری خواہشاتِ نفس کا فیصلہ ہوجائے اور میرے گناہ دُھل جائیں

عَاقَتْ ذُنُوْبِیْ عَنْ جَنَابِکَ وَالْمُنٰی — فِیْھَا تُعَلِّلُنِیْ بِکُلِّ کَذُوْبِ

میرے گناہوں نے آپ کی بارگاہ سے مجھے دور رکھا — اور میری خواہشات اپنے فریب میں ڈال کر مجھے بہلاتی رہیں

لَمْ يَكُ كَالْأُلَى صَرَفُوا الْعَزَائِمَ لِلتُّقٰى فَاسْتَأْثَرُوْا فِيْهَا بِخَيْرِ نَصِيْبٖ

نقوش کی طرف وہ گوسے اپنے عزائم کو نعمتِ الٰہی کی طرح نہیں موڑا ہے چنانچہ وہ اپنی خوش نصیبی یا خوش ترکیبی سے اس میں ممتاز ہو گئے ہیں

لَمْ يُخْلِصُوْا لِلّٰهِ حَتّٰى فَرَّقُوْا فِي اللّٰهِ بَيْنَ مَضَاجِعٍ وَجُنُوْبٖ

انھوں نے اللہ کے لئے اخلاص نہیں برتا یہاں تک کہ اللہ کے معاملے میں انھوں نے گویا بستروں اور پہلوؤں تک میں تفریق کر دی

هَبْ لِيْ شَفَاعَتَكَ الَّتِيْ اَرْجُوْهَا صَفْحًا جَمِيْلًا عَنْ قَبِيْحِ ذُنُوْبِيْ

اپنی شفاعت سے مجھے نوازیئے جس کا امیدوار ہوں میرے بدترین گناہوں سے بہترین طریقے پر درگزر فرمایئے

اِنِّيْ دَعَوْتُكَ وَاثِقًا بِاِجَابَتِيْ

میں نے آپ کو پکارا ہے اس وثوق کے ساتھ کہ میری دُعا قبول ہوگی

يَا خَيْرَ مَدْعُوٍّ وَخَيْرَ مُجِيْبٖ

آپ پکارے جانے والوں میں بھی بہتر ہیں اور جواب دینے والوں میں بھی

خواجہ بندہ نواز گیسو دراز، سید محمد حُسینیؒ
المتوفی سنہ ۸۲۵ھ / ۱۴۲۲ء

اے محمدؐ! ہجلو جم جلوہ ترا
ذاتِ تجلّی ہوے گی سیں سپور نہ سیہرا

واحد اپنی آپ تھا، اپیں اَپ نجہایا
پرکٹ جلوہ کارنے الف میم ہو آیا
عشقوں جَلوہ دینے کر کاف نون بسایا

لو لاک لما خلقت الافلاک خالِق پالائے
فاضِل افضل جتنے مُرسل ساجد سجود آئے
امّت رحمت بخشش ہدایت تشریف پائے

مخفی مانوں معشوق کہ ظاہر شہباز کلائے
عِشق کے جیتی چندر بند اپنی آپ دکھائے
اَلآن کما کان پھر آپیں آپ سمائے

جامی، مولینا نور الدین عبد الرحمٰن

المتوفی سنہ ۸۹۸ھ / ۱۴۹۲ء

یا شفیع المذنبینؐ بار گناہ آوردہ ام
بر درت ایں بار با پشت دوتاہ آوردہ ام

چشم رحمت برکشا موئے سفیدِ من نگر
گرچہ از شرمندگی روئے سیاہ آوردہ ام

آں نمی گویم کہ بودم سالہا در راہِ تو
ہستم آں گمرہ کہ اکنوں رو براہ آوردہ ام

عجز و بے خویشی و درویشی و دل ریشی و درد
ایں ہمہ بر دعوئ عشقت گواہ آوردہ ام

دیوِ رہ زن در کمیں، نفس و ہوا اعدائے دیں
زیں ہمہ با سایۂ لطفت پناہ آوردہ ام

گرچہ روئے معذرت نگزاشت گستاخی مرا
کردہ گستاخی زبانِ عذر خواہ آوردہ ام

بستہ ام بر یک دگر نخلے ز خارستانِ طبع
سوئے فردوسِ بریں مُشتے گیاہ آوردہ ام

دولتم ایں بس کہ بعد از محنت و رنجِ دراز
بر حریمِ آستانت می نہم روئے نیاز

شہنشاہ نصیر الدین ہمایوں
المتوفی سنہ ۹۶۳ھ
۱۵۵۶ء

اے سرورِ کائناتؐ در اصلِ وجود
حقّا کہ توئی حبیب حیِّ معبود

برخیز و نما جمالِ عالم آرا
زیرا کہ توئی زخلقِ عالم مقصود

عرفی ، مولینا جمال الدین

المتوفی سنہ ۹۹۹ھ
۱۵۹۱ء

اے جودِ تو دست و دل سخارا
اے عزم تو بال و پرِ صبا را

گر نقشِ جمال تو نہ گیرد
از سینہ بروں کنم صفا را

گنجے بکف آورم کہ شاید
سرمایۂ نعت مصطفٰے را

دُرجِ گہر آورم کہ شاید
آویزۂ گوشِ انبیا را

دستے سخن آورم کہ شاید
مجموعۂ لطف رُوسیارا

فیضی، ابوالفیض

المتوفی سنہ ۱۰۰۴ھ / ۱۵۹۵ء

اَتَانِیْ رَسُوْلٌ وَاَعْطَی الرَّسَائِل
لَقَدْ سُرَّ قَلْبِیْ بِتِلْکَ الْوَسَائِل

چہ نقش بدیعست کز پردہ سر زد
زہے حُسنِ قول و زہے لُطفِ قائل

بنامِ زہے کعبۂ پاک بازاں
کہ دل ہائے پاکاں سوئے اوست مائل

عَلِیُّ الْمَرَاتِبِ سَنِیُّ المناقب
حَرِیُّ الْمَحَامِد رَضِیُّ الشَّمَائِل

خواجہ باقی باللہ نقشبندیؒ، محمّد رضی الدین

المتوفی سنہ ۱۰۱۲ھ / ۱۶۰۳ء

گرم فیضِ ازل بخشد دل و دست
کہ درہم ریزم این بت خانۂ پست

ازین اقبال یابم احترامے
کنم خاصانِ احمدؐ را سلامے

سرشک افشاں، زمیں بوس وثنا گو
بسلطانِ رسالت آورم رو

چو درنظارۂ روشن کنم رائے
دریں نظارہ، جاوید افتدم پائے

تماشا را جگر بخشم کہ می جوش
تمنا را دہن گیرم کہ خاموش

بدل گویم سعادت ہم نشین است
مقام قاب قوسینِ تو این است

جمال خواجہ، معراجِ وجودست
قبول درۃُ التاج وجودست

محمد قلی قطب شاہ

المتوفی سنہ ۱۰۲۰ھ
۱۶۱۱ء

اسمِ محمدؐ تھے اہے، جگ میں سو خاقانی مجھے
بندہ نبیؐ کا جم رہے، سہتی ہے سلطانی مجھے

شاہاں غوری ٹھاؤں، کرتے ہیں اپنی دھاؤں تھے
مستی مری تج ناؤں تھے، کیتی ہے دیوانی مجھے

سب جگ بھلے ہیں گیان ہیں، ہیں نا بھلوں لاہان ہیں
لکھیئے ازل بھومان میں، ہے راز پنہانی مجھے

اس ناؤں کی بڑپن جھلک، ج سربلندی تا فلک
آکہیں سدا سارے ملک، تو یوسفِ ثانی مجھے

کیا ڈر مجھے فرعون کا، ہور سامری افسون کا
موسیٰؑ عصا زیتون کا، ہے تیغِ ربّانی مجھے

بارا جو ہے شیطان ہیں سنچرے نہ قطبا کان ہیں
امید کے گُل دان میں بارا ہے رحمانی مجھے

شاہاں منے بھومان تھے، کرتا بڑائی جان تھے
ان پر یا علیؓ کے دان تھے تشریف شاہانی مجھے

نظیریؔ نیشاپوری

المتوفی سنہ ۱۰۲۱ھ / ۱۶۱۲ء

صفا از عقدۂ دل ہاست آں زلفِ معقّد را
بحمداللہ کہ ربطے ہست با مطلق مقیّد را

کہ دادے روح را با جسم الفت گر نہ گردیدے
محمدؐ کارواں سالارِ ارواح مجرّد را

شیخ عبدالحق حقیؔ مُحدِّث دہلویؒ

المتوفی سنہ ۱۰۵۲ھ / ۱۶۴۲ء

وگر خواہی زباں بکُشائے و در راہِ سخن پوئی
ثنائے پادشاہِ یثربؐ و سلطانِ بطحا کن

اگر خیریتِ دنیا و عُقبیٰ آرزو داری
بدرگاہش بیا و ہرچہ می خواہی تمنّا کن

بیا اے دل! قدم نہ بر سرِ کوئے وفا وانگہ
ز راہِ صدق جاں را خاک راہِ آں کفِ پا کن

ثنایش گو ولے چوں نیست ایفایش ز تو ممکن
بایں یک بیت مدحش را علی الاجمال ایفا کن

مخواں اورا خدا از بہرِ امرِ شرع و حفظِ دیں
دگر ہر وصف کش می خواہی اندر مدحش املا کن

خرابم در غم ہجرِ جمالت یا رسولؐ اللہ
جمالِ خود نما رحمے بجانِ زار شیدا کن

جہاں تاریک شد از ظلمتِ ظلمِ سیہ کاراں
بیا و عالمے را روشن از نورِ تجلّٰی کن

بہر صورت کہ باشد یا رسول اللہ کرم فرما
بلطفِ خود سر و سامانِ جمعِ بے سر و پا کن

بیا حقیؔ! مدہ تصدیع خدام جنابش را
کہ احوالِ تو معلوم ست اظہارش مکن یا کن

قُدسی، حاجی جان محمد

المتوفی سنہ ۱۰۵۶ھ / ۱۶۴۶ء

مرحبا! سیّد مکّی مدنی العربی[۴]
دل وجاں باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

مِن بیدل بجمالِ تو عجب حیرانم
اللہ اللہ! چہ جمالست بدیں بوالعجبی

نسبتے نیست بذاتِ تو بنی آدم را
برتر از عالم و آدم تو چہ عالی نسبی

شبِ معراج، عروج تو ز افلاک گزشت
بمقامے کہ رسیدی، نرسد ہیچ نبی

نسبتِ خود بہ سگت کردم وبس منفعلم
زاں کہ نسبت بہ سگِ کوئے تو شد بے ادبی

ماہمہ تشنہ لبانیم و توئی آبِ حیات
لطف فرما کہ ز حد می گزرد تشنہ لبی

نخل بستانِ مدینہ ز تو سرسبز مدام
زاں شدہ شہرۂ آفاق بہ شیریں رُطبی

چشمِ رحمت بکُشا، سوئے من انداز نظر
اے قریشی لقب وہاشمی و مُطّلبی

سیّدی انت حبیبی وطبیبِ قلبی
آمدہ سوئے تو قدسی پئے درماں طلبی

عبداللہ قطب شاہ
المتوفی سنہ ۱۰۸۳ھ
۱۶۷۲ء

لکھ فیض سوں پھر آیا دن، دین محمدؐ کا
آفاق صفا پایا، دن دینِ محمدؐ کا

یوں عید ہمن ساجے، نصرت کے بجیں باجے
ہے جگ کے نبی راجے، دن دین محمدؐ کا

گلشن میں شریعت کے، پھُل کھیلے طریقت کے
پرمل سوں حقیقت کے، دن دین محمدؐ کا

روشن ہوئے اسماناں، جھمکائے رتن کھاناں
خط لیوائے مسلماناں، دن دین محمدؐ کا

جو بارہ اماماں ہیں لاکھ اُن پر سلاماں ہیں
ہم اُن کے غلاماں ہیں، دن دین محمدؐ کا

ولیؔ گجراتی دکنی
المتوفی ۱۱۱۹ھ / ۱۷۰۷ء

عشق میں لازم ہے اوّل ذات کوں فانی کرے
ہو فنا فی اللہ ، دائم یادِ یزدانی کرے
مرتبہ خُلّت پناہی کا وہ پاوے گا جو کُئی
مثلِ اسمٰعیلؑ اوّل جی کوں قربانی کرے
جو اپس تن کو گلا دے عشق میں ہر صبح و شام
وجہ کامل ہو صدا جوں ماہ تابانی کرے
سُرخ رو ہو ، آبرو دو جگ میں پاوے اے عزیز
دل کو لوہو کر اول لوہو سوں جو پانی کرے
حشر میں شیریں ہو وہ ، حق سوں سنے شیریں بچن
شوق میں دل کوں جو فرہاد کہتانی کرے
یا محمدؐ ! دو جہاں کی عید ہے تجھ ذات سوں
خلق کوں لازم ہے جی کوں تجھ پہ قربانی کرے
جس مکاں میں ہے تمھاری فکرِ روشن جلوہ گر
عقل اوّل آکے واں اقرارِ نادانی کرے
کیا ملک کیا انس و جن ، یہ جگ میں ہے کس کو سکت
خط بنا تجھ مکھ کے جو تفسیرِ قرآنی کرے
دیکھ طوبیٰ قد ترا جنبش میں آوے شوق سوں
جب گلستانِ ارم کی تو خرامانی کرے
عارفاں بولیں گے جان و دل سے لاکھوں آفریں
جب ولیؔ تیری مدح میں گوہر افشانی کرے

وحدت و کُل سرہندی شیخ عبدالاحد مُجدّدیؒ
المتوفی سنہ ۱۱۲۶ھ ۱۷۱۴ء

ریاض قدس را سرو سہی اوست ‏‏ ہُمائے دولتِ شاہنشہی اوست

گُلِ روئے سبد خاک درِ او ‏‏ گلیم چرخ فرش منظر او

بود ہر خشت بامش آفتابے ‏‏ خس کویش کلید فتح بابے

ز سروش قدر بالا شد جہاں را ‏‏ چو قمری طوق مہرش قدسیاں را

جمال پاکش از نور جلال ست ‏‏ وجود نور را سایہ محال است

ازاں سایہ کہ از قدش ربودند ‏‏ سواد مردم بینش نمودند

ز لعلش تا کنم یک نکتہ سر ‏‏ زباں صدبار شویم زاب گوہر

ز مویش گر سخن در نامہ آرم ‏‏ نخست از سنبل تر خامہ آرم

کند تا وصف آں زلف دل آرا ‏‏ بمشک تر قلم پیچیدہ خود را

ہلالِ ابروش تیغ ید اللہ ‏‏ بود برہان قاطع بہر گمراہ

بزلفش بال کثرت بستہ تقدیر ‏‏ بفرقش نقش وحدت کردہ تحریر

ازاں ابرو کہ آمد جان کونین ‏‏ تواں جستن نشانِ قابَ قوسَین

دو گیسو ہر دو بر "اسریٰ" گواہے | بمعراج حقیقت شاہ راہے
دو چشمش نشہ بخش نشأتین ست | دو ابرو قبلہ گا قبلتین ست
حیائے چشم اورا چوں دہم یاد | کہ سرمہ درگلوئے خامہ افتاد
بیان قدِ او کارِ عظیم ست | نشانِ او صراطِ مستقیم است
کجا خطِّ لبش کو سبزۂ تر | کہ آں از آب رست ایں زاب کوثر
بیاد رنگ و بویش باغ باغم | چو غنچہ عطر پرور شد دماغم
جو گلگونش کرشمہ ساز کردم | گلیم چرخ پا انداز کردم
برفت آں جا کہ رفت آں جانباشد | بگفت آں جا کہ گفت آں جانباشد
سخن زیں بیش گفتن تاب کس نیست | کہ پا برشعلہ ماندن کارِ خس نیست

برو بادا صلوٰۃ اللہ نامی

بر آلِ پاک و اصحابِ گرامی
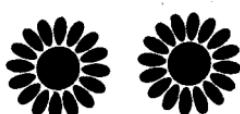
قاضی محمود بحری

المتوفی سنہ ۱۱۲۹ھ / ۱۷۱۷ء

محمدؐ گر مدد ہوگا ہمارا
سکل دُکھ درد رد ہوگا ہمارا

اگر صحرا رہو مل دام ہو دد
او سارا دام رد ہوگا ہمارا

اگر عالم سکل آگا عدو ہو
هُوَ اللّٰهُ الصَّمَد ہوگا ہمارا

کرم اس کا دس آگا کم ہو ہر گاہ
اگر کولا اسد ہوگا ہمارا

موحد کا معمّا کھول محمودؔ
اور احمدؐ اگر احد ہوگا ہمارا

بیدؔل عظیم آبادی، میرزا عبدالقادر

المتوفی سنہ ۱۱۳۳ھ / ۱۷۲۱ء

نشستہ ایم بیادِ تو یا رسول اللہ — بکنج نیستی از عجز روے بر دیوار
کف امید ز سرمایۂ نثار تہی — بجبینے از عرق شرم ناکسی سرشار
ترحم تو اگر دستِ عجزِ ما گیرد — سرِ فگندہ ببالد ہزار گردوں وار
شفاعتت نگہے گر بدور لطف آرد — چکد ودیعتِ کوثر ز ساغرِ خمّار
بیک اشارۂ ابرو تواں معاینہ کرد — ہزار حُسنِ قبول از ذمایم کردار
ز بیکسی ہمہ را خاک نیستی است بسر — ز بیدلی ہمہ را داغِ یاس آئینہ دار
ہدایت تو کسے را کہ نیست شاملِ جہد — کشد بقدر عمل خجلت از یمین و یسار
بغیر درسِ تو علم جہانیاں باطل — بغیر حکم تو اعمالِ انس و جاں بیکار
تو ہر طرف کہ ہدایت کنی ہماں قبلہ — بسوی ہر چہ اشارت کنی ہماں دیدار
عطا ہماں کہ پسند د توجہ کرمت — خطا ہماں کہ تواش رد کنی، زہے مختار
بہر کجا اثر نقش پایت آئینہ شد — دمید جوہرش از خطِ جبہۂ ابرار
اگر تو دعوتِ ایماں کنی بملک جماد — بت آید و ز رگِ سنگ بگسلد زنّار

توئی کہ باغِ ربوبیّت از تو دارد رنگ
توئی کہ سازِ الوہیّت از تو بندد تار

فراقی بیجاپوری، سید محمد
المتوفی سنہ ۱۱۴۴ھ
۱۷۳۱ء

مدینے میں اگر پیدا ہوا ہوتا تو کیا ہوتا
محمدؐ کی گلی بھیتر فنا ہوتا تو کیا ہوتا

عبث خوباں کی گلیوں میں نہ کر تو عمر صَرف اے دل
مدینے کی زیارت کو گیا ہوتا تو کیا ہوتا

ارے مجنوں، ہوا بدنام تُو لیلیٰ کو دل دے کر
اگر میرے نبیؐ کو دل دیا ہوتا تو کیا ہوتا

ازل کی دین میں یارب اگر مفلس بھکاری ہوں
نبیؐ کے آستانے کا گدا ہوتا تو کیا ہوتا

نظر ہے علمِ منطق ہور معانی میں فراقی کو
اگر علمِ حدیثِ مُصطفیٰؐ ہوتا تو کیا ہوتا

مولینا شاہ ولی اللہ محدّث دہلویؒ

المتوفی سنہ ۱۱۷۶ھ ۱۷۶۲ء

فَلَسْتُ اَرٰی اِلَّا الْحَبِیْبَ مُحَمَّدًا

میں بجز محمدؐ کے کسی اور کو محبوب نہیں پاتا

رَسُوْلُ اِلٰہِ الْخَلْقِ جَمُّ الْمَنَاقِبِ

وہ خداوندِ مخلوقات کے رسول ہیں تمام مناقب کے جامع

وَمُعْتَصَمُ الْمَکْرُوْبِ فِیْ کُلِّ غَمْرَۃٍ

ہر مصیبت میں مصیبت زدوں کا سہارا ہیں

وَمُنْتَجَعُ الْغُفْرَانِ مِنْ کُلِّ تَائِبِ

اور ہر توبہ کرنے والے کی مغفرت چاہنے والے

مَلَاذُ عِبَادِ اللہِ مَلْجَا خَوْفِھِمْ

خدا کے بندوں کے ماویٰ ہیں اور خوف وہراس میں اُن کے ملجا

اِذَا جَآءَ یَوْمٌ فِیْہِ شَیْبُ الذَّوَائِبِ

اُس دن جب ہر جوانی پر بڑھاپا آجائے گا۔

سراج اورنگ آبادی

المتوفی سنہ ۱۱۷۷ھ / ۱۷۶۳ء

نام تیرا مطلعِ فہرست ہے دیوان کا
ہے زباں کا ورد خاصا اور وظیفہ جان کا

جی سے یَبْقیٰ وَجْہُ رَبِّکَ کی سدا سمرن کو پھیر
دُور کر من سے خیالِ مَنْ عَلَیْھَا فَان کا

یا محمدؐ! تجھ کرم سیں ہوں سدا امیدوار
جلوۂ ایمان دے اور بھید کہہ انسان کا

کر سراسر شوق میں بے ہوش مجھ کو یا حبیبؐ
دے مجھے بھر کر پیالہ نشّۂ عرفان کا

تو اَحَد ہے نام تیرا احمدؐ بے میم ہے
زیب پایا تجھ صفت سے ہر ورق قرآن کا

اے سراؔج اپنی خودی کو بےخودی میں محو کر
شغل جاری رکھ ہر اک دم میں ھُوالرحمٰن کا

میرزا مظہر جانِ جاناں

المتوفی سنہ ۱۱۹۵ھ / ۱۷۸۰ء

خدا در انتظارِ حمدِ ما نیست
محمدؐ چشم بر راہِ ثنا نیست

خدا مدح آفرینِ مُصطفیٰ بس
محمدؐ حامدِ حمدِ خدا بس

مناجاتے اگر باید بیاں کرد
بہ بیتے ہم قناعت میتواں کرد

محمدؐ از تو می خواہم خُدارا
الٰہی از تو حُبِّ مُصطفیٰؐ را

دِگر لب وا مکن مظہرؔ فضولیست
سخن از حاجت افزوں تر فضولیست

سودا، مرزا محمد رفیع
المتوفی سنہ ۱۱۹۵ھ
۱۷۸۰ء

دلا دریائے رحمت قطرہ ہے آبِ محمدؐ کا
جو چاہے پاک ہو پیرو ہو اصحابِ محمدؐ کا

محمدؐ علم کا گھر اور علیؓ اس کا ہے دروازہ
غلام اس کا ہو تو جو کلب ہو بابِ محمدؐ کا

قدِ رعنا جب اپنا خم کیا بہرِ نماز اُس نے
ہوا اس وقت ساجد کعبہ محرابِ محمدؐ کا

زمین و آسماں ہوں کیوں نہ روشن نور سے اس کے
کہ ہے اک پرتوِ خورشید مہتابِ محمدؐ کا

کیا پیرِ خرد نے موجبِ خم پشتِ گردوں کو
یہ بختی بارکش رہتا ہے اسبابِ محمدؐ کا

ادا کس کی زباں سے ہو سکے شکر اس کی نعمت کا
دو عالم ریزہ چینِ حق کیا قابِ محمدؐ کا

ہوا ہے کیا کچھ اہلِ بیت پر سودا نہ دم مارا
خدا بن کون ہے آگاہ آدابِ محمدؐ کا

خواجہ میر درد دہلوی

المتوفی سنہ ۱۱۹۹ھ / ۱۷۸۴ء

خواہی کہ شود در دو جہانت بہبود
در بندگیٔ رسول[ص] باشی بہ سجود

گر فہم کنی و گر نہ فہمی بے شک
حق است ہماں ہر چہ پیمبر[ص] فرمود

اے بہر شفاعتِ دو عالم لائق
دارم ز جنابِ تو امیدِ واثق

بے شبہ ز خورشید حقیقت بہ جہاں
تو مخبرِ صادقی چو صبحِ صادق

شاہ ابدال پھلواروی رح

المتوفی سنہ ۱۲۰۰ھ
۱۷۸۵ء

دو جگ کے سردار محمدؐ نبیوں کے سالار محمدؐ
اُمّت کے غم خوار محمدؐ سب کے پالنہار محمدؐ

صلی اللہ علیہ وسلّم

میں ہوں بہت ناچار محمدؐ ناؤ پھنسی منجدھار محمدؐ
کوئی نہ کھیون ہار محمدؐ تم ہی اتارو پار محمدؐ

صلی اللہ علیہ وسلم

تم پر جان نثار محمدؐ عشق تمھارا یار محمدؐ
مشکل ہے یہ کار محمدؐ تم ہی ہینہار محمدؐ

صلی اللہ علیہ وسلم

دلبر وہم دلدار محمدؐ جی چاہے دیدار محمدؐ
ایک نظر اِک بار محمدؐ ہو جائے سب کار محمدؐ

صلّی اللہ علیہ وسلم

آزاد بلگرامی، سید غلام علی حسینی واسطی

المتوفی سنہ ۱۲۰۰ھ
۱۷۸۶ء

رُوحِی الْفِدَآءُ لِرَوْضَةٍ قُدْسِيَّةٍ — مَمْلُوْءَةٍ بِلِطَافَةٍ وَّصَفَآءٖ
میری جان اس روضۂ اقدس پر قربان — جو لطافت و پاکیزگی سے مالامال ہے

نَظَرُ الْحَبِيْبِ اِلَى الْغَرِيْبِ عِنَايَةٌ — نَظَرُ الْعِنَايَةِ شِيْمَةُ الْكُبَرَآءِ
مسافرِ غریب الدیار کی طرف حبیب کا دیکھنا عنایت ہے — اور نظرِ کرم تو بڑوں ہی کا شیوہ ہے

مَا اَحْسَنُ الْقَبْرُ الَّذِىْ فِىْ حُجْرِهٖ — خَيْرُ الْبَرِيَّةِ سَيِّدِ الْبَطْحَآءِ
کیا اچھی آرام گاہ ہے جس کی آغوش میں — بہترین خلائق و سردار بطحا آرام فرما ہیں

كُنْ اَنْتَ فِىْ يَوْمٍ يَلُوْذُكَ الْوَرٰى — يَا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِيْنَ جَزَآئِىْ
اُس دن جب ایک خلقت آپ کی پناہ ڈھونڈے گی — آپ اے رحمۃ للعالمین میری جزا بن جائیے

مَاذَا يُقَرِّبُ فِىْ ثَنَاءِكَ وَاصِفٌ — اَثْنٰى عَلَيْكَ اللّٰهُ حَقَّ ثَنَآءٖ
آپ کی تعریف و ثنا میں کوئی شخص کیا پیش کرسکتا ہے، — آپ کی تعریف وثنا تو اللہ نے کی ہے اور بھرپور

اَحْسِنْ اِلٰى ضَيْفٍ بِبَابِكَ وَاقِفٌ — شَانُ الْكِرَامِ ضِيَافَةُ الْغُرَبَآءِ
احسان فرمائیے اس مہمان پر جو آپ کے در دولت پر حاضر ہے — کریموں کی شان غریبوں اور مسافروں کو نوازنا ہے

صَلّٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ رَبُّ الْوَرٰى
مخلوق کے پالنہار نے آپ پر اور آپ کی آل پر درود و سلام بھیجا ہے

وَعَلٰى مَعَاشِرِ صَحْبِهِ الرُّحَمَآءِ
اور آپ کے اُن تمام صحابہ پر بھی جو باہم رحیم و شفیق ہیں

میر حسن دہلوی

المتوفی سنہ ۱۲۰۴ھ
۱۷۹۰ء

نبی کون یعنی رسولِ کریمؐ
نبوّت کے دریا کا دُرِّ یتیم

ہوا گو کہ ظاہر میں اُمّی لقب
پہ علمِ لدُنّی کھلا دل پہ سب

بغیر از لکھے اور کیئے بے رقم
چلے حکم پر اُس کے لوح و قلم

کیا حق نے نبیوں کا سردار اُسے
بنایا نبوّت کا حق دار اُسے

نبوّت جو کی حق نے اس پر تمام
لکھا اشرف الناس خیر الانام

بنایا سمجھ بوجھ کر خوب اُسے
خدا نے کیا اپنا محبوب اُسے

کہوں اس کے رُتبے کا کیا میں بیاں
کھڑے ہیں جہاں باندھ صف مُرسلاں

محمدؐ کے مانند جگ میں نہیں
ہوا ہے نہ ایسا نہ ہوگا کہیں

یہ تھا رمز اس کے جو سایا نہ تھا
کہ رنگ دوئی واں تک آیا نہ تھا

نہ ہونے کا سایے کے تھا یہ سبب
ہوا صرف کعبے کی پوشش میں سب

نہ ڈالی کسی شخص پر اپنی چھاؤں
کسی کا نہ مُنہ دیکھا دیکھ اس کے پاؤں

وہ ہوتا زمیں گیر کیا فرش پر
قدم اس کے سائے کا تھا عرش پر

جہاں تک کہ تھے یاں کے اہلِ نظر
سمجھ مایۂ نور کحل البصر

سبھوں نے لیا پتلیوں سے اٹھا
زمیں پر نہ سائے کو گرنے دیا

سیاہی کی پتلی کا ہے یہ سبب
وہی سایہ پھرتا ہے آنکھوں میں اب

وگرنہ یہ تھی چشم اپنی کہاں
اسی سے تو روشن ہے سارا جہاں

آگاہ ویلوری، مولوی محمد باقر

المتوفی سنہ ۱۲۲۰ھ / ۱۸۰۵ء

(۱)

ہم حامد و محمود محمدؐ باشد
ہم شاہد و مشہود محمدؐ باشد
ہم قاصد و مقصود محمدؐ باشد
ہم واجد و موجود محمدؐ باشد

(۲)

احمدؐ کہ بود گوہر تاج لولاک
گردد بہ مدار خاک راہش افلاک
در محفل او یند تلامیذ رُسُل
در مکتبش اطفالِ زباں داں املاک

(۳)

احمدؐ آمد سر آمد ملک و ملک
افتادہ بہ بحر او چو فلکی است فلک
عالم برہم شود بیک چشم زدن
گردد مددش اگر دمے زو منفک

(۴)

شد آئینۂ ذات وصفات و اسما
از بحرِ حقیقتش سحابے است عما
عالم بود از محیط عددش موجے
گردیدہ کفے درو چہ ارض و چہ سما

میر تقی میر

المتوفی سنہ ۱۲۲۵ھ
۱۸۱۰ء

جرم کی کھوٹ سنگینی یا رسولؐ ‏ ‏ اور خاطر کی حزینی یا رسولؐ

کھینچوں ہوں نقصان دینی یا رسولؐ ‏ ‏ تیری رحمت ہے یقینی یا رسولؐ

رحمۃٌ للعالمینی یا رسولؐ

ہم شفیع المذنبینی یا رسولؐ

لُطف تیرا عام ہے کرم رحمت ‏ ‏ ہے کرم سے تیرے چشم مکرمت

مجرم عاجز ہوں کر ٹک تقویت ‏ ‏ تو ہے صاحب تجھ سے ہے یہ مسئلت

رحمۃٌ للعالمینی یا رسولؐ

ہم شفیع المذنبینی یا رسولؐ

نیک و بد تیرے ثنا خوانِ ہمم ‏ ‏ لطف تیرا آرزو بخشِ اُمم

ملتفت ہو تُو، تو کا ہے کا ہے غم ‏ ‏ تو رحیم اور مستحقِ رحم ہم

رحمۃٌ للعالمینی یا رسولؐ

ہم شفیع المذنبینی یا رسولؐ

روؤں ہوں شرمِ وگنہ سے زارزار　　بے عنایت کچھ نہیں اسلوبِ کار

دل کو جب ہوتا ہے آکر اضطرار　　زیرِ لب کہتا ہوں یہ میں باربار

رحمۃٌ للعالمینی یا رسولؐ

ہم شفیع المذنبینی یا رسولؐ

روسیاہی جرم سے ہے بیشتر　　روسفیدوں میں خجل مجھ کو نہ کر

ایک کیا آنکھیں ہیں میری ہی اِدھر　　تجھ سے راجع ہے بصر اہلِ نظر

رحمۃٌ للعالمینی یا رسولؐ

ہم شفیع المذنبینی یا رسولؐ

جب تلک تاثیر کا تھا کچھ گماں　　گہ قرآں خواں میر تھے گہہ سُبحہ خواں

وقت یکساں تو نہیں اے دوستاں　　اب یہی ہے ہر زماں وردِ زباں

رحمۃٌ للعالمینی یا رسولؐ

ہم شفیع المذنبینی یا رسولؐ

جُرأت ، شیخ قلندر بخش

المتوفی ۱۲۲۵ھ / ۱۸۱۰ء

محمدؐ ہے نبی ممدوح ذات کبریائی کا
کہے بندہ اگر مدح اس کی دعوای ہے خدائی کا

سپہرِ معرفت حقا وہ ہے مہر الوہیت
کہ جس کا دینِ روشن آئینہ ہے حق نمائی کا

منور کیوں نہ اس کے نور سے ہو خانۂ طاعت
کہ روشن کرنے والا ہے وہ شمعِ پارسائی کا

گروہِ انبیا میں وہ ہی حق کا برگزیدہ ہے
سِوا اس کے لقب کس کو ملا ہے مُصطفائی کا

رکھے ہے منزلت یہ آستانِ سرورِ عالم
کہ فخرِ سلطنت ہے مرتبہ واں کی گدائی کا

اسی کے عشق میں پابندِ الفت رہ دلا ہر دم
کہ ہووے گا یہی روزِ جزا موجب رہائی کا

سراپا نورِ حق نامِ خُدا کہیے نہ کیوں اس کو
کہ جس کا نقشِ پا ہو جبہہ سا ساری خدائی کا

بلند اس کا وہ ایوانِ مراتب ہے کہ واں کب ہے
خیالِ ساکنانِ عرش کو یارا رسائی کا

دلیل اس کی ہے یکتائی کی یہ لاریب اے جُرأت
کہ تھا سایہ نہ اُس محبوبِ ذاتِ کبریائی کا

انشآء، انشاء اللہ خاں دہلوی ثم لکھنوی
المتوفی ۱۲۳۳ھ / ۱۸۱۷ء

آپ خدا نے جب کہا صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ ۔۔۔ کیوں نہ کہیں پھر انبیا صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ
عرش سے آتی ہے صدا صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ ۔۔۔ نورِ جمالِ کبریا صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ

صَلِّ عَلٰی نَبِیِّنَا صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ

عرش کے کچھ نہیں فقط قائمۂ جلیل پر ۔۔۔ لوحِ جبین مہر پر چشمۂ سلسبیل پر
ثبت یہی نقوش ہیں عدن کی ہر فصیل پر ۔۔۔ ہے خطِ نسخ سے لکھا شہ پرِ جبرئیل پر

صَلِّ عَلٰی نَبِیِّنَا صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ

لمعۂ ذاتِ کبریا، باعثِ خلقِ جزو کُل ۔۔۔ فخرِ جمیعِ مرسلیں رہبر و ہادیٔ سُبُل
نُور سے جس کے ہوگئی آتشِ کفر بجھ کے گُل ۔۔۔ بعدِ نماز تھا یہی وِردو وظیفۂ رُسُل

صَلِّ عَلٰی نَبِیِّنَا صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ

بھیجتے ہیں سدا درود، وحش و طیور و انس و جن ۔۔۔ واہ عجب چیز ہے قلب ہو جس سے مطمئن
حور و بہشتِ جاوداں کس کو ملے ہیں اس کے بن ۔۔۔ انشآ اگر نجات تو چاہے تو پڑھ یہ رات دن

صَلِّ عَلٰی نَبِیِّنَا صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ

مولینا شاہ رفیع الدین دہلویؒ ابن شاہ ولی اللہؒ
المتوفی سنہ ۱۲۳۳ھ
۱۸۱۸ء

یَا اَحْمَدَ الْمُخْتَارِ یَا زَیْنَ الْوَرٰی	یَا خَاتِمًا لِلرُّسُلِ مَا اَعْلَاکَ
اے احمد مختار! اے زینتِ مخلوقاتِ عالم!	اے خاتم رسولاں! کوئی آپ سے بڑھ کر نہیں ہے
یَا کَاشِفَ الضَّرَّآءِ مِنْ مُسْتَنْجِدٍ	یَا مُنْجِیًا فِی الْحَشْرِ مَنْ وَّالَاکَ
اے مصائب سے نجات دینے والے، فریادی کو	اے حشر میں رہائی دلوانے والے اُس کو جو آپ سے محبت رکھتا ہو
هَلْ کَانَ غَیْرُکَ فِی الْاَنَامِ مَنِ اسْتَوٰی	فَوْقَ الْبُرَاقِ وَجَاوَزَ الْاَفْلَاکَ
مخلوق میں آپ کے سوا کون ہے جو سوار ہُوا	بُراق پر اور آسمانوں کو عبور کر گیا
وَاسْتَمْسَکَ الرُّوْحُ الْاَمِیْنُ رِکَابَهٗ	فِیْ سَیْرِهٖ وَاسْتَخْدَمَ الْاَمْلَاکَ
اور جس کے رکاب کو رُوح الامین (جبریل) نے تھاما	اس کے سفر میں اور جس نے فرشتوں سے خدمت لی
قَعَدَتْ لَکَ الرُّسُلُ الْعِظَامُ تَرَقُّبًا	فَعَلَوْتَ مَغْبُوْطًا لَّهُمْ مَسْرَاکَ
انبیائے عظام بیٹھے آپ کی اس ترقی کو دیکھتے رہے	اور آپ بلندی کی طرف بڑھے، آپ کا یہ سفر سب کیلئے قابل رشک تھا
وَاَمَمْتَهُمْ فِی الْقُدْسِ بَعْدَ تَجَاوُزٍ	مِنْهُمْ بِاَمْرِ اللّٰهِ اِذْ وَلَّاکَ
اور بیت المقدس میں آگے بڑھ کر آپ نے تمام انبیاء کی امامت کی	یہ اللہ کے حکم سے ہوا جس نے آپ کو اس کے لئے مقرر فرمایا تھا

وَتَزَیَّنَتْ جَوْهَرُ الْجِنَانِ بَشَاشَةً
دل کا موتی خوشی سے چمک اٹھا ہے

بِکَ سَیِّدِیْ شَوْقًا اِلٰی لُقْیَاکَ
آپ کی وجہ سے اے میرے آقا! آپ کی ملاقات کے شوق میں

مولٰنا شاہ عبدالعزیز دہلویؒ ابن شاہ ولی اللہؒ

المتوفی سنہ ۱۲۳۹ھ / ۱۸۲۴ء

فَیَا رِیْحَ الصَّبَا عَطْفًا وَّ رِفْقًا — اِلٰی ذَاکَ الْحِمٰی بَلِّغْ سَلَامِیْ

اے بادِ صبا! ازراہِ لطف و کرم — میرے اُس حامی و پشتیبان تک میرا سلام پہنچا دے

وَاِنْ جُرْتُمْ عَلَیَّ فَلِیْ غِیَاثٌ — بِبَابِ الْمُصْطَفٰی خَیْرِ الْاَنَامِ

اے لوگو! اگر تم نے مجھ پر جور و ستم کیا تو میرا فریاد رس موجود ہے — بارگاہِ مصطفٰی کی صورت میں، جو ساری دنیا سے اچھے ہیں

اِلَیْہِ تَوَجُّھِیْ وَلَہٗ اسْتِنَادِیْ — وَفِیْہِ مَطَامِعِیْ وَبِہٖ اعْتِصَامِیْ

اُنھیں کی طرف میری توجہ ہے اور انھیں پر میرا اعتماد — انھیں کی ذات میری آرزوؤں کا مرکز ہے، میں نے انھیں کا دامن تھاما ہے

اَجِرْنِیْ سَیِّدِیْ مِنْ ضَیْمِ سُقْمٍ — اَشَدُّ عَلَیَّ مِنْ وَّقْعِ الْحُسَامِ

مجھے نجات دلوائیے میرے آقا، بیماری کے ظلم سے — جو مجھ پر تلوار کی ضرب سے بھی زیادہ شدید ہے۔

وَ ذِکْرُکَ سَیِّدِیْ حِرْزِیْ وَحِصْنِیْ — اُتِیْہُ بِہٖ عَلَی الْجَیْشِ اللُّھَامِ

اور آپ کا تذکرہ، میرے سرکار! میرا حرزِ جاں ہے، اور میرا قلعہ — اسی سے میں بڑے بڑے لشکروں پر ہلاکت برساؤں گا

مَوَاھِبُکَ الَّتِیْ لَا نَقْصَ فِیْھَا — بِھَا رُبِّیْتَ مِنْ قَبْلِ الْفِطَامِ

آپ پر جو عطایائے ربّانی ہوئے ان میں کوئی کمی نہیں — انھیں سے آپ کی پرورش و تربیت بچپن سے ہوئی تھی

فَقَدْ اُعْطِیْتَ مَا لَمْ یُعْطَ خَلْقٌ

آپ کو وہ کچھ دیا گیا جو کسی کو بھی نہ دیا گیا

عَلَیْکَ صَلٰوۃُ رَبِّکَ بِالسَّلَامِ

آپ پر، آپ کے پروردگار کی طرف سے رحمتیں ہوں سلام کے ساتھ۔

مصحفی امروہوی، غلام ہمدانی

المتوفی سنہ ۱۲۴۰ھ ۱۸۲۴ء

حِنا سے ہے یہ تری سُرخ، اے نگار، انگشت
کہ ہو نہ پنجۂ مرجاں کی زینہار انگشت

ہلال و بدر ہوں یک جا عرق فشانی کو
رکھے جبیں پہ جو تو کرکے تاب دار انگشت

بیاں ضرور ہے اب دست و تیغ کا اُس کے
نِکل گئی سپرِ مہ سے جس کی پار انگشت

محمدِ عربی معجزوں کا جِس کے کبھی
نہ کر سکے فلکِ پیر کا شمار انگشت

چمن میں اس کی رسالت کا جب کچھ آئے ہے ذکر
علم کرے ہے شہادت کی شاخسار انگشت

وظیفہ جس کا پڑھے ہے یہ دانہ شبنم
دُعا میں جس کی ہے کھولے ہوئے چنار انگشت

اگر ہو مُہرۂ گہوارہ سنگِ فرش اُس کا
نہ چوسے اپنی کبھی طفلِ شیر خوار انگشت

اٹھاوے گر کفِ افسوس ملنے کی وہ رسم
نہ ہووے پھر کبھی انگشت سے دوچار انگشت

کرے جو وصف وہ اِس تاجِ انبیاء کی رقم
قلم کی جوں نئے نرگس ہو تاجدار انگشت

رافتؔ رامپوری، شاہ رؤف احمد نقشبندی

المتوفی سنہ ۱۲۴۰ھ / ۱۸۲۴ء

بعد تمہید خداوندِ جہاں ۔۔۔ کہہ دلا نعتِ شہِ کون و مکاں
جس کے باعث ہے زمین اور زماں ۔۔۔ وہ نہ ہوتا تو نہ ہوتا امکاں
نہ عدم سے کوئی آتا بوجود
ہوتی وحدت سے نہ کثرت کی نمود

عالمِ کون میں یہاں کون آتا ۔۔۔ نہیں امکان کہ امکاں بھاتا
وہ جہاں ہونا جہاں وہاں جاتا ۔۔۔ عالم اپنا وہ نہ گر دکھلاتا
تو نہ ہوتا کبھی آدم کا ظہور
ہے ظہور اس کے سے عالم کا ظہور

ہے وہی دیکھ لو پڑھ کر لولاک ۔۔۔ باعثِ خلقتِ ارض و افلاک
ذیل وصف اس کا کہ ہے از بس پاک ۔۔۔ کیونکہ پہنچے اسے دست ادراک
پاک کی بات ہو ناپاک سے کیا
ہووے جز عجز کہو خاک سے کیا

کرکے نور اس کا خدا نے پیدا ۔۔۔ پھر یہ چاہا کہ بنیں اور اشیا
ہوگیا کُن سے جو کچھ ہونا تھا ۔۔۔ عالمِ امر کا کھینچا نقشا
واہ کیا کیا کیا حق نے ظاہر
نور سے اُس کے اسی کی خاطر

مولینا محمد اسمٰعیل شہید دہلویؒ

المتوفی سنہ ۱۲۴۶ھ / ۱۸۳۱ء

اسی سے ہے مقصود اصلی خطاب ۔۔۔ وہی ہے گا مضمون اُمّ الکتاب

خصوصًا کہ جو اکمل انسان ہے ۔۔۔ وہ سارے صحیفوں کا عنوان ہے

وہ انسان اکمل ہے سنتے ہو! کون؟ ۔۔۔ ہوئے مفتخر جس سے یہ دونوں کون

نبیؐ البرایا، رسولِ کریم ۔۔۔ نبوّت کے دریا کا دُرِّ یتیم

حبیبِ خدا سیّد المرسلینؐ ۔۔۔ شفیع الورٰی، ہادیٔ راہِ دیں

محمدؐ ہے نام ان کا احمدؐ لقب ۔۔۔ بیاں ہو سکے منقبت ان کی کب

دل ان کا جو ہے مخزنِ سرِّ غیب ۔۔۔ مبرّا خطا سے ہے بے شکّ و ریب

زباں ان کی ہے ترجمانِ قدم ۔۔۔ ہوا باغِ دیں جس سے رشکِ ارم

بہ ظاہر جو ہے مقطعِ انبیاءؑ ۔۔۔ حقیقت میں ہے مطلعِ اصفیا

ہے اول ہی پیدا ہوا ان کا نور ۔۔۔ بہ ظاہر کیا گو کہ آخر ظہور

جو اس میں تامّل ذرا کیجئے! ۔۔۔ ابھی نکتہ باریک پا لیجئے!

کہ جب سب سے اکمل وہ انساں ہوا ۔۔۔ تو بے شک وہ تصویرِ رحماں ہوا

ہے دستور یہ ناظموں کا تمام ۔۔۔ کہ آخر کو ہوتا ہے ناظم کا نام

سو تھا انبیاء کا قصیدہ عجیب ۔۔۔ ہوا ختم اُس کا بہ نہجِ غریب

تخلص کا موقع تھا یا دو جہاں ۔۔۔ سو تصویرِ ناظم ہوئی واں عیاں

الٰہی هزاروں دُرود اور سلام
تو بھیج اُن پر اور اُن کی اُمّت پر عام

نظیر اکبر آبادی، میاں محمدؐ نظیر
المتوفی سنہ ۱۲۴۶ھ ۱۸۳۱ء

تم شہِ دنیا و دیں ہو یا محمدؐ مصطفیٰ ‏ ‏ سرگروہِ مسلمیں ہو یا محمدؐ مصطفیٰ
حاکمِ دینِ متیں ہو یا محمدؐ مصطفیٰ ‏ ‏ قبلۂ اہلِ یقیں ہو یا محمدؐ مُصطفیٰ
رحمۃٌ لِلعالمیں ہو یا محمدؐ مصطفیٰ

آسماں تم نے شبِ معراج کو روشن کیا ‏ ‏ عرش و کرسی کو قدم اپنے سے دی نور ضیا
رنگ و بو گلشن کی جنّت کی بڑھائی برملا ‏ ‏ جس جگہ وہم ملائک کو نہیں ملتی ہے جا
واں کے تم مسند نشیں ہو یا محمدؐ مصطفیٰ

تم کو ختم الانبیا، حق بھی حبیب اپنا کہے ‏ ‏ اور سدا رُوح الامیںؑ آوے ادب سے وحی لے
کس نبی کو یہ مدارج ہیں تمھارے سے ملے ‏ ‏ ہے نبوّت کا جو اقدس بحر، تم اس بحر کے
گوہرِ یکتا تمھیں ہو یا محمدؐ مصطفیٰ

مخبرِ صادق ہو تم اور حضرتِ خیرالورا ‏ ‏ سرورِ ہر دوسرا اور شافعِ روزِ جزا
ہے تمھاری ذاتِ والا منبعِ لُطف و عطا ‏ ‏ کیا نظیر اک اور بھی، سب کی مدد کا آسرا
یاں بھی تم، واں بھی تمھیں ہو یا محمدؐ مصطفیٰ

شاہ نیازؔ بریلوی، نیاز احمد چشتی قادریؒ
المتوفی سنہ ۱۲۵۰ھ / ۱۸۳۴ء

دِلا خاکِ رہِ کوئے محمد شو محمدؐ شو
ز ہر سوئے بیا، سوئے محمد شو محمدؐ شو

بہر دم سجدۂ جاں، سوئے ابروئے محمدؐ کُن
بروئے قبلۂ روئے محمد شو محمدؐ شو

تجرّد پیشہ گیر، از قیدِ عالم وا رہاں خود را
اسیرِ حلقۂ موئے محمد شو محمدؐ شو

باخلاقِ الٰہی متّصف بودن اگر خواہی
سراپا سیرتِ و خوئے محمد شو محمدؐ شو

بکن خالی مشام از بوئے گلہائے جہاں اے دل
بیا، دلدادۂ بوئے محمد شو محمدؐ شو

نیازؔ اندر دلت گر مہرِ عرفانِ خدا باشد
فدائے شانِ دلجوئے محمد شو محمدؐ شو

رنگینؔ دہلوی، سعادت یار خاں

المتوفی ۱۲۵۱ھ / ۱۸۳۵ء

لکھوں نعت اس کی میں کس طرح ساری — بُراق ادنٰی تھا جس کی اک سواری

بڑا ہے عرش سے بھی ان کا پایا — کہ سب کچھ جن کی خاطر ہے بنایا

بہ ظاہر گرچہ وہ اُمّی تھے لیکن — بھرا تھا علم سے کُل ان کا باطن

وہ باتیں ان کے تھیں نزدیک آسان — کہ جن کو کر سکے مطلق نہ انسان

بیاں تم سے کریں کیا اُن کے اوصاف — یہ الفت ان کو تھی ہم سے کہ دن رات

جنابِ کبریا میں کر کے زاری — طلب کرتے تھے آمرزش ہماری

اگر حامی نہ ہوتے ایسے کامل — تو بے شک ہم کو پڑتی سخت مشکل

نبی کتنے گئے اس غم میں روتے — کہ اے کاش ان کی ہم اُمّت میں ہوتے

تلف یوں ہی ہوئی سب ان کی رقّت — برآوے گی مگر عیسیٰؑ کی حسرت

سراہیں اپنی ہم قسمت کو رنگیںؔ

کہ اُمّت میں ہوئے ہم ان کے بے کیں

ناسخ لکھنوی، شیخ امام بخش

المتوفی سنہ ۱۲۵۴ھ
۱۸۳۸ء

الٰہی ہوں بہت مشتاق دیدارِ محمدؐ کا
دکھا اس کو جہاں میں غل ہے جس کی آمد آمد کا

نشانِ سایۂ احمدؐ، نشاں تصویرِ احمدؐ کا
گھِسے مثلِ قلم پائے طلب لیکن نہ ہاتھ آیا

لیا ہر چند ظاہر میں نہ درس اک حرف ابجد کا
عبور اللہ نے اس کو دیا ہے علمِ باطن پر

زمانے میں رہے گا نام ملحد کا نہ مرتد کا
کرے گا جب کہ وہ اتمام آکر حجت حق کو

نہیں موسیٰؑ سے کم رتبہ ترے جلوے کے بیخود کا
مسیحاؑ بہرِ بیعت آئے گا چرخِ چہارم سے

بیابانوں میں ہوگا ایک مسکن دام اور دد کا
جو نزدیک اس سلیمانِؑ زماں کا دور آئے گا

نہیں حدِ بشر کہنا ترے اوصافِ بے حد کا
خدا تیرا معرّف ہے مَلک تیرے موصف ہیں

سریرِ سلطنت تکیہ ہے گویا تیری مسند کا
نہ سُوئے جاہِ دنیا منہ کیا اے شاہِ دیں تو نے

سیہ خانہ نظر آتا ہے یہ گنبد زبرجد کا
بنا اے مہرِ تاباں قصرِ یاقوت اپنے جلوے سے

معانی قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَد کے ہیں یہاں ناسخ
برائے قافیہ رکھا ہے میں نے میم احمدؐ کا

شہیدی بریلوی، میر کرامت علی خاں

المتوفی سنہ ۱۲۵۶ھ
۱۸۴۰ء

ہے سُورۂ وَالشّمس اگر رُوئے محمدؐ — وَاللَّیل کی تفسیر ہوئی مُوئے محمدؐ

جب رُوئے محمدؐ کی نظر آئی تجلّی — سمجھا میں شبِ قدر ہے گیسوئے محمدؐ

ماہِ نوِ شوال سے عاشق کو کہاں عید — جب تک نظر آجائے نہ ابروئے محمدؐ

کس وضع اٹھائے ہوئے ہیں بارِ دوعالم — ظاہر میں تو نازک سے ہیں بازوئے محمدؐ

تھا بیش بہا عشق کے بازار میں یُوسف — پر ہو نہ سکا سنگِ ترازوئے محمدؐ

گلگشت گلستاں پہ پڑھو صلِّ علیٰ تم — ہر پھول کی پتّی میں رچی بوئے محمدؐ

کعبے کی طرف منہ ہو نمازوں میں ہمارا — کعبے کا شب و روز ہے مُنہ سُوئے محمدؐ

ہر نخلِ بیابانِ عرب مجھ کو ہے طُوبیٰ — ہوں شیفتۂ قامتِ دلجوئے محمدؐ

رضوان کے لئے لے چلو سوغات شہیدی
گر ہاتھ لگے خار و خسِ کوئے محمدؐ

شاہ غمگینؔ دہلوی، سیّد علی

المتوفی سنہ ۱۲۶۸ھ / ۱۸۵۱ء

ظاہر و باطن ہے حمد و نعت ہر انسان کا
معنی و صورت یہ مطلع ہے مرے دیوان کا

ہے مرا ظاہر محمدؐ اور باطن ہے خُدا
قال یہ ہے حال کھونا اپنے ہے ایمان کا

رو برو ہے پر اسے دیکھا نہیں جاتا ہے آہ
کیا کہوں میں حال اپنے حسرت و ارمان کا

بے سر و سامانی اک ساماں ہے اے دل یاد رکھ
کاروانِ عشق میں ہر بے سر و سامان کا

معرفت پر اس کے حق کی معرفت موقوف ہے
مرتبہ ایسا ہے عالی حضرتِ انسان کا

مومن خان مومن دہلوی، حکیم سید حبیب اللہ علوی

المتوفی سنہ ۱۲۶۹ھ / ۱۸۵۲ء

ہوں تو عاشق مگر اطلاق یہ ہے بے ادبی ۔۔۔ میں غلام اور وہ صاحب ہے، ہیں امت وہ نبی

یا نبی یک نگہِ لطف بأُمّی و اَبی ۔۔۔ مرحبا سیّدِ مکّی مدنیّ العربی !

دل و جان باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

مظہرِ نورِ خدا شکل ہے محسود صنم ۔۔۔ محو تیرے ملک و حور و پری و آدم

کیا ہی عالم ہے کہ تصویر ہی کا سا عالم ۔۔۔ من بے دل، بجمالِ تو عجب حیرانم

اللہ اللہ چہ جمال است، بدیں بو العجبی

دشتِ عالم میں سراسیمہ گزاری اوقات ۔۔۔ آج تک منزلِ مقصود نہ پائی ہیہات

مدد اے خضر کرامت کہ نہیں پائے ثبات ۔۔۔ ما ہمہ تشنہ لبانیم و توئی آبِ حیات

شربتم دہ کہ زِ حَد میگزرد تشنہ لبی

خود کہا ابن ذبیحین، تو ظاہر بیں کہا ۔۔۔ جوہر پاک کی خوبی ہے فرشتوں سے سوا

سر سے لے پاؤں تلک نورِ خدا، نام خدا ۔۔۔ نسبتے نیست بذاتِ تو بنی آدم را

برتر از عالم و آدم، تو چہ عالی نسبی

صاحبِ خانہ سے ہوتا ہے مکاں کا اکرام ۔۔۔ وہی جنت ہے جہاں میں ہو جہاں تیرا قیام

آب ہر چشمہ کرے کوثر و تسنیم کا کام ۔۔۔ نخلِ بستانِ مدینہ زِ تو سرسبز مدام

زاں شدہ شہرۂ آفاق بہ شیریں رطبی

قاآنی شیرازی حکیم میرزا حبیب اللہ

المتوفی سنہ ۱۲۷۰ھ / ۱۸۵۴ء

سرورِ عالم ابوالقاسم محمدؐ آں کہ چرخ
با وجودِ او بود چوں ذرہ پیشِ آفتاب

اَلَّذِی رُدَّتْ اِلَیْہِ الشَّمْسُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ
کَانَ اُمِّیًّا وَّلٰکِنْ عِنْدَہٗ اُمُّ الْکِتَابْ

وَالَّذِیْ فِیْ کَفِّہِ الْکُفَّارُ لَمَّا اَبْصَرُوْا
کَلَّمَ الْحَصْبَاءُ وَقَالُوْا اِنَّہٗ شَیْءٌ عُجَابْ

رہنمائے ہر دو عالم آنکہ دریک چشم زد
برگزشت از چار حد و ہفت خط و شش حجاب

از ضمیرِ انور واز جودِ ابر دستِ اوست
نورِ جرمِ آفتاب و مایۂ دستِ سحاب

با شرارِ قہرِ او، ہر ہفت دوزخ، یک شرر
با سحابِ دستِ او، ہر ہفت دریا یک حباب

گر وجودِ او نہ دادے ذاتِ واجب را ظہور
تا ابد، سرپنجۂ تقدیر بودے در خضاب

تا لی ہستی ہست آنچہ ہست، از ممکنات
غیر ذاتِ حق کز وہستیٔ وے شد بہرہ یاب

نہ سپہر و شش جہات و ہفت دوزخ ہشت خلد
با سہ مولود دو عالم چار بام و ہفت باب

در ہمہ عمر از وجودِ او خطائے سر نہ زد
زانکہ بود افعال نیکویش سراسر وحی ناب

ذوقؔ دہلوی، شیخ محمدّ ابراہیم
المتوفی سنہ ۱۲۷۱ھ ۱۸۵۴ء

ہوا حمدِ خدا میں دل جو مصروفِ رقم میرا
الف الحمد رب العالمین کا ہے قلم میرا

رہے نام محمدؐ لب پہ یارب اول و آخر
اُلٹ جائے بوقت نزع جب سینے میں دم میرا

محبت اہلِ بیتِ مُصطفٰے کی نور برحق ہے
کہ روشن ہو گیا دل مثلِ قندیلِ حرم میرا

دکھائی مجھ کو راہِ شرع اصحابِ پیمبرؐ نے
چراغِ راہ ہے اکرام اصحابِ کرم میرا

کہیں شاہ نجف کے عشق میں دل میرا ڈوبا تھا
کہ ہے دُرِّ نجف ہو کر چمکتا دُرِّ یم میرا

رہے گا دانہ افشاں مزرعِ امید بخشش میں
غمِ آلِ نبیؐ سے دانۂ ہر اشکِ غم میرا

شہِ بغداد کا خطِّ غلامی ذوقؔ رکھتا ہوں
نہ کیوں دل اس خطِ بغداد سے ہو جامِ جم میرا

کافی شہید، مولینا کفایت علی مرادآبادی

المتوفی سنہ ۱۲۷۴ھ / ۱۸۵۸ء

کوئی گل باقی رہے گا نے چمن رہ جائے گا
پر رسول اللہ کا دینِ حسن رہ جائے گا

ہم صفیرو باغ میں ہے کوئی دم کا چہچہا
بلبلیں اُڑ جائیں گی سُونا چمن رہ جائے گا

اطلس و کمخواب کی پوشاک پر نازاں ہو تم
اس تنِ بے جان پر خاکی کفن رہ جائے گا

نام شاہانِ جہاں مٹ جائیں گے لیکن یہاں
حشر تک نام و نشانِ پنجتن رہ جائے گا

جو پڑھے گا صاحبِ لولاک کے اوپر درود
آگ سے محفوظ اس کا تن بدن رہ جائے گا

سب فنا ہو جائیں گے کافی ولیکن حشر تک
نعتِ حضرت کا زبانوں پر سخن رہ جائے گا

مولینا محمد فضل حق خیرآبادیؒ

المتوفی سنہ ۱۲۷۸ھ / ۱۸۶۱ء

فَلَا مَلَاذَ سِوٰى خَيْرِ الْوَرٰى جَمْعًا ۔۔۔ فِى الْخَلْقِ وَالْخُلْقِ وَالْاِحْسَانِ وَالْجُوْدِ

تو اب کوئی اُن کے سوا نہیں ہے جو تمام مخلوقات سے ۔۔۔ بہتر ہیں خلقت میں، عادت میں، احسان میں اور سخاوت میں

جَدْوَاهُ نَقْدٌ لِمَنْ يَاْتِيْهِ مُعْتَفِيًا ۔۔۔ فَكَمْ هُنَالِكَ مِنْ قَوْدٍ لِمَنْقُوْدٍ

ان کی عنایت ہر اس شخص کے لئے نجات ہے جو توبہ کر کے آئے ۔۔۔ یہاں مکافات گناہ کی بہترین شکلیں ہیں، پریشان حال کے لئے

اَحْمَى الصَّنَادِيْدِ مَاْوَى النَّاسِ مَفْزَعُهُمْ ۔۔۔ اِذْ يَفْزَعُوْنَ لِاَهْوَالٍ صَنَادِيْدِ

پریشانی اور گھبراہٹ میں سب سے بڑی پناہ ہیں لوگوں کے لئے ۔۔۔ جب لوگ خوفناک صورتوں سے گھبرا اٹھیں

اِخْتَارَهُ اللّٰهُ مَحْبُوْبًا وَّاَرْسَلَهٗ ۔۔۔ لِرَحْمَتِهٖ وَاِرْشَادٍ وَّتَسْدِيْدٍ

اللہ نے ان کو محبوب منتخب کیا اور اپنی رحمت بنا کر ۔۔۔ ارشاد اور درستگی کے لئے بھیجا

فَاقَ النَّبِيِّيْنَ طُرًّا فِى الْكَمَالِ وَفِى ۔۔۔ الْجَمَالِ وَالْعَزْمِ وَالْاِجْمَالِ وَالسُّوْدِ

وہ تمام انبیاء پر فوقیت رکھتے ہیں، کمال میں بھی، ۔۔۔ جمال میں بھی، عزم میں بھی، خوبی میں بھی، سرداری میں بھی

إِنَّ الرَّسُولَ لَقَدْ فَاقَ وَعِتْرَتُهُ سَفِينَةٌ مُسْوَاهَا الجُودُ لَا الجُودِي

بلاشبہ رسولِ اکرمؐ سب سے بڑھ گئے اور اُن کی عترت ایک کشتی ہے جس کا مقام جود ہے جودی نہیں

أَفْدِيكَ يَا خَيْرَ المَوَارِدِ مُخْتَبِطًا قَدْ طَرَدَتْهُ المَعَاصِي أَيَّ تَطْرِيدِ

میں آپ پر فدا، اے بہترین پناہ حیرانی میں ! خود گناہوں نے اسے دور پھینک دیا اور کتنی دور

أَنْشَدْتُكَ فَاقْبَلْ مِدْحَتِي كَرَمًا حَتَّى أَفُوزَ بِإِنْشَادِي بِمَنْشُودِي

میں نے آپ کے حضور یہ مدح پیش کی ہے، اپنی کرم گستری سے قبول فرمائیے تاکہ میں اس شعر خوانی کے ذریعے دامنِ مقصود بھر پاؤں

لَا شَكَّ أَنَّكَ غَوْثُ الخَلْقِ أَجْمَعِهِمْ وَلَا نُبَالِي أَبَاطِيلَ المَنَاكِيدِ

اور اس میں کوئی شک نہیں کہ آپ ساری مخلوق کی فریاد سننے والے ہیں اور میں اس سلسلے میں کسی کی ہرزہ سرائی کی پروا نہیں کرتا

عَلَيْكَ أَزْكَى صَلَوَاتُ اللهِ مَا مَدَحَتْ

آپ پر اللہ کی پاکیزہ ترین رحمتیں اُس وقت تک برابر نازل ہوتی رہیں جب تک

فِي مَورَقِ البَانِ وَرْقَاءُ بِتَغْرِيدِ

"بان" کی ہری شاخوں پر (اس چمنستانِ عالم میں) طائرانِ خوش الحان چہچہاتے ہیں

ظفرؔ، سراج الدین ابوظفر بہادر شاہ
المتوفی سنہ ۱۲۷۹ھ ۱۸۶۲ء

اے سرورِ دو کون شہنشاہ ذوالکرمؐ
سرخیلِ مرسلین و شفاعت گرِ اُمم

رنگِ ظہور سے ترے گلشن رخِ حدوث
نورِ وجود سے ترے روشن دلِ قدم

تو تھا سریرِ اوجِ رسالت پہ جلوہ گر
آدم جہاں ہنوز پسِ پردۂ عدم

صدقے زمین کے ہوتا نہ پھر پھر کے آسماں
رکھتا سرِ زمیں نہ اگر اپنا تو قدم

محروم تیرے دستِ مبارک سے رہ گیا
کیونکر نہ اپنا چاک گریباں کرے قلم

واللیل تیرے گیسوئے مشکیں کی ہے ثنا
والشمس ہے ترے رخِ پُرنور کی قسم

تیری جنابِ پاک میں ہے یہ ظفرؔ کی عرض
صدقے میں اپنے آل کی اے شاہِ محتشم

صیقل سے اپنے لطف و عنایت کے دور کر
آئینۂ ضمیر سے میرے غبارِ غم

پہنچا نہ آستانِ مقدس کو تیرے میں
اس غم سے مثلِ چشمہ ہوئی میری چشم نم

پر خاکِ آستاں کو تری اپنی چشم میں
کرتا ہوں سرمۂ میلِ تصور سے دم بدم

بندہ شاہ چشتی حیدرآبادیؒ، میر فیاض الدین علی خاں
المتوفی سنہ ۱۲۸۴ھ / ۱۸۶۷ء

میں ترے کاکلِ مشکیں پہ ختن کو واروں
یا ترے سرخیٔ لب پر سے یمن کو واروں

تیرے دندانِ مبارک کی ملاحت پر سے
صدقہ نسریں کو کروں اور سمن کو واروں

کوئی صدقہ کے بھی قابل نہیں اے جانِ جہاں
دہنِ خوش پہ ترے کس کے دہن کو واروں

تیرے اس مصحفِ رُخ پر سے محمدؐ میرے
ان کتابوں کے بجا ہے جو متن کو واروں

جی میں آتا ہے کہ یکبارگی شاہِ کونینؐ
چتر پر سے ترے اس چرخِ کہن کو واروں

تیرے تابندگیٔ موئے مبارک پر سے
لے کے خورشیدِ منوّر سے کرن کو واروں

گنجِ الفت کی مجھے اس نے طلسمی بخشی
یاد پر سے تیرے میں رنج و محن کو واروں

تو وہ گل دستۂ قدرت ہے رسولِ عربیؐ
کم ہے تجھ پر سے اگر جانِ چمن کو واروں

فرقِ عالی پہ میں صدقے کروں سر کو اپنے
پائے اقدس پہ ترے اپنے میں تن کو واروں

راہ میں تیرے یہ توصیف کی اے جانِ جہاں
ہے سزاوار جو میں روحِ سخن کو واروں

چاہتا ہے ترا بندہ میرے خواجہ کہ حبیب
اس قصیدے کی زمیں پر سے زمن کو واروں

غالب، میرزا اسد اللہ خاں دہلوی

المتوفی سنہ ۱۲۸۵ھ / ۱۸۶۹ء

حق جلوہ گر، ز طرزِ بیانِ محمدؐ است
آرے کلامِ حق، بزبانِ محمدؐ است

آئینہ دار پرتوِ مہر است ماہتاب
شانِ حق آشکار، ز شانِ محمدؐ است

تیرِ قضا، ہر آئینہ در ترکشِ حق است
امّا، کشادِ آں ز کمانِ محمدؐ است

ہر کس، قسم بہ آنچہ عزیز است می خورد
سوگندِ کردگار، بجانِ محمدؐ است

واعظ حدیثِ سایۂ طوبیٰ فرو گزار
کاینجا، سخن ز سروِ روانِ محمدؐ است

بنگر، دو نیمہ گشتنِ ماہِ تمام را
آں نیز نامور، ز نشانِ محمدؐ است

غالب ثنائے خواجہؐ، بہ یزداں گزاشتیم
کاں ذاتِ پاک مرتبہ دانِ محمدؐ است

شیفتہ، نواب مصطفیٰ خاں دہلوی

المتوفی سنہ ۱۲۸۶ھ / ۱۸۶۹ء

کیا تھا نور جب اللہ نے پیدا محمدؐ کا — اسی دن سے ہوا ہے عاشقِ شیدا محمدؐ کا

نہ ہو ذکرِ مبارک آپ کا وِردِ زباں کیونکر — میں ہوں روزِ ازل سے عاشقِ شیدا محمدؐ کا

فرشتے قبر میں پوچھیں گے گر مجھ سے تو کہہ دوں گا — کہ ہوں بندہ خدا کا اور ہوں شیدا محمدؐ کا

خدایا جب مری اس قالبِ خاکی سے جاں نکلے — زباں پر اس گھڑی جاری رہے کلمہ محمدؐ کا

خیالِ مہر و مہ دل سے تو فوراً بھول جائے گا — نظر آجائے گا جس دم تجھے روضہ محمدؐ کا

بشر کی تاب و طاقت کیا جو لکھے نعت احمدؐ کی — خدا ہی جانتا ہے خوب بس رتبہ محمدؐ کا

خدا نے ذاتِ احمدؐ کو وہ اعلیٰ مرتبہ بخشا — کہ دم بھرتے ہیں ہر دم حضرتِ عیسیٰ محمدؐ کا

ملائک نے کیا تھا اس سبب سے سجدہ آدم کو — کہ پیشانی سے ان کی نور تھا پیدا محمدؐ کا

خدا بھی حشر میں پوچھے گا گر عاشق تو کس کا ہے — تو کہہ دوں گا محمدؐ کا محمدؐ کا محمدؐ کا

تمنّا ہے کہ فوراً جاں بحقِ تسلیم ہو جاؤں
نظر آئے جو مجھ کو شیفتہ روضہ محمدؐ کا

حافظ پیلی بھیتی، مولوی خلیل الدین حسن

المتوفی سنہ ۱۲۹۰ھ / ۱۸۷۳ء

آنکھ میں پھرتی ہے وہ شوخیٔ رفتار جدا
تڑپے جاتا ہے جدائی میں دل زار جدا

وہی اچھے رہے محشر میں جو رحمت برسی
بیگناہوں سے کھڑے تھے جو گنہگار جدا

دل و جاں لوٹتے ہیں عشق نبی میں دن رات
لذتِ درد جدا، لذتِ آزار جدا

خاک پر لوٹتے ہیں کوئے نبی میں دونوں
نور خورشید جدا، سایۂ دیوار جدا

آئیے پھوٹ کے روئیں گے رہ طیبہ میں
میرے تلووں سے اگر کوئی ہوا خار جدا

دشمن آرام کے ہیں، چین کے ہیں، نیند کے ہیں
طالع خفتہ جدا، دیدۂ بیدار جدا

باغِ عالم میں کریں آپ جو فرقِ بد و نیک
گل سے ہو خار جدا، برگ سے ہو بار جدا

دیکھنے سننے کا وہ شوق کہ دیکھا نہ سنا
ذوقِ دیدار جدا، لذتِ گفتار جدا

چلتا پھرتا رہے دن رات مگر کیا ممکن
اُن کی دیوار سے ہو سایۂ دیوار جدا

اپنا اپنا تجھے سب کہتے ہیں اللہ اللہ
شیخ و میخوار جدا، کافر و دیندار جدا

دے گئی آپ کے بیمارِ جدائی کو جواب
تاب رفتار جدا، طاقتِ گفتار جدا

کون ہے درپئے آزار دِل زار نہ پوچھ
دل کا آزار جدا، دردِ دل آزار جدا

قدِ آدم ہیں وہاں آئینے دیوار میں وصل
میں یہاں آئینہ ساں پشت بدیوار جدا

سر اگر تن سے جدا ہو تو جدا ہو حافظ
سر سے ہو گا نہ درِ احمدؐ مختار جدا

* *

انیس لکھنوی، میر ببر علی

المتوفی سنہ ۱۲۹۱ھ / ۱۸۷۴ء

منظور تھا کہ اور روایت کروں رقم　　　یاد آگئی مگر یہ حدیثِ غم و الم

مسجد میں جلوہ گر تھے رسول فلک حشم　　　ہلتے تھے ذکرِ حق میں لبِ پاک دم بدم

روشن تھے بام و در رُخِ روشن کے نُور سے

آئینہ بن گئی تھی زمیں تن کے نُور سے

اصحابِ خاص گرد تھے انجم کی طرح سب　　　تاباں تھا بیچ میں وہ مہ ہاشمی لقب

سر پر ملک صفات مگس راں تھے وہ عرب　　　جبریلؑ تہ کئے ہوئے تھے زانوئے ادب

خادم بلال قنبر گردوں اساس تھا

نعلین اس کے پاس عصا اس کے پاس تھا

گیسو تھے وہ مفسّرِ وَاللَّیۡلِ اِذَا سَجٰی　　　رُخ سے عیاں تھے معنئ وَالشَّمۡسِ وَالضُّحٰی

وہ ریشِ پاک اور رُخِ سردارِ انبیاءؑ　　　گویا دھرا تھا رحل پہ قرآں کھُلا ہوا

اوڑھے سیاہ جُبّہ جو عالم پناہ تھا

کعبہ کا صاف ... جیوں کو اشتباہ تھا

دبیر لکھنوی، مرزا سلامت علی

المتوفی سنہ ۱۲۹۲ھ
۱۸۷۵ء

(۱)

کیا قامتِ احمدؐ نے ضیا پائی ہے
چہرے میں عجب نور کی زیبائی ہے
مصحف کو نہ کیوں فخر ہو اس صورت پر
قرآں سے پہلے یہ کتاب آئی ہے

(۲)

کیوں خامہ سے مشق خط پیمبر کرتے
بے کلک رقم لاکھ وہ دفتر کرتے
فرمایا سفید رُو سیاہ کاروں کو
کاغذ کو سیاہ رو وہ کیوں کر کرتے

(۳)

آدم نے شرف خیر بشر سے پایا
رشتہ ایماں کا اس گھر سے پایا
وہ میم محمدؐ سے جہاں روشن ہے
مضموں یہ دلِ شمس و قمر سے پایا

(۴)

تسلیم نبیؐ کو ہر سلیماں خم ہے
خاتم لقب و زیرِ نگیں عالم ہے
سائے کی سیاہی نہ رہے کیونکر دُور
خاتم ہے مگر نور کی یہ خاتم ہے

(۵)

معراجِ نبیؐ میں جائے تشکیک نہیں
ہے نور کا تڑکا شبِ تاریک نہیں
قوسین کے قرب سے یہ صادق ہے دبیر
اتنا کوئی اللہ کے نزدیک نہیں

(۶)

یٰسین کو سُن کر جو قضا کرتے ہیں
حق الفتِ احمدؐ کا ادا کرتے ہیں
یٰسیں ہے نبیؐ کا نام سو نزع کے وقت
اس نام پہ جان اپنی فدا کرتے ہیں

نصرؔ پھلواروی، شاہ محمد علی حبیبؒ
المتوفی ۱۲۹۵ھ
۱۸۷۸ء

رہا دل میں میرے خیالِ محمدؐ
خدا مجھ کو دیوے وصالِ محمدؐ

الٰہی یہ آنکھیں مری کام آویں
کہ دیکھوں میں ان سے جمالِ محمدؐ

رسولوں کا سردار حق نے بنایا
نہ پایا کسی نے کمالِ محمدؐ

جہاں میں نہ ایسا ہوا ہے نہ ہوگا
نہیں ہے جہاں میں مثالِ محمدؐ

غلامی میں ہو رتبہ نصرؔ ایسا
کہے خلق اس کو بلالِ محمدؐ

شہیدؔ امیٹھوی، غلام امام

المتوفی سنہ ۱۲۹۶ھ / ۱۸۷۹ء

جب سے ہوا وہ گُل چمن آرائے مدینہ
جبریلؑ بنا بُلبُلِ شیدائے مدینہ

سینہ ہے مرا روکشِ صحرائے مدینہ
دل ہے جرسِ محملِ لیلائے مدینہ

واں کے درو دیوار مرے پیشِ نظر ہیں
اندھیر ہو گر آنکھ سے چھپ جائے مدینہ

ہر سنگ میں واں کے شررِ طور ہے پنہاں
ہر خشت کو کہیئے یدِ بیضائے مدینہ

قسمت یہ دکھاتی ہے کہ حسرت کی نظر سے
ہم دیکھتے ہیں اس کو جو دیکھ آئے مدینہ

قلقؔ میرٹھی، حکیم غلام مولیٰ عرف مولا بخش

المتوفی سنہ ۱۲۹۶ھ / ۱۸۷۹ء

برقِ سحابِ مہر ہے ابروئے مصطفیٰؐ
ہے طرہ او سپہ سایۂ گیسوئے مصطفیٰؐ

ہے تشنگانِ یاس کا کس درجہ اہتمام
کوثر لگی ہوئی ہے سرِ کوئے مصطفیٰؐ

ظلمت کے یہ نصیب کہ آبِ بقا ملے
کچھ پڑ گیا ہے سایۂ گیسوئے مصطفیٰؐ

کیونکر نہ دیر و کعبہ میں ہمرنگ نور ہو
یہاں پشتِ مصطفیٰ ہے وہاں روئے مصطفیٰؐ

اے کاہشِ گناہ سبک کر مجھے کہ ہیں
جنبش سے ہر نفس کے اُڑوں سوئے مصطفیٰؐ

ایک پاؤں فرشِ خاک پہ اک فرقِ عرش پر
ہیں دو جہاں کے پشتِ دو زانوئے مصطفیٰؐ

مفت نظارہ کوچۂ جنّت کی دید ہے
وقف اشارہ ہے خمِ ابروئے مصطفیٰؐ

معراج، اوجِ وہم سے کیونکر نہ ہو بلند
ہے نورِ عرش سایۂ مشکوئے مصطفیٰؐ

کیا تاب آفتاب نہ ہو سردِ حشر میں
ہے جلوہ ریز مہر وہاں روئے مصطفیٰؐ

کیا ہوں گے ہم ضیافتِ جنّت سے شادماں
بھولے نہیں میں خُلقِ علی، خوئے مصطفیٰؐ

اہلِ حساب پوچھتے ہو کیا قلقؔ کا حال
ہاں رند ہے مگر ہے ثنا گوئے مصطفیٰؐ

مولینا قاسم نانوتویؒ

المتوفی سنہ ۱۲۹۷ھ
۱۸۸۰ء

الٰہی کس سے بیاں ہو سکے ثنا اس کی — کہ جس پہ ایسا تری ذاتِ خاص کا ہو پیار

جو تو اُسے نہ بناتا تو سارے عالم کو — نصیب ہوتی نہ دولت وجود کی زنہار

تو فخرِ کون و مکاں زبدۂ زمین و زماں — امیرِ لشکرِ پیغمبراں شہِ ابرارؐ

تو بوئے گُل ہے اگر مثلِ گُل ہیں اور نبی — تو نورِ شمس ہے گر اور نبی ہیں شمسِ نہار

حیاتِ جاں ہے تو، ہیں اگر وہ جانِ جہاں — تو نورِ دیدہ ہے گر ہیں وہ نورِ دیدۂ بیدار

جہاں کے سارے کمالات ایک تجھ میں ہیں — ترے کمال کسی میں نہیں مگر دو چار

اُمیدیں لاکھوں ہیں لیکن بڑی امید ہے یہ — کہ ہو سگانِ مدینہ میں میرا اشمار

جیوں تو ساتھ سگانِ حرم کے تیرے پھروں — مروں تو کھائیں مدینہ کے مجھ کو مرغ و مار

جو یہ نصیب نہ ہو اور کہاں نصیب مرے — کہ میں ہوں اور سگانِ حرم کی تیرے قطار

اُڑا کے باد مری مُشتِ خاک کو پسِ مرگ — کرے حضورؐ کے روضے کے آس پاس نثار

ولے یہ رُتبہ کہاں مُشتِ خاکِ قاسم کا
کہ جائے کوچۂ اطہر میں تیرے بن کے غبار

لُطفؔ بریلوی، مولوی حافظ لطف علی خاں

المتوفی سنہ ۱۲۹۸ھ / ۱۸۸۱ء

شفیع الوریٰ! یا شفیع الوریٰ — مجھے بخشوا یا شفیع الوریٰ
کروں کس سے فریاد اے دادرس — تمھارے سوا یا شفیع الوریٰ
کہاں جائے اے شاہ در سے ترے — ترا یہ گدا یا شفیع الوریٰ
تمھیں بخشوا لوگے اللہ سے — مری ہر خطا یا شفیع الوریٰ
سہارا ہے ہر دو سرا میں ترا — نہیں دُوسرا یا شفیع الوریٰ
مجھے بھُول جانا نہ بہرِ خدا — بروزِ جزا یا شفیع الوریٰ
جہنّم سے مجھ کو بچا لیجیو — برائے خدا یا شفیع الوریٰ
مدینہ میں مولیٰ یہ جاکر مرے — یہ ہے التجا یا شفیع الوریٰ
مری گور میں بھی مدد کیجیو — مرے مصطفٰے یا شفیع الوریٰ
مرا مُدعا تم کو معلوم ہے — کروں عرض کیا یا شفیع الوریٰ
یہ دل کی تمنّا ہے مولیٰ مرے — یہ ہے التجا یا شفیع الوریٰ
یہی آرزو ہے یہی ہے ہوس — مدیحِ خدا یا شفیع الوریٰ
رہا زیست میں جس طرح ذوق شوق — تری نعت کا یا شفیع الوریٰ
رہے بعد مُردن یونہی خُلد میں — ہمیشہ سدا یا شفیع الوریٰ
خدا خود ہے مداحِ قرآن میں — ترا جا بجا یا شفیع الوریٰ
بشر کیا فرشتوں سے لکھی نہ جائے — تمھاری ثنا یا شفیع الوریٰ

بُلا لے مدینہ میں اب لطفؔ کو
نہ در در پھرا یا شفیع الوریٰ

تسلیمؔ، مولوی سلیم الدّین

المتوفی سنہ ۱۳۰۱ھ / ۱۸۸۳ء

اے نامِ خدا چہ نام والا ... ما احمدٌ اِسمُہٗ تعالےٰ

حق کردہ خطابش از پئے ما ... یُعطِی لَکَ رَبُّکَ فَتَرضٰی

بر اوجِ ثنائے او منوّر ... وَالنَّجمِ اِذَا ھَوٰی چو اختر

در منزلِ او براہِ آیت ... مَاضَلَّ وَمَاغَوٰی ہدایت

اَدنیٰ صفتش الٰہِ کونین ... گفتہ است فَکَانَ قَابَ قَوسَین

خالق کہ دُرِ ثنائے او سُفت ... مَا کَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا گفت

شد جامہ اش اَیُّھَا المُزَّمِّلُ ... زو خط اُتُو بہ رو و رَتِّل

وصفش چہ کند زبانِ انساں ... حق گفتہ بمدح اوست قرآں

یَا رَبِّ عَلَیہِ بِالدَّوَام

خَیرُ الصَّلوٰاتِ وَالسَّلَام

نساخ عظیم آبادی، عبدالغفور

المتوفی سنہ ۱۳۰۶ھ
۱۸۸۸ء

اب رقم کرتا ہوں نعتِ مُصطفےٰؐ — جس سے عالم کو ہوئی حاصل صفا

سیّد کونین، ختم المرسلینؐ! — دورِ آخریں ہے فخر الاولیں

طے جو کی معراج میں راہ سما — کیوں نہ ہوں محتاج اس کے انبیاء

ہے وہ بے شک رحمت للعالمین — اس کی مسجد ہے یہ سب رُوئے زمیں

رحمتِ خلاق خورشید و قمر — ہووے نازل اس کی آلِ پاکؓ پر

جس کی انگلی سے ہوا شق القمر — یار تھے اس کے ابوبکرؓ و عمرؓ

ایک تو اس کا رفیقِ غار تھا — دوسرا لشکر کشِ ابرار تھا

تھے مصاحب اُس کے عُثمانؓ و علیؓ — جو کہ ہیں مشہور عالَم میں ولی

ایک جو کانِ حیاء و علم تھا — دوسرا تو بابِ شہرِ علم تھا

وہ رسولِ حق کہ خیر النّاس تھا — حمزہؓ و عباسؓ تھے اس کے چچا

بھیجتا ہوں سو درُود و سو سلام
آلؓ و اصحابؓ نبیؐ پر صبح و شام

مولینا اِمداد اللہ تھانوی مہاجر مکیؒ

المتوفی سنہ ۱۳۱۰ھ / ۱۸۹۲ء

کر کے نثار آپ پر گھر بار یا رسُولؐ
اب آپڑا ہوں آپ کے دربار یا رسُولؐ

عالم نہ مُتّقی ہوں نہ زاہد نہ پارسا
ہوں اُمّتی تمھارا گُنہ گار یا رسُولؐ

دونوں جہاں میں مجھ کو وسیلہ ہے آپ کا
کیا غم ہے گرچہ ہوں میں بہت خوار یا رسُولؐ

ذات آپ کی تو رحمت و شفقت ہے سربسر
میں گرچہ ہوں تمام خطاوار یا رسُولؐ

کیا ڈر ہے اس کو لشکرِ عصیان و جرم سے
تم سا شفیع ہو جس کا مددگار یا رسُولؐ

ہو آستانہ آپ کا اِمداد کی جبیں
اور اس سے زیادہ کچھ نہیں درکار یا رسُولؐ

صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی مُحَمَّدٍ
صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

مذاق میاںؒ بدایونی، شاہ محمد دلدار علی

المتوفی سنہ ۱۳۱۲ھ ۱۸۹۴ء

ہے شمع خدا انجمن آرائے مدینہ
جبریل ہے پروانۂ شیدائے مدینہ

ہر رنگ میں ہے وہ چمن آرائے مدینہ
ہر گل میں ہے بوئے گل زیبائے مدینہ

دل عرش ہے تیرا شہِ والائے مدینہ
تو آئے تو سینہ مرا ہو جائے مدینہ

قدرت کا خدا کی نظر آتا ہے تماشا
کیا دید کے قابل ہے تماشائے مدینہ

پاتا ہوں محمدؐ کا مزا نام علیؓ سے
ساقی سے ہے کیفیت صہبائے مدینہ

سینہ مرا میخانۂ حُبِّ مدنی ہے
جام آنکھیں ہیں دل ہے مرا مینائے مدینہ

بندہ پہ درِ عین عنایت یہ کھُلا ہے
جب بند کروں آنکھ نظر آئے مدینہ

سب کچھ ہے عنایات ہیں تیری مرے آقا
بندہ پہ عنایت رہے مولائے مدینہ

ہیں تازہ مضامین مذاق اپنی غزل میں
بہتر ہیں سبھی یوں تو غزل ہائے مدینہ

حق حق یوں ہے نہ حق ریاضت میں ملا
طاعت میں ملا نہ وہ عبادت میں ملا
واللہ مذاق جب کسی نے ڈھونڈا
اللہ، رسُولؐ کی اطاعت میں ملا

آہیؔ، سرسید احمد خاں

المتوفی سنہ ۱۳۱۵ھ
۱۸۹۸ء

فلاطوں طفلکے باشد بہ یونانے کہ من دارم
مسیحا رشک می دارد بہ درمانے کہ من دارم

زکفرِ من چہ می خواہی زایمانم چہ می پرسی
ہماں یک جلوۂ عشق ست ایمانے کہ من دارم

خدا دارم، دلِ پُرتاب زعشقِ مصطفےٰ دارم
نہ دارد ہیچ کافر ساز و سامانے کہ من دارم

زجبریلِ امیں قرآں بہ پیغامے نمی خواہم
ہمہ گفتارِ معشوقیست قرآنے کہ من دارم

فلک یک مطلعِ خورشید دارد باہمہ شوکت
ہزاراں ایں چنیں دارد گریبانے کہ من دارم

زبرہاں تا بہ ایماں سنگ ہا دارد رہِ واعظ
نہ دارد ہیچ واعظ ہیچو برہانے کہ من دارم

بیانؔ و یزدانی میرٹھی، سید محمد مرتضیٰ

المتوفی سنہ ۱۳۱۷ھ / ۱۹۰۰ء

ضیائے دیدۂ حق بیں ہے رخسارا محمدؐ کا — کہ ہے اللہ کا دیدار نظّارا محمدؐ کا

فلک پر کوئی حیراں، کوئی آوارا محمدؐ کا — فدا ایک ایک ثابت اور سیّارا محمدؐ کا

قمر سمجھیں کہ ہم قرآں رخسارا محمدؐ کا — وہ سیپارہ محمد کا یہ صد پارا محمدؐ کا

شفاعت کا مزا پایا شمیم خلقِ اطہر سے — وہ ہے نہرِ عسل یہ عنبرِ سارا محمدؐ کا

ولی نعمت وہی ہے خوانِ احسانِ الٰہی کا — ظہور اس عالمِ امکاں میں ہے سارا محمدؐ کا

وہ محبوبِ الٰہی ہے کیا ہے اُس نے مہ پارا — کرے گا سامنا کیا کوئی مہ پارا محمدؐ کا

ریاضِ خلد کی نہریں لکیریں دستِ اطہر کی — کفِ بحرِ کرم انگشت فوّارا محمدؐ کا

گیا گردوں پر اُس کے شربتِ دیدار کا پیاسا — مسیحا بھی ہے بالتحقیق دکھیارا محمدؐ کا

رہِ حق میں جہاد اُس نے کیا اعدائے پہلو پر — مطیع امر تھا ہر نفسِ امّارا محمدؐ کا

احادیثِ مطہّر اُس کی آیاتِ الٰہی ہیں — کلامُ اللہ ناطق ہے کہ رخسارا محمدؐ کا

سلاطیں کا شرف ہے اُس کے آگے طرّوا کہنا — اٹھائیں غاشیہ اسکندر و دارا محمدؐ کا

رجیمِ دو جہاں ہے منکرِ دینِ مبیں اُس کا — کہ مردودِ خدا ہے جو ہے پھٹکارا محمدؐ کا

ہُوئے دونوں جہاں روشن ظہورِ نور سے اُس کے　　کہ ہے بَدرُالدُّجیٰ حُسنِ جہاں آرا محمدؐ کا

فلک کی حرکتوں سے کھُل گیا اربابِ معنی پر　　کہ برسوں رہ چکا ہے عرش گہوارا محمدؐ کا

کھُلا اربابِ عرفاں پر وَضَعنَا عَنکَ وِزرَکَ سے　　اٹھایا خود یدِ قدرت نے پُشتارا محمدؐ کا

زمیں سے آفتابِ آدم و حوّا نہ اُبھرا تھا　　مگر تھا جلوہ فرما صُبح کا تارا محمدؐ کا

وہ مُزَّمِّل وہ مُدَّثِّر وہ طٰہٰ اور وہ یٰسٓ　　پکارا نام کس کس طرح سے پیارا محمدؐ کا

پہنچ لے گا جناں میں جبکہ اک اک اُمّتی اُس کا　　کہیں اُس وقت ہوگا غم سے چھُٹکارا محمدؐ کا

اَحَد میں کیوں نہ ہوتی آنکھ پیدا میم معنیٰ سے　　کہ تھا مدِّ نظر در پردہ نظّارا محمدؐ کا

خبر تھی سب اُسے اسرارِ مُلکِ کبریائی کی　　کہ تھا رُوح الامیں طفلی سے ہرکارا محمدؐ کا

اَذاں ہے شور اُس سُلطانِ دیں کے کُوسِ شاہی کا　　سدا بجتا ہے پانچوں وقت نقّارا محمدؐ کا

صراطِ حشر پر میرا قدم ڈِگ جائے گا کیونکر　　کہ ہوں تھامے ہوئے دامن میں بیچارا محمدؐ کا

وہ شافی میرے دردوں کا، وہ کافی میرے دُرّوں کو　　میں دُکھیارا محمدؐ کا، میں دُکھیارا محمدؐ کا

خدا کو جان دیں گے ہم اور اُس کا نام لیں گے ہم

بیاںؔ! صلِّ علیٰ کیا نام ہے پیارا محمدؐ کا

امیر مینائی لکھنوی، مفتی امیر احمد
المتوفی سنہ ۱۳۱۸ھ / ۱۹۰۰ء

سکّہ رائج جب سے دینِ مصطفیٰ کا ہو گیا | غلغلہ ساری خدائی میں خدا کا ہو گیا
جب سے دل دیوانہ محبوبِ خدا کا ہو گیا | مصطفیٰ اس کے ہوئے وہ مصطفیٰ کا ہو گیا
حشر میں نیچے لوائے حمد کے پائی جگہ | ظلّ رحمت سایہ اُس زلفِ رسا کا ہو گیا
اوّلِ بعثت میں ختم الانبیاء پایا لقب | رتبہ حاصل ابتدا میں انتہا کا ہو گیا
جب پئے گلگشت باغوں میں مدینے کے چلی | پھولوں کی ڈالی وہیں دامن صبا کا ہو گیا
موم، پتھر کو یہ اس فخرِ سلیمان نے کیا | حلقۂ خاتم نگینِ نقشِ پا کا ہو گیا
طوق، دینِ مصطفیٰ کا جس کی گردن میں پڑا | قید سے آزاد وہ بندہ خدا کا ہو گیا
رحمتِ حق کیوں نہ ہو نازل محب پر آپ کے | آشنا ہے آشنا جو آشنا کا ہو گیا
روح نے جلوہ جو دیکھا آپ کا قندیلِ عرش | آشیانہ اس گرفتارِ بلا کا ہو گیا
خاتمہ جب ہو گیا بالخیر تو سمجھا یہ میں | ختم مجھ پر لطف، ختم الانبیاء کا ہو گیا
التجا پر امتِ عاصی کی جب آمیں کہی | بول بالا ان غریبوں کی دعا کا ہو گیا
دونوں رخساروں کی مدحت میں ہوا موزوں جو شعر | ترجمہ شمس الضحیٰ بدر الدجیٰ کا ہو گیا

نعت میں ہم نے جو لکھا ایک پرچہ بھی امیر
مل گئی دولت وہ نسخہ کیمیا کا ہو گیا

داغؔ دہلوی، نواب مرزا خاں

المتوفی سنہ ۱۳۲۲ھ
۱۹۰۵ء

کرو غم سے آزاد یا مصطفےٰؐ
تمھیں سے ہے فریاد یا مصطفےٰؐ

نہ پامال مجھ کو زمانہ کرے
نہ مٹّی ہو برباد یا مصطفےٰؐ

زباں پر ترا نام جاری رہے
کرے دل تری یاد یا مصطفےٰؐ

نہ چھوٹے کبھی مجھ سے راہِ صواب
نہ ہو ظلم و بیداد یا مصطفےٰؐ

عطا مجھ کو اللہ ہمت کرے
بجا لاؤں ارشاد یا مصطفےٰؐ

رہوں حشر میں آپ کی ذات سے
طلبگارِ امداد یا مصطفےٰؐ

عنایت کی ہو جائے اس پر نظر
رہے داغؔ دل شاد یا مصطفےٰؐ

محسنؔ کاکوروی، مولوی محمد محسن

المتوفی سنہ ۱۳۲۳ھ
۱۹۰۵ء

ظلمت کا چراغ بے ضیا ہے
انجم کا ستارہ ڈوبتا ہے

مہتاب کی چاندنی ڈھلی ہے
مرّیخ کی سمت مشتری ہے

رُوپوش دبیرِ چرخِ اخضر
ظلمت کا سیاہ کر کے ابتر

اہلِ مدِ کہکشاں ہے مغرور
پروانہ نویس، شمعِ کافور

زہرہ کا سفید ہو گیا رنگ
نظمِ پرویں کا قافیہ تنگ

سبزہ ہے کنارِ آبِ جُو پر
یا، خضر ہے مستعدِ وضو پر

اِک شاخ رکوع میں رُکی ہے
اور دوسری سجدہ میں جھکی ہے

کیاری ہر ایک، اعتکاف میں ہے
اور آبِ رواں طواف میں ہے

با شان و شکوہ جلوہ فرما
شاہنشہِ تخت گاہ اِلّا

سامانِ ظہور کی ہے تمہید
قدرت پہ ہو رہی ہے تاکید

لو ہم نے حباب کو عطا کی
آبِ حیواں کو "میر بحری"

جان و دلِ مُرسلیں محمدؐ
روحِ روح الامیں محمدؐ

پیدا ہوئے خاتم النبیّین
مہرِ عرفان، عزّ و تمکین

گنجینۂ اصطفا محمدؐ
آئینۂ حق نما محمدؐ

نازل ہے زمیں پہ کبریائی
بندے کے لباس میں خدائی

اس وقت دیار میں عرب کے
مطلع سے تجلّیاتِ رب کے

بُرجِ شرفِ قریشیاں میں
اور ہاشمیوں کے خانداں میں

کعبہ کی زمینِ نامور سے
اور عبدالمطّلب کے گھر سے

اسلام کا آفتاب چمکا
بے پردہ و بے نقاب چمکا

پیدا ہوئے سرورِ دو عالمؐ
پیدا ہوئے فخرِ نوحؑ و آدمؑ

شاہنشہِ اصفیا محمدؐ
تاجِ سرِ انبیاؑ محمدؐ

غنیؔ غازی پوری، مولوی سید عبدالغنی (داماد مومنؔ)
المتوفی سنہ ۱۳۲۴ھ
۱۹۰۶ء

مداح ہوں میں اُس شہِ عالی جنابؐ کا　　دربان ہے جبرئیلؑ امیں جس کے باب کا

ہے داغِ عشق دل پہ رسالت مآبؐ کا　　کچھ غم نہیں رہا مجھے یوم الحساب کا

ہے صدمۂ فراق میں دن رات مضطرب　　اللہ رے شوق اس دلِ خانہ خراب کا

دیکھوں جو آستانۂ دولت تو ہو قرار　　سارا سبب یہی ہے مرے اضطراب کا

در پر کھڑے ہیں طالبِ دیدار آپ کے　　رُخ سے ذرا اٹھائیے پردہ نقاب کا

حامی مرا رسولؐ ہے اے منکر و نکیر　　کیوں لاؤں دل میں خوف سوال و جواب کا

روئے نبیؐ کا جلوۂ انوار دیکھ کر　　خجلت سے رنگ زرد ہوا ماہتاب کا

ہاتھوں ہی ہاتھوں اس کو اٹھالے گئے مَلک　　قطرہ گرا زمیں پہ نہ اشکِ جناب کا

کیا خوف مجھ کو روزِ قیامت سے اے غنیؔ

خادم ہوں میں جناب رسالت مآبؐ کا
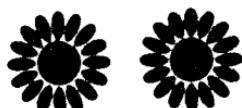
انجمؔ، شہزادہ مرزا آسمان جاہ
خلف، محمد واجد علی شاہ اخترؔ
المتوفی سنہ ۱۳۲۴ھ
۱۹۰۶ء

گھر ہے مرے دل میں اس بشر کا
مختار ہے جو خُدا کے گھر کا

کیا حُسن تھا جس کے دیکھنے سے
دو ٹکڑے ہوا جگر قمر کا

پڑھنے لگے جن یُسَبِّحُ الرَّعْدُ
ڈنکا جو بجا تری ظفر کا

ہے فخر غلامی اس کی انجمؔ
جو فخر ہوا زمانے بھر کا

حسن بریلوی، مولینا حسن رضا خاںؒ

المتوفی سنہ ۱۳۲۶ھ / ۱۹۰۸ء

سیرِ گلشن کون دیکھے دشتِ طیبہ چھوڑ کر
سُوئے جنت کون جائے در تمھارا چھوڑ کر

سرگزشتِ غم کہوں کس سے ترے ہوتے ہوئے
کس کے در پر جاؤں تیرا آستانہ چھوڑ کر

بے لقائے یاراں کو چین آ جاتا اگر
بار بار آتے نہ یوں جبریل سدرہ چھوڑ کر

کون کہتا ہے دلِ بے مدعا ہے خوب چیز
میں تو کوڑی کو نہ لوں ان کی تمنّا چھوڑ کر

مر ہی جاؤں میں اگر اس در سے جاؤں دو قدم
کیا بچے بیمارِ غم قربِ مسیحا چھوڑ کر

کس تمنّا پر جئیں یا رب اسیرانِ قفس
آ چکی بادِ صبا باغِ مدینہ چھوڑ کر

بخشوانا مجھ سے عاصی کا روا ہو گا کسے
کس کے دامن میں چھپوں دامن تمھارا چھوڑ کر

حشر میں اِک اِک کا مُنہ تکتے پھرتے ہیں عدو
آفتوں میں پھنس گئے ان کا سہارا چھوڑ کر

مر کے جیتے ہیں جو ان کے در پہ جاتے ہیں حسنؔ
جی کے مرتے ہیں جو آتے ہیں مدینہ چھوڑ کر

آصف، میر محبوب علی خاں آصف جاہ، سلطان دکن
المتوفی سنہ ۱۳۲۹ھ / ۱۹۱۱ء

کیا دھوم سے حضرت کو تھی آئی شبِ معراج
تھی پردۂ قربت میں رسائی شبِ معراج

اللہ کو جب دیکھا نبی دیدۂ سر سے
پہلے ہوئی اُمّت کی رہائی شبِ معراج

نازل تھے ملک گرم تھا بازار خوشی کا
ہر چیز کو حاصل تھی صفائی شبِ معراج

اُمّت کی رہائی تھی فقط حاصلِ مطلب
حاصل کیا اللہ سے پیمبر شبِ معراج

غُل عرش سے تا فرش ہوا صلِّ علیٰ کا
اَرواح تھے نگہت سے معطّر شبِ معراج

زنجیر تھی پاؤں میں تو تھا طوق گلوگیر
ابلیس کو حاصل تھا یہ زیور شبِ معراج

آصف کو الٰہی تو ذرا روضہ دکھا دے
فضل و کرمِ حق سے تھی آئی شبِ معراج

مولینا احمد حسن محدّث پھراوئی (نیازی)

المتوفی سنہ ۱۳۳۱ھ
۱۹۱۳ء

صبحِ من می گرید از دردِ بلا افزائے من
شامِ من می لرزد از آہِ جگر فرسائے من

مرحبا اے عشق قربانت شوم، خوش آمدی
کردیم آزادہ از دنیا و ہم عقبائے من

در خُمِ صہبائے من از بسکہ آتش ریختند
شعلہ می ریزد بجائے بادہ از مینائے من

باید آں حرفے زنم کز شوکتِ معنی و لفظ
معنیم بر لفظ نازد، لفظ بر معنائے من

عزمِ توصیفے کہ دارم از پئے تعظیمِ مدح
جبرئیل از عطرِ معنی شد دماغ آرائے من

آرزو دارم کہ حرفے سر کنم از نعتِ پاک
تا نشاطِ تازہ گیرد جانِ درد آلائے من

نعتِ اقدس ہم چو حمدِ محترم محدود نیست
وانکہ بے حد شد چسانش حد کند املائے من

حق گزارِ مدحِ او کس نیست جز یزدانِ پاک
رائے من ایں شد و شد روح الامیں ہم رائے من

گفت اِنّیِ عَبْدُہٗ لیکن من و یزدانِ پاک
فرق کردن مشکل است اندر من و مولائے من

شانِ پاکش گفت چوں لامثل لِلّٰہ الاحد
غیر من نبود اگر باشد کسے ہمتائے من

ہر دو عالم از فروغِ روئے پاکش روشن است
بنگر از مرآۃِ امروزم رخِ فردائے من

کار نعتِ مصطفیٰؐ را بر خدا بگزاشتم
نعت شہؐ او خوب کردن میتواند جائے من

تا بود یا رب بعالم ربطِ ہم در حسن و عشق
باد سودائے خیالش در سر سودائے من

تا بود دورانِ گردوں بر ہمیں لیل و نہار
باد مہرِ زلف و رویش در دلِ شیدائے من

در بہارستانِ وصفِ قامت دلجوے او
باد سرو آسا رواں کلک سہی بالائے من

علامہ شبلی نعمانی

المتوفی سنہ ۱۳۳۲ھ ۱۹۱۴ء

جبکہ آمادۂ خوں ہو گئے کفّارِ قریش
لاجرم سرورِ عالم نے کیا عزمِ سفر

کوئی نوکر تھا نہ خادم نہ برادر نہ عزیز
گھر سے نکلے بھی تو اس شان سے نکلے سرورؐ

اک فقط حضرت بوبکرؓ تھے ہمراہِ رکاب
کہ کہیں دیکھ نہ پائے کوئی آمادۂ شر

چونکہ سو اُونٹوں کا انعام تھا قاتل کے لئے
آپ کے قتل کو نکلے تھے بہت طالبِ زر

انہیں لوگوں میں سراقہؓ تھے خلف جعشم کے
جن کو فاروقؓ نے کسریٰ کے پہنائے تھے گہر

تین دِن رات رہے ثور کے غار میں نہاں
تھا جہاں عقرب و افعی کی حکومت کا اثر

بیمِ جاں، خوفِ عدو، ترکِ غذا، سختیٔ راہ
ان مصائب میں ہوئی اب شبِ ہجرت کی سحر

یاں مدینے میں ہوا غل کہ رسول آتے ہیں
راہ میں آنکھ بچھانے لگے اربابِ نظر

لڑکیاں گانے لگیں شوق میں آکر اشعار
نغمہ ہائے "طَلَعَ الْبَدْرُ" سے گونج اٹھے گھر

ماں کی آغوش میں بچّے بھی مچل جانے لگے
نازنینانِ حرم بھی نکل آئیں باہر

دفعتاً موکبِ شاہِ رُسُل آ پہنچا
غل ہوا صَلِّ عَلیٰ خیر سے تا جن و بشر

جلوۂ طلعتِ اقدس جو ہُوا جلوہ فگن
دفعتاً تارِ شعاعی تھا ہر اک تارِ بصر

طُور پر حضرت موسیٰ کی صدا آتی تھی
آج اک اور جھلک سی مجھے آتی ہے نظر

سب کو یہ فکر کہ دیکھیں یہ شرف کس کو ملے
میہماں ہوتے ہیں کس اوجِ نشیں کے سرورؐ

سینے کہتے تھے کہ خلوت گہہِ دِل حاضر ہے
آنکھیں کہتی تھیں کہ دو اور بھی تیّار ہیں گھر

یاں مبارک کرے اے خاکِ حریمِ نبویؐ
آج سے تو بھی ہوئی خاکِ حرم کی ہم سر

صَلِّ یا ربِّ علیٰ خیرِ نبیٍّ و رسولؐ
صَلِّ یا ربِّ علیٰ افضلِ ہر جن و بشر

حالیؔ پانی پتی، خواجہ الطاف حسین

المتوفی سنہ ۱۳۳۳ھ / ۱۹۱۴ء

وہ نبیوں میں رحمت لقب پانے والا ‏ مرادیں غریبوں کی بر لانے والا
مُصیبت میں غیروں کے کام آنے والا ‏ وہ اپنے پرائے کا غم کھانے والا
فقیروں کا ملجا ضعیفوں کا ماوٰی
یتیموں کا والی غلاموں کا مولٰی
خطا کار سے درگزر کرنے والا ‏ بد اندیش کے دل میں گھر کرنے والا
مفاسد کو زیر و زبر کرنے والا ‏ قبائل کا شیر و شکر کرنے والا
اُتر کر حِرا سے سُوئے قوم آیا
اور اک نسخۂ کیمیا ساتھ لایا
مِس خام کو جس نے کُندن بنایا ‏ کھرا اور کھوٹا الگ کر دکھایا
عرب، جس پہ قرنوں سے تھا جہل چھایا ‏ پلٹ دی بس اِک آن میں اُس کی کایا
رہا ڈر نہ بیڑے کو موجِ بلا کا
اِدھر سے اُدھر پھر گیا رُخ ہَوا کا
سبق پھر شریعت کا ان کو پڑھایا ‏ حقیقت کا گُر، ان کو اِک اِک بتایا
زمانے کے بگڑے ہوؤں کو بنایا ‏ بہت دن کے سوتے ہوؤں کو جگایا
کھلے تھے نہ جو راز اب تک جہاں پر
وہ دکھلا دیئے ایک پردہ اُٹھا کر

سکھائی اُنھیں نوعِ انساں پہ شفقت　　کہا، ہے یہ اسلامیوں کی علامت
کہ ہمسایہ سے رکھتے ہیں وہ محبت　　شب و روز پہنچاتے ہیں ان کو راحت
وہ، جو حق سے اپنے لئے چاہتے ہیں
وہی ہر بشر کے لئے چاہتے ہیں

دیئے پھیر دل اُن کے مکر و ریا سے　　بھرا ان کے سینے کو صِدق و صَفا سے
بچایا انھیں کِذب سے اِفترا سے　　کیا سُرخرُو، خلق سے اور خدا سے
رہا قولِ حق میں نہ کچھ باک ان کو
بس اک شوب میں کر دیا پاک ان کو

جب اُمّت کو سب مل چکی حق کی نعمت　　ادا کر چکی فرض اپنا، رسالت
رہی حق پر باقی نہ بندوں کی حجّت　　نبیؐ نے کیا خلق سے قصدِ رحلت
تو اسلام کی وارث اک قوم چھوڑی
کہ دنیا میں جس کی مثالیں ہیں تھوڑی

وفا رامپوری، مولوی حکیم عبدالہادی خاں
المتوفی سنہ ۱۳۳۴ھ
۱۹۱۵ء

وہ شہنشاہِ رُسلؐ، ختمِ رُسلؐ، فخرِ رُسلؐ
دونوں عالم کا شرف، دونوں جہاں کی عزّت

فضل میں کعبۂ دل، فیض میں بارانِ عطا
لطف میں بحرِ کرم، جود میں ابرِ رحمت

آپ نقاشِ حقیقت نے اُسے چوم لیا
لوحِ محفوظ پہ کھینچی جو وہ زیبا صورت

قدِ رعنا نہیں گویا الف الحمد کا ہے
خم ابرو نہیں قرآن کی ہے اک آیت

جنبشِ لب ہے کہ ہے موجۂ آبِ حیواں
خندۂ لب ہے کہ ہے خندۂ صبحِ عشرت

اس طرح ہے لبِ نازک میں تبسّم پنہاں
جیسے آغوش میں غنچہ کی چھپی ہو نکہت

انبیا بیٹھیں ترے آگے دوزانو ہو کر
محفلِ قدس تری ذات سے والا رتبت

تیری خوشنودیٔ خاطر ہے رضامندیٔ حق
اور رضامندیٔ حق تیری کتاب و سُنّت

تختۂ خلدِ بریں تری گلی کا رستہ
زینتِ ہشت فلک اک ترے گھر کی زینت

تری تعریف بہارِ چمن عیش و نشاط
روح کو اس سے طراوت، تو دلوں کو نزہت

خود بخود غنچۂ دل ہنسنے لگا، کھلنے لگا
سانس چلتی ہے کہ چلتی ہے نسیم جنّت

ہاں یہ سچ ہے کہ ترا وصف ہمارا مقصود
ہاں یہ حق ہے کہ تری نعت ہے اقصٰی غایت

عرض کر حضرتِ اقدس میں بصد عجز و نیاز
اک یہی شعر کہ اس شعر میں ہے کیفیت

مجھ پہ ہو تیرا کرم، تجھ پہ دو عالم کا دُرود
مجھ پہ ہو تیری نظر، تجھ پہ خُدا کی رحمت

آسیؔ غازیپوری، مولینا محمد عبد العلیم رشیدی
المتوفی سنہ ۱۳۳۵ھ / ۱۹۱۶ء

دلِ شیدا ہے بیمارِ محمدؐ — اسیرِ زلفِ خمدارِ محمدؐ
جو داغِ دل ہے چشمِ آرزو ہے — غضب ہے شوقِ دیدارِ محمدؐ
عزیزِ مصرِ دل کہتے ہیں اس کو — ہے یوسف بھی خریدارِ محمدؐ
اگر مُردہ سنے زندہ ہو دم میں — دمِ عیسیٰ ہے گفتارِ محمدؐ
بچھا جاتا ہے دل قدموں کے نیچے — یہ ہے اندازِ رفتارِ محمدؐ
سدا جس کو بہارِ بے خزاں ہے — وہ ہیں گلہائے رخسارِ محمدؐ
دمِ نزع آئے جاں آنکھوں میں جس دم — خُدا دکھلائے دیدارِ محمدؐ
گھٹے کب تک تپِ فرقت سے یارب — علیلِ چشمِ بیمارِ محمدؐ
مدینہ ہو مرا مدفن الٰہی — بسوں میں زیرِ دیوارِ محمدؐ
خریدارانِ یوسف کا ہے دل سرد — یہ ہے گرمیٔ بازارِ محمدؐ
محمدؐ ہیں خُدا کے عاشقِ زار — خُدا ہے عاشقِ زارِ محمدؐ
پھر آئے دم میں عرشِ کبریا سے — یہ ہے اعجازِ رفتارِ محمدؐ

نہیں اپنے گناہوں کا مجھے غم
میں آسیؔ ہوں گنہگارِ محمدؐ

مولانا اسمٰعیل میرٹھی

المتوفی سنہ ۱۳۳۶ھ
۱۹۱۷ء

خلیلِ حق کی تھی جو اشارت — اور ابنِ مریم کی جو بشارت
ظہورِ احمدؐ سے تھی عبارت — سمجھ گئے صاحبِ بصارت
کہ اب گری کفر کی عمارت — گھٹے گی فارس کی اب حرارت
مٹے گی رُوما کی اب شرارت — لٹے گی اب مِصر کی امارت
خزانہ ہرقل کا ہو گا غارت — بڑھے گا تقویٰ بھی اور طہارت
ہے باغِ اسلام کو نضارت — نیا ہے سلطاں، نئی وزارت

صلوٰۃ اس پر، سلام اس پر — اور اس کی سب آلِ باصفا پر
اور اس کے اصحابِؓ باوفا پر — اور اس کے احبابِ اتقیا پر

وہ فخرِ آدم، امانِ عالم! — امینِ محکم، رسولِ اکرم
محیطِ اعظم زغیبِ ملہم — بہ وحیِ محکم، شہ مسلّم
عرب کے اندر وہی معظم — عجم کے اندر وہی مکرّم
لگا کے آدمؑ سے تا بہ ایں دم — ظہور اس کا ہے بعد آدم
وجود اس کا مگر مقدّم — وہ نورِ حق تھا ولے مجسّم
کیا مدینے کو سبز و خرّم — درودِ محمود بھیج پیہم

صلوٰۃ اُس پر، سلام اُس پر
اور اُس کی سب آلِ باصفا پر
اور اُس کے اصحابؓ باوفا پر
اور اُس کے احبابِ اتقیا پر

قیصر وارثی، سید عبدالغنی

المتوفی سنہ ۱۳۳۶ھ / ۱۹۱۸ء

پیامِ عجز پئے تاجدار لیتا جا
یہ چند اشک بھی ابرِ بہار لیتا جا

غبارِ راہِ مدینہ ہوں میں خدا کے لئے
صبا کے دوش پہ ابرِ بہار لیتا جا

ہزار طور کے جلوے ہیں راہِ طیبہ میں
نثار کرنے کو ہوش و قرار لیتا جا

درِ کریم پہ اب تجھ کو سر جھکانا ہے
جبینِ شوق میں سجدے ہزار لیتا جا

نثار کرنے کو ہر خارِ دشتِ طیبہ پر
تو کر کے دامنِ دل تار تار لیتا جا

قسم خدا کی ارے عازمِ دیارِ نبیؐ
مرا سلام عقیدت شعار لیتا جا

لگا کے شمعِ جمالِ نبیؐ سے لو قیصر
تو اپنی زیست کو پروانہ وار لیتا جا

رضاؔ بریلوی، مولینا احمد رضا خاںؒ

المتوفی سنہ ۱۳۴۰ھ
۱۹۲۱ء

واہ کیا جُود و کرم ہے شہِ بطحا تیرا
نہیں سنتا ہی نہیں مانگنے والا تیرا

دھارے چلتے ہیں عطا کے وہ ہے قطرا تیرا
تارے کھلتے ہیں سخا کے وہ ہے ذرّا تیرا

فیض ہے یا شہِ تسنیمؐ نرالا تیرا
آپ پیاسوں کے تجسّس میں ہے دریا تیرا

اَغنیا پلتے ہیں در سے وہ ہے باڑا تیرا
اصفیا جاتے ہیں سر سے وہ ہے رستا تیرا

فرش والے تری شوکت کا عُلو کیا جانیں
خسروا، عرش پہ اُڑتا ہے پھریرا تیرا

آسماں خوان و زمیں خوان و زمانہ مہماں
صاحبِ خانہ لقب کس کا ہے تیرا، تیرا

میں تو مالک ہی کہوں گا کہ ہو مالک کے حبیب
یعنی محبوب و محب میں نہیں میرا تیرا

چور حاکم سے چھپا کرتے ہیں یاں اس کے خلاف
تیرے دامن میں چھپے چور انوکھا تیرا

آنکھیں ٹھنڈی ہوں، جگر تازہ ہوں، جانیں سیراب
سچے سورج! وہ دل آرا ہے اُجالا تیرا

دل عبث خوف سے پتّا سا اڑا جاتا ہے
پلہ ہلکا سہی بھاری ہے بھروسا تیرا

ایک میں کیا، مرے عِصیاں کی حقیقت کتنی
مجھ سے سو لاکھ کو کافی ہے اشارا تیرا

تیرے ٹکڑوں سے پلے، غیر کی ٹھوکر پہ نہ ڈال
جھڑکیاں کھائیں کہاں چھوڑ کے صدقا تیرا

خوار و بیمار و خطاوار و گنہگار ہوں میں
رافع و دافع و شافع، لقب آقا تیرا

تو جو چاہے تو ابھی میل مرے دل کے دھلیں
کہ خدا دل نہیں کرتا کبھی میلا تیرا

دور کیا جانئے بدکار پہ کیسی گزرے
تیرے ہی در پہ مرے، بیکس و تنہا تیرا

تیرے صدقے، مجھے اک بوند بہت ہے تیری
جس دن اچھوں کو ملے جام چھلکتا تیرا

تیری سرکار میں لاتا ہے رضاؔ اس کو شفیع
جو مرا غوث ہے، اور لاڈلا بیٹا تیرا

شاؔد عظیم آبادی، سیّد محمد علی

المتوفی سنہ ۱۳۴۵ھ
۱۹۲۷ء

دیباچۂ سخن ہے شہِ انبیاء کی مدح
محبوب ہے دِلوں کو حبیبِ خدا کی مدح
طغرائے لوحِ عشق ہے خیرالوریٰ کی مدح
اسلام کا نشان ہے اس پیشوا کی مدح

نعتِ رسولِ حق ہے ہماری سرشت میں
اُمّت پہ اُس کا راز کھلے گا بہشت میں

اے اوّل ربیع اس آمد پر میں نثار
اس کبریا کی دولتِ سرمد پہ میں نثار
الطاف وفیض ورحمتِ بیحد پہ میں نثار
دی نعمتِ بہشت محمدؐ پہ میں نثار

دوزخ کا اب نہ خوف نہ دھڑکے عذاب کے
توحید خود بتائے گی رستے ثواب کے

لکھتا ہوں وصفِ زلفِ شہنشاہِ کائنات
خامہ جو مشک کا ہو تو نافہ کی ہو دوات
حقّا کہ اس کے آگے شبِ قدر بھی ہے مات
شاید کہ پھیل کر یہی معراج کی تھی رات

قدرت عیاں ہر اک گرہ بے بدل سے ہے
رشتہ اسی کے سایہ کو شامِ ازل سے ہے

سروِ جناں بھی ہے اسی قامت سے منفعل
قمری جو ہے خموش تو شمشاد پا بہ گل
قامت سے ساقِ عرش بریں کیوں نہ ہو خجل
اعلا تو اس قدر ہے جو دیکھو تو معتدل

اس قد کے جاں نثار عبادت پسند ہیں
قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃ کے نعرے بلند ہیں

جاتے ہیں سُوئے عرشِ بریں خاتمِ رُسُل
لٹتے ہیں راستہ میں ستاروں کے آج گُل
حاضر ہیں انبیائے سلف آستاں پہ کُل
ہے قدسیوں میں صَلِّ عَلَی الْمُصْطَفٰی کا غُل

مہتاب رُخ سُوئے درِ دولت کئے ہوئے
استادہ کس ادب سے ہے مشعل لئے ہوئے

ہر دم فلک پکار رہا ہے زہے شرف
روحانیت نے آپ جمائی ہے آ کے صف
خود کہکشاں نے راہ بنادی ہے اک طرف
زہرہ لئے کھڑی ہے بجانے کو چنگ و دف

رکھا ہے زین روح امیں نے براق پر
جائیں گے آپ گنبدِ نیلی رواق پر

بے واسطہ غرض تھا وہاں وحی کا نزول
ایسا کہاں ہوا ہے مقرّب کوئی رسُول
اس شب فضیلتیں جو ہوئیں آپ کو حصُول
لکھوں جو مختصر بھی تو ہو انتہا کا طول

ہو آئے اتنی دیر میں طے کر کے عرش کو
گرمی بدن کی باقی تھی دیکھا جو فرش کو

مولینا گرامی جالندھری، شیخ غلام قادر

المتوفی سنہ ۱۳۴۵ھ / ۱۹۲۷ء

کوثر چکد از لبم بہ ایں تشنہ لبی
خاور دمد از شبم بہ ایں تیرہ شبی

اے دوست ادب کہ در حریم دلِ ما است
شاہنشہِ کونین رسولِ عربیؐ

ممتاز جہاں گنگوہی

المتوفی سنہ ۱۳۴۵ھ / ۱۹۲۷ء

کوئی ایسی سکھی چاتر نہ ملی موہے پی کے دوارے بٹھا دیتی

میں تو راہِ مدینہ بھی دیکھی نہیں موری بیّاں پکڑ کے بتا دیتی

مورے من میں ہے اب تو جوگنیاں بنوں اور مل کے بھبوت مدینے چلوں

سکھی ہند کی نگری میں کاہے رہوں نہیں پیت تو چین ذرا دیتی

پیا سات سمندر پار بسو مورے پگ میں نہ چلنے کا زور رہا

نہیں جاتی مدینہ بھی کوئی ہوا، موہے مُلک عرب میں اُڑا دیتی

میں تو سونی سجریا پہ تڑپت ہوں پیا دیس عرب میں براجت ہے

کبھی دیتے جو سپنے میں درس دکھا وہیں چرنوں میں سیس نوا دیتی

وا کے دوارے پہ جاتی ہیں سکھیاں سبھی موری ارج کسی نے نہ اتنی کہی

کبھی اپنی جوگنیا کو لیتے بلا وہ بھی روجے پہ جان گنوا دیتی

توری بیت کی دُکھیا تو میں ہی نہیں پڑا روتا ہے ہجر میں وہ بھی نبیؐ

مجھے در پہ بُلاتے جو شاہِ عرب مُمتاج کا دکھڑا سُنا دیتی

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّد

یَا رَبِّ صَلِّ عَلَیْہِ وَسَلِّمْ

عزیز صفی پوری، مولینا عزیز اللہ

المتوفی سنہ ۱۳۴۵ھ / ۱۹۲۷ء

اے خوشا آندم کہ گردم مست بویت یا رسولؐ
میروم از خویش و می آیم بہ سویت یا رسولؐ

درکنار قطرہ حیرانم چساں گنجد محیط
کرد چوں جا در دلِ من آرزویت یا رسولؐ

کیستی کز ذرہ تا انجم ہمہ محوِ تو اند
ہر کرا چشمے بود باشد بہ سویت یا رسولؐ

بسکہ مشتاقِ حدیثِ دل فریبت بودہ ام
بشنوم از پردۂ دل گفتگویت یا رسولؐ

ہر زماں بختم نوید سرمۂ بینش دہد
می پرد چشم بشوق خاکِ کویت یا رسولؐ

جذبۂ کُن از وفور لطف درکارِ عزیز
تا رود از خود براہِ جستجویت یا رسولؐ

احقر بہاری، حاجی بشارت حسین

المتوفی سنہ ۱۳۴۸ھ
۱۹۳۰

کیا خوف مجھ کو حشر میں نارِ سعیر کا
مدّاح ہوں حبیبِ خدائے قدیر کا

حالِ کرم سُنا ہے شہِ قلعہ گیر کا
مشکل ہے اب تو لوٹ کے جانا فقیر کا

حضرت نکال لائیں گے دوزخ سے عاصیو
پکڑے گا کون ہاتھ مرے دستگیر کا

اے بادشاہ ہم کو مدینہ بلائیے
رد کیجئے سوال نہ اپنے فقیر کا

سمجھوں اُسے میں نعمتِ دنیا و دیں سے بیش
ٹکڑا ملے جو آپ کے نانِ شعیر کا

مقتل میں بسملوں کی صدائیں ہیں دلخراش
ایک غل ہے رَبَّنَا وَ اِلَیْکَ الْمَصِیْر کا

ہیں شاد اک امید پہ سارے گناہ گار
تکیہ حضور ہی پہ ہے برنا و پیر کا

محروم جانور بھی نہیں تیرے عدل سے
مشہور ہے جہان میں قصّہ بعیر کا

کیونکر ڈریں نہ تجھ سے عدو، شاد دوست ہوں
پایا خطاب تو نے بشیر و نذیر کا

دوزخ یہ نام سُن کے ترا سرد ہوگئی
دھوکا ہمیں ہُوا کُرۂ زمہریر کا

صدیق رضؓ کے عقب میں پڑھی آپ نے نماز
رُتبہ بڑھایا آپ نے اپنے وزیر کا

اللہ رے ناریوں کا جہنّم کو اشتیاق
بڑھتا ہے دیکھ دیکھ کے شعلہ سعیر کا

آبِ دہن نے کس کے بڑھائی یہ آبرو
شیریں ہوا جو آب مدینہ کے بیر کا

ہے شانِ اہلِ بیت عیاں ھَلْ اَتٰی سے صاف
مدّاح خود خدا ہے جنابِ امیر کا

یہ منزلت خدا نے تجھے دی ہے اے صنم
کیونکر نہ لب پہ شکر ہو ربِّ قدیر کا

احقر: ابولہب کا بُرا حال کیوں نہ ہو
انجام کب بخیر ہوا ہے شریر کا

اکبرؔ میرٹھی، خواجہ محمد اکبر خاں

المتوفی سنہ ۱۳۴۸ھ / ۱۹۳۰ء

پوری یارب یہ دُعا کر　ہم درِ مولیٰ پہ جا کر
پہلے نعتیں کچھ سُنا کر　یہ پڑھیں سر کو جھکا کر

یَا نَبِیُّ سَلَامٌ عَلَیْکَ　یَا رَسُوْلُ سَلَامٌ عَلَیْکَ
یَا حَبِیْبُ سَلَامٌ عَلَیْکَ　صَلَوٰاتُ اللّٰہِ عَلَیْکَ

ہے یہ حسرت در پہ جائیں　اشک کے دریا بہائیں
داغ سینے کے دکھائیں　سامنے ہو کر سُنائیں

یَا نَبِیُّ سَلَامٌ عَلَیْکَ　یَا رَسُوْلُ سَلَامٌ عَلَیْکَ
یَا حَبِیْبُ سَلَامٌ عَلَیْکَ　صَلَوٰاتُ اللّٰہِ عَلَیْکَ

رحمتوں کے تاج والے　دو جہاں کے راج والے
عرش کے معراج والے　عاصیوں کی لاج والے

یَا نَبِیُّ سَلَامٌ عَلَیْکَ　یَا رَسُوْلُ سَلَامٌ عَلَیْکَ
یَا حَبِیْبُ سَلَامٌ عَلَیْکَ　صَلَوٰاتُ اللّٰہِ عَلَیْکَ

جان کر کافی سہارا　لے لیا ہے در تمہارا
خلق کے وارث خدارا　لو سلام اب تو ہمارا

یَا نَبِیُّ سَلَامٌ عَلَیْکَ　یَا رَسُوْلُ سَلَامٌ عَلَیْکَ
یَا حَبِیْبُ سَلَامٌ عَلَیْکَ　صَلَوٰاتُ اللّٰہِ عَلَیْکَ

بخش دو جو چیز چاہو　کیونکہ محبوبِ خدا ہو
اب تو بابِ جود وا ہو　ہاں جواب اس کا عطا ہو

یَا نَبِیُّ سَلَامٌ عَلَیْکَ　یَا رَسُوْلُ سَلَامٌ عَلَیْکَ
یَا حَبِیْبُ سَلَامٌ عَلَیْکَ　صَلَوٰاتُ اللّٰہِ عَلَیْکَ

جوہر رامپوری، مولینا محمّد علی

المتوفی سنہ ۱۳۴۹ھ
۱۹۳۱ء

تنہائی کے سب دن ہیں تنہائی کی سب راتیں
اب ہونے لگیں اُن سے خلوت میں ملاقاتیں

ہر لحظہ تشفی ہے ہر آن تسلّی ہے
ہر وقت ہے دل جوئی ہر دم ہیں مداراتیں

کوثر کے تقاضے ہیں، تسنیم کے وعدے ہیں
ہر روز یہی چرچے، ہر روز یہی باتیں

معراج کی سی حاصِل سجدوں میں ہے کیفیت
اک فاسق و فاجر میں اور ایسی کراماتیں

بے مایہ سہی لیکن شاید وہ بُلا بھیجیں
بھیجی ہیں دُرودوں کی کچھ ہم نے بھی سوغاتیں

حکیم فیروزالدین طغرائی امرتسری

المتوفی ۱۳۴۹ھ / ۱۹۳۱ء

نوا زن ہوں ازل سے گلشنِ فیضانِ سرمد کا
ترنم ریز ہوں گلبانگِ اوصافِ محمدؐ کا

ہوا جبریل کا مہبط، بنا الہام کا مورد
ضمیرِ پُر صفا، آئینہ تھا اسرارِ سرمد کا

دلیلِ کاروانِ شوق آوازِ درا تیری
ترا نقشِ قدم خضرِ طریقت راہِ مقصد کا

تری مدح و ثنا میں خود کلام اللہ ناطق ہے
بشر کو حوصلہ کیا ہو تیرے اوصافِ بے حد کا

ترے مکتب میں اے اُمّی ہزاروں فلسفی آئے
سبق لیتا رہا ہر اک تری تلقینِ ابجد کا

بشارت دی مسیحا نے کلیم اللہ نے تیری
ہوا آمد سے پہلے شور تیری آمد آمد کا

تری طلعت سے چمکی آفتابِ علم کی طلعت
دلِ پُر نور تھا فانوسِ شمعِ بزمِ سرمد کا

اثرؔ عظیم آبادی، سید امداد امام
المتوفی سنہ ۱۳۵۳ھ / ۱۹۳۴ء

سرورِ کون و مکاں شاہ سلام علیک
قاسم نار و جناں شاہ سلام علیک
شافعِ روزِ جزا ہادیٔ ہر دو سرا
چارۂ بے چارگاں شاہ سلام علیک
واقفِ اسرارِ غیب دافعِ ہر شبہ و ریب
عالمِ رازِ نہاں شاہ سلام علیک
دافعِ داغِ اَلم داروئے ہر دَرد و غم
مرہمِ خستہ دلاں شاہ سلام علیک
مقصد و مقصودِ ما شاہد و مشہودِ ما
نامِ تو وِردِ زباں شاہ سلام علیک
ذاتِ تو در ہر زماں بود چو گنجِ نہاں
از تو قدم را نشاں شاہ سلام علیک
مظہرِ ذاتِ خدا جلوہ دِہِ انبیاء
فخرِ شہِ مُرسلاں شاہ سلام علیک
خالقِ کون و مکاں کرد ثنایت بیاں
چوں نہ شوم مدح خواں شاہ سلام علیک
بخش زعشقِ خدا ایں اثرؔ مُردہ را
زندگیٔ جاوداں شاہ سلام علیک

ریاضؔ خیرآبادی، سید ریاض احمد

المتوفی سنہ ۱۳۵۴ھ / ۱۹۳۵ء

نام کے نقش سے روشن یہ نگینہ ہو جائے
کعبۂ دل مرے اللہ مدینہ ہو جائے

وہ چمک درد کی ہو دل میں کہ بجلی چمکے
دامنِ طور ذرا آج یہ سینہ ہو جائے

تو جو چاہے ارے او مجھ کو بچانے والے
موجِ طوفانِ بلا اُٹھ کے سفینہ ہو جائے

ظلمتِ کفر سے بڑھ کے ہے سیاہی دل کی
دُور کیونکر دلِ اغیار سے کینہ ہو جائے

آنکھ میں برقِ سرِ طور ہو گنبد کا کلس
شرف اندوزِ زیارت یہ کمینہ ہو جائے

دل رہے ہاتھ میں تیرے مرے پہلو کے عوض
چاہتا ہوں مری خاتم کا نگینہ ہو جائے

اس کی تقدیر جو پامال ہو تیرے در پر
اس کی تقدیر کہ جو خاکِ مدینہ ہو جائے

دفن ہوں ساتھ ترے مرے گہر ہائے سخن
خاک میں مل کے نمایاں یہ دفینہ ہو جائے

جان کی طرح تمنّا ہے یہی دل میں ریاضؔ
مروں کعبہ میں تو مُنہ سُوئے مدینہ ہو جائے

عزیز لکھنوی، میرزا محمد ہادی

المتوفی سنہ ۱۳۵۴ھ
۱۹۳۵ء

بزمِ توحید سے تبلیغ کا نامہ آیا
کوئی پہنے ہوئے قرآن کا جامہ آیا

جس نے اسلام کے پیچیدہ مطالب کھولے
سر پہ باندھے وہ فضیلت کا عمامہ آیا

چشم و مژگاں سے لکھے اس نے ہزاروں دفتر
جس کے مکتب میں دوات آئی نہ خامہ آیا

شورِ تکبیر سے صحرائے عرب کانپ اُٹھا
اس جلالت سے سُوئے اہلِ تہامہ آیا

کپکپی جسم میں دل منزلِ اجلالِ خُدا
لے کے یوں کوہِ حرا سے کوئی نامہ آیا

شبِ ہجرت کی طرح دوش پہ بکھرائے ہوئے
سنبلِ غالیہ مو مشک شمامہ آیا

آصغر گونڈوی، اصغر حسین

المتوفی سنہ ۱۳۵۵ھ
۱۹۳۶ء

دل نثارِ مصطفٰےؐ جاں پائمالِ مصطفٰےؐ
یہ اویسِؒ مصطفٰےؐ ہے وہ بلالؓ مصطفٰےؐ

دونوں عالم تھے مرے حرفِ دعا میں غرق و محو
میں خدا سے کر رہا تھا جب سوالِ مصطفٰےؐ

سب سمجھتے ہیں اسے شمعِ شبستانِ حرا
نور ہے کونین کا لیکن جمالِ مُصطفٰےؐ

عالمِ ناسوت میں اور عالمِ لاہوت میں
کوندتی ہے ہر طرف برقِ جمالِ مصطفٰےؐ

عظمتِ تنزیہہ دیکھی، شوکتِ تشبیہ بھی
ایک حالِ مُصطفٰےؐ ہے ایک قالِ مصطفٰےؐ

دیکھئے کیا حال کر ڈالے شبِ یلدائے غم
ہاں نظر آئے ذرا صبحِ جمالِ مصطفٰےؐ

ذرّہ ذرّہ عالمِ ہستی کا روشن ہو گیا،
اللہ اللہ! شوکت و شانِ جمالِ مصطفٰےؐ

اقبالؔ، علامہ ڈاکٹر محمد اقبال سیالکوٹی

المتوفی ۱۳۵۷ھ / ۱۹۳۸ء

نگاہ عاشق کی دیکھ لیتی ہے پردۂ میم کو اٹھا کر
وہ بزم یثرب میں آکے بیٹھیں ہزار مُنہ کو چھپا چھپا کر

جو تیرے کوچے کے ساکنوں کا فضائے جنت میں دل نہ بہلا
تسلیاں دے رہی ہیں حوریں خوشامدوں سے منا منا کر

شہیدِ عشقِ نبیؐ کے مرنے میں بانکپن بھی ہیں سو طرح کے
اجل بھی کہتی ہے زندہ باشی ہمارے مرنے پہ زہر کھا کے

ترے ثنا گو عروسِ رحمت سے چھیڑ کرتے ہیں روزِ محشر
کہ اس کو پیچھے لگا لیا ہے گناہ اپنے اپنے دکھا دکھا کر

بتائے دیتے ہیں اے صبا ہم یہ گلستانِ عرب کی بُو ہے
مگر نہ اب ہاتھ لا ادھر کو وہیں سے لائی ہے تو اُڑا کر

شہید عشقِ نبی ہوں میری لحد پہ شمعِ قمر جلے گی
اٹھا کے لائیں گے خود فرشتے چراغ خورشید سے جلا کر

جسے محبت کا درد کہتے ہیں مایۂ زندگی ہے مجھ کو
یہ درد وہ ہے کہ میں نے رکھا ہے اس کو دل میں چھپا چھپا کر

اڑا کے لائی ہے اے صبا تو جو بوئے زلفِ معنبریں کو
ہمیں سے اچھی نہیں یہ باتیں خدا کی رہ میں بھی کچھ دیا کر

خیالِ راہِ عدم سے اقبالؔ تیرے در پر ہوا ہے حاضر
بغل میں زادِ عمل نہیں ہے صلہ مری نعت کا عطا کر

آسی لکھنوی، عبدالباری (الدنی)

المتوفی سنہ ۱۳۵۹ھ / ۱۹۳۹ء

وہی ہیں طاہر وہی مطہر وہی ہیں شافع وہی پیمبر　　وہ سب سے افضل وہ سب سے بالا وہ سب کے رہبر وہ سب سے برتر

تحیّت ان پر درود ان پر صلوٰۃ ان پر سلام ان پر

شفیق سب کے ادیب سب کے انیس سب کے خلیل سب کے　　رفیق سب کے حبیب سب کے رئیس سب کے کفیل سب کے

تحیّت اُن پر درود ان پر صلوٰۃ ان پر سلام ان پر

مہ منوّر ہیں وہ عرب کے نہ ابر ان پر نہ کوئی ہالا　　جہاں کے حق میں سبب طرب کے بہ لطف برتر بہ خُلق اَعلا

تحیّت ان پر درود ان پر صلوٰۃ ان پر سلام ان پر

حکیم اُمت رحیم صورت کریم سیرت عظیم ہیبت　　شریف طینت قسیم جنّت دلیل ملّت رفیع رفعت

تحیّت ان پر درود ان پر صلوٰۃ ان پر سلام ان پر

شہیر عالم بہ خوش کلامی عرب کے والی عجم کے حامی　　جہاں کے مولا جہاں میں نامی بہ دِل مکرم بہ جاں گرامی

تحیت ان پر درود ان پر صلوٰۃ ان پر سلام ان پر

مِلا نہ اب یہ ملے گا درجہ ہوا ہے ایسا نہ کوئی ہوگا　　اسی سے ظاہر ہے اُن کا رتبہ کہ خود ثناگو ہے حق تعالےٰ

تحیت ان پر درود ان پر صلوٰۃ ان پر سلام ان پر

وہ ساتھ شمعِ ہُدیٰ جو لائے تو بُت ہوئے خیرہ سر جھکائے　　چراغ ملّت کے یُوں جلائے کہ ذرّے دنیا کے جگمگائے

تحیت ان پر درود ان پر صلوٰۃ ان پر سلام ان پر

کہاں تک آسی یہ ہرزہ کوشی کہاں تک آخر یہ سخت جوشی　　کہاں تک اتنی سخن فروشی یہ کہہ کے ہو مائل خموشی

تحیّت اُن پر درود ان پر صلوٰۃ ان پر سلام ان پر

احسنؔ مارہروی، علی احسن

المتوفی ۱۳۵۹ھ / ۱۹۴۰ء

ہر اک ذرہ چمک اٹھا ہے مہتابِ ضیا بن کر
فضا کو جگمگایا آپ ﷺ نے شمس الضحیٰ بن کر

مرے سرکار آئے دردِ عصیاں کی دوا بن کر
سکونِ قلبِ مضطر، غم زدوں کا آسرا بن کر

نبی ہیں اور جتنے اخترِ برجِ رسالت ہیں
مرے سرکار آئے ہیں مگر شمس الضحیٰ بن کر

خدا شاہد بڑی مشکل میں تھے اللہ کے بندے
کہ وہ تشریف لائے دفعتاً مشکل کشا بن کر

پریشانِ حوادث دیکھ کر بحرِ حوادث میں
پئے تسکین انھیں کی یاد آئی ناخدا بن کر

خلیل اللہ ہے کوئی کلیم اللہ ہے کوئی
مگر آقا مرے آئے ہیں محبوبِ خدا بن کر

تمھیں نے زندگی نو عطا فرمائی ہے آقا
کہ آئے مردہ دل کے واسطے آبِ بقا بن کر

مجھی پر منحصر کیا ہے شہنشاہِ زمانہ بھی
انھیں کے آستاں پر آرہے ہیں بے نوا بن کر

سمجھ سے ماورا ہستی کو احسنؔ کوئی کیا سمجھے
کہ دنیا میں مرے سرکار آئے جانے کیا بن کر

آغا شاعر قزلباش دہلوی، مظفر بیگ

المتوفی سنہ ۱۳۵۹ھ ۱۹۴۰ء

ارادہ جب کروں اے ہم نشیں مدحِ پیمبرؐ کا
قلم لے آؤں پہلے عرش سے جبریلؑ کے پر کا

معطر ہے دو عالم یا محمدؐ کیسی خوشبو ہے
کھُلا ہے کیا کوئی حلقہ تری زلفِ معنبر کا

تسلی رہتی تھی عاشق کو اس کے پاس رہنے سے
اسی باعث سے سایہ اُڑ گیا جسمِ پیمبرؐ کا

مُحمدؐ کہتے کہتے دم نکل جائے تعشق میں
جبھی تو کام نکلے گا قضا سے زندگی بھر کا

کہیں ایسا نہ ہو شاعر کو اپنے بھول ہی جاؤ
مرے مولا! ذرا تم دھیان رکھنا روز محشر کا

کیفؔ ٹونکی، حافظ محمّد عالمگیر خان

المتوفی سنہ ۱۳۵۹ھ
۱۹۴۰ء

درِ نبیؐ پر پڑا رہوں گا، پڑے ہی رہنے سے کام ہو گا
کبھی تو قسمت کھُلے گی میری کبھی تو میرا سلام ہو گا

مریضِ فرقت جئے گا کیونکر، جیا تو جینا حرام ہوگا
نہ چین ہوگا برنگِ بسمل تڑپ تڑپ کر تمام ہوگا

خلاف معشوق کچھ ہوا ہے نہ کوئی عاشق سے کام ہو گا
خدا بھی ہوگا اُدھر ہی اے دل جدھر وہ عالی مقام ہوگا

کئے ہی جاؤں گا عرض مطلب، ملے گا جب تک نہ دل کا مطلب
نہ شام مطلب کی ہو گی ہرگز نہ یہ فسانہ تمام ہوگا

جو دل سے ہے مائل پیمبر، یہ اس کی پہچان ہے مقرّر
کہ ہر دم اس بے نوا کے لب پر درود ہوگا سلام ہو گا

اسی توقع پہ جی رہا ہوں، یہی تمنّا جلا رہی ہے
نگاہِ لطف و کرم نہ ہو گی تو مجھ کو جینا حرام ہوگا

یہاں نہ مقصد ملا تو کیا ہے وہاں ملے گا طفیلِ حضرت
ہمارا مطلب ادھر سے ہوگا نہ صبح ہوگا نہ شام ہوگا

ہوئی جو کوثر پہ باریابی تو کیفؔ میکش کی دھج یہ ہوگی
بغل میں مینا، نظر میں ساقی خوشی سے ہاتھوں میں جام ہوگا

اکبرؔ الٰہ آبادی، سید اکبر حسین

المتوفی سنہ ۱۳۶۰ھ / ۱۹۴۱ء

وجد میں لائے گا یہ مضمون اہلِ ذوق کو

دُھوم تھی روزِ ازل، اس سیّدِ ذی جاہ کی

جب رُکے آثارِ فطرت کہہ کے حرفِ لَا اِلٰہ

نورِ احمد سے اُٹھی آواز اِلّا اللّٰہ کی

—○ ◯ ○—

دُر فشانی نے تری قطروں کو دریا کر دیا

دل کو روشن کر دیا آنکھوں کو بینا کر دیا

خود نہ تھے جو راہ پر اوروں کے رہبر بن گئے

کیا نظر تھی جس نے مُردوں کو مسیحا کر دیا

خلق، نواب بہادر یار جنگ

المتوفی سنہ ۱۳۶۳ھ / ۱۹۴۴ء

اے کہ ترے وجود پر خالقِ دو جہاں کو ناز
اے کہ ترا وجود ہے وجہِ وجودِ کائنات

اے کہ ترا سرِ نیاز حد کمال بندگی
اے کہ ترا مقام عشق قرب تمام عین ذات

خوگر بندگی جو تھے تیرے طفیل میں ہوئے
مالکِ مصر و کاشغر وارثِ دجلہ و فرات

ترے بیاں سے کھل گئیں، ترے عمل سے حل ہوئیں
منطقیوں کی الجھنیں، فلسفیوں کی مشکلات

مدحتِ شاہِ دوسرا مجھ سے بیاں ہو کس طرح
تنگ میرے تصوّرات پست میرے تخیلات

مولٰینا شفق عماد پوری، سید حسن مرتضٰی

المتوفی سنہ ۱۳۶۳ھ / ۱۹۴۴ء

فیض دم مسیح کی دہر میں کیا ہوا چلی
نرگسِ خفتہ جاگ اٹھی کھلنے لگی کلی کلی

پھولوں کے عطر سے بسی صحنِ چمن کی ہر روش
سنبل مشک بو سے ہے چین و ختن گلی گلی

غنچے کا پٹکا کھل گیا، گل کی قبا مسک گئی
دوڑیں چمن کی نکہتیں ایسی پڑی چلا چلی

غنچہ گل نکل گیا گوشۂ اعتکاف سے
بُلبلِ بے قرار کے دل کو ہے کتنی بے کلی

لالہ کا شور لَا اِلٰہ گونج رہا ہے باغ میں
رقص میں برگ برگ ہے وجد میں ہے کلی کلی

ذکرِ خفی میں گرم ہے سوسنِ سبز کی زباں
بلبلِ باغ کرتی ہے ذکر بہ نغمہ جلی

ابر کہے ہُوَ الغفور نرگس تر ہُوَ البَصِیر
پھول پڑھیں ہُوَ الجمیل سرو کہے ہُوَ العَلِی

آنکھیں بچھائیں راہ میں بُلبلِ دل فروز نے
کہنے کو خیر مقدم سرورِ دیں صبا چلی

بیدمؔ شاہ وارثیؒ

المتوفی سنہ ۱۳۶۳ھ / ۱۹۴۴ء

آئی نسیم کوئے محمد صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
کھنچنے لگا دل سوئے محمد صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

کعبہ ہمارا کوئے محمد صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
مصحفِ ایماں روئے محمد صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

لے کے مرا دل آئیں گے مر جائیں گے مٹ جائیں گے
پہنچیں ہم تا کوئے محمد صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

طوبیٰ کی جانب تکنے والو، آنکھیں کھولو ہوش سنبھالو
دیکھو قد دل جوئے محمد صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

نام اسی کا باب کرم ہے دیکھ یہی محراب حرم ہے
دیکھ خمِ ابروئے محمد صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

بھینی بھینی خوشبو مہکی بیدمؔ دل کی دُنیا لہکی
کھُل گئے جب گیسوئے محمد صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

خالد بنگالی، محمود الرّب صدّیقی

المتوفی سنہ ۱۳۶۳ھ
۱۹۴۴ء

خسروِ سرمد، تخت نہ مسند، فخرِ آب وجد، یعنی محمدؐ
نورِ ممجّد، روحِ معنبر، صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّم

گوہرِ وحدت، آیۂ رحمت، کانِ فتوّت، بحرِ نبوّت
عاشقِ اُمّت، شافعِ محشر صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّم

جانِ دوعالم، حق کے مُکرّم، اپنے رب کی شانِ مُعظّم
لُطفِ مُجسّم، خاصۂ داور، صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّم

یادِ نبیؐ ہے یُمن سے مملو، روزِ شفاعت ثقل ترازو
جسم کی خوشبو عطر سے بڑھ کر، صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّم

نور سے جن کے طور ہوں سینے بغض ہو دل میں اور نہ کینے
جاؤ مدینے گر نہیں باور، صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّم

مجدِ شمائل، وصف میں کامل، اقصیٰ جن کی پہلی منزل
سیدِ عادل، فقر کے داور، صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّم

نیّرِ بطحا، انجمِ طٰہٰ ، ماہِ دنیٰ اور مہرِ تدلّیٰ
زینتِ کعبہ ، رونقِ منبر، صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

مامنِ ایماں ، ملجاءِ عرفاں ،سایۂ یزداں ، رکنِ عزیزاں
حسن کے ارماں ،عشق کے دلجو، صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

ہیبتِ حقّہ ، نکبتِ باطل ، شوکتِ عظمیٰ ، قدرتِ کامل
حکمتِ فاضل ، حرکتِ ابرو، صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

جلوۂ عارض ،شکلِ احد میں ،صبحِ ازل میں ، نورِ صمد میں
شامِ ابد میں ظلمتِ گیسو، صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

جاہِ سکندر، حشمتِ کسریٰ ، گردِ سواری اللہ اللہ
عرش پہ تکیہ ، فرش پہ قابو، صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

نقشِ کفِ پا ، ماہِ یمن میں ، خاک قدم ہے مشکِ ختن میں
درجِ دہن میں دنداں لُؤلُؤ، صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

اہلِ صفا میں ناسوت احمد ، اہلِ فنا میں ملکوت احمد
جبروت احمد آگے ہوہو ، صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

سائلؔ دہلوی، نواب سراج الدین احمد خاں

المتوفی سنہ ۱۳۶۴ھ / ۱۹۴۵ء

کب تک رہے سینہ میں تمنائے مدینہ
کب تک دلِ بیتاب کہے ہائے مدینہ

مر جاؤں مدینے میں، مدینے میں لحد ہو
لے جاؤں لحد میں، میں تمنّائے مدینہ

آ بیٹھو مرے دل میں کہ دل عرش بریں ہے
تم چاہو تو سینہ مرا بن جائے مدینہ

یارب مرے دل میں رہے یثرب کی تمنّا
یارب مرے سر میں رہے سودائے مدینہ

اے چشمِ تصوّر تجھے اتنا ہی بہت ہے
گھر بیٹھے نظر میں مری آجائے مدینہ

سائل کی تمنّا ہے شب و روز الٰہی
ہر دم مرے دل میں رہے سودائے مدینہ

بسمل جے پوری، انوار الرحمٰن نیازی

المتوفی سنہ ۱۳۶۴ھ / ۱۹۴۵ء

اے رحمتِ دو عالمؐ دِل میں تجھے بساؤں
آنکھوں میں تجھ کو رکھوں تیرے ہی گیت گاؤں
میں جب کسی کو دیکھوں جس سے نظر ملاؤں
پہچان لوں کہ تو ہے ہر جا تجھی کو پاؤں
اے رحمتِ دو عالمؐ دِل میں تجھے بساؤں

دنیا تمام کیا ہے، تیرا نگار خانہ
تو آپ جلوہ گر ہے، دنیا کا ہے بہانہ
بلبل کی خوش نوائی، مطرب کا ہر ترانہ
پردے سے آرہی ہے ایک صوتِ سرمدانہ
اے رحمتِ دو عالمؐ دِل میں تجھے بساؤں

خلوت برنگ محفل، محفل برنگ خلوت
کچھ اعتبار عادت، کچھ اعتبارِ فطرت
آنکھیں اسیرِ جلوہ، جلوہ اسیرِ صورت
ہیں صورت اور جلوہ دونوں اسیرِ اُلفت
اے رحمتِ دو عالمؐ دل میں تجھے بساؤں

کون و مکاں بھی تیرے، تیرا ہی لامکاں بھی
رنگیں تجلّیاں بھی، نمکین شوخیاں بھی
آباد تیرے دم سے صحرا بھی بوستاں بھی
بسمل کا دیدۂ و دل اور جانِ ناتواں بھی
اے رحمتِ دو عالمؐ دل میں تجھے بساؤں

سہیلؔ اعظم گڈھی، اقبال احمد خاں

المتوفی سنہ ۱۳۶۵ھ
۱۹۴۶ء

احمد مرسل، فخر دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم — مظہر اوّل، مرسل خاتم صلی اللہ علیہ وسلم

جسم مزکّٰی، روح مصوّر، قلب مجلّٰی، نور مقطّر — حسن سراپا، خیر مجسّم صلی اللہ علیہ وسلم

طینت جس کی سب سے مطہّر بعثت جس کی سب سے مؤخّر — خلقت جس کی سب پہ مقدم صلی اللہ علیہ وسلم

فرد و جماعت امر و اطاعت کسب و قناعت عفو و شجاعت — حل کئے جو اسرار تھے مبہم صلی اللہ علیہ وسلم

ربط و تصادم، طوع و تحکم، فقر و تنعم، عدل و ترحم — سب کے حدود بتائے باہم صلی اللہ علیہ وسلم

دلق میں جس نے سلطانی کی جنگ میں جس نے جہاں بانی کی — زہد و سیاست کر دیئے توأم صلی اللہ علیہ وسلم

وہ مصداق دنیٰ فتدلّٰی جس کی منزل عرش معلّٰی — نکتہ ما اوحی، کا محرم صلی اللہ علیہ وسلم

جتنے فضائل جتنے محاسن ممکن ہیں ہو سکتے ہیں ممکن — حق نے کئے سب ان میں فراہم صلی اللہ علیہ وسلم

علم لدنّی شان رحیمی خلق خلیلی شان کریمی — زہد مسیحا، عفت مریم صلی اللہ علیہ وسلم

بندہ اور خدا سے واصل خاکی اور انوار کا حامل — امی اور اسرار کا محرم صلی اللہ علیہ وسلم

جس کی ہراول فوج سلیماں جس کے منادی موسیٰ عمراں — جس کے مبشر عیسیٰ مریمؑ صلی اللہ علیہ وسلم

بزم فارس قدس کے رہباں کشور بابل وادیٔ کنعاں — سب کی زباں پر مژدۂ مقدم صلی اللہ علیہ وسلم

کفر کی ظلمت جس نے مٹائی دین کی دولت جس نے لٹائی
لہرایا توحید کا پرچم صلی اللہ علیہ وسلم

باغِ جہاں کا حارس نامی جس نے مٹائی رسمِ غلامی
پھر سے سنوارا گلشن آدم صلی اللہ علیہ وسلم

بزم ملل تھی نظم سے خالی بکھرے ہوئے تھے حق کے لآلی
اس نے کیے سب آ کے منظّم صلی اللہ علیہ وسلم

بچھڑے ہوؤں کو گلے سے ملایا نسل و وطن کا فرق مٹایا
رہ نہ گیا کچھ تفرقہ باہم صلی اللہ علیہ وسلم

وہم کی ہر زنجیر کو توڑا، رشتہ ایک خدا سے جوڑا
شرک کی محفل کر دی برہم صلی اللہ علیہ وسلم

حفظِ مراتب، پاسِ اخوت، سعی و توکل، رفق و فتوّت
تِلْكَ حُدُودُ اللّٰه میں منضم صلی اللہ علیہ وسلم

الفتِ قربیٰ، قطع علائق، حبِّ وطن اور حبِّ خلائق
کر دیئے سب توحید میں مدغم صلی اللہ علیہ وسلم

جس پہ تصدق وحیِ الٰہی کنکریاں دیں جس کی گواہی
جس کا تفوق سب پہ مسلّم صلی اللہ علیہ وسلم

ارض و سما میں آیۂ رحمت روزِ جزا میں سایۂ رحمت
جس کی دعوت اسلم تسلم صلی اللہ علیہ وسلم

آئینۂ الطافِ الٰہی، رحمت جس کی تا متناہی
جس کی ہدایت ارحم ترحم صلی اللہ علیہ وسلم

راہ میں کانٹے جس نے بچھائے، گالی دی پتھر برسائے
اس پر چھڑکی پیار کی شبنم صلی اللہ علیہ وسلم

سم کے عوض دارُوئے شفا دی، طعن سنے اور نیک دعا دی
زخم سہے اور بخشا مرہم صلی اللہ علیہ وسلم

اُسوۂ اجمل، دینِ ممثّل، نطقِ مدلل، وحیِ منزّل
شرحِ معدّل سلمِ مسلّم صلی اللہ علیہ وسلم

قبلہ نمائے سجدہ گزاراں، شعلۂ سینا، جلوۂ فاراں
صبحِ بہاراں جس کا مقدم صلی اللہ علیہ وسلم

سیّدِ بطحیٰ، مخبرِ صادق، عُروۂ وثقیٰ، مصحفِ ناطق
برزخِ کبریٰ آیۂ محکم صلی اللہ علیہ وسلم

جلیلؔ مانکپوری، جلیل حسن

المتوفی سنہ ۱۳۶۵ھ / ۱۹۴۶ء

الٰہی عشق دے اس کا مدینہ کا جو سلطاں ہے
محمدؐ نام ہے تاجِ رُسل ہے شاہِ خوباں ہے

محمدؐ قبلۂ ہر دو جہاں ہے کعبۂ جاں ہے
انیسِ بیکساں ہے چارہ سازِ دردمنداں ہے

زہے تقدیر امت کی کہ وہ پیارا نبی پایا
یتیموں کا جو وارث ہے جو ملجائے غریباں ہے

حوادث لاکھ ہوں کیا خوف مشتاقانِ شیدا کو
نبی کا جو فدائی ہے خدا اس کا نگہباں ہے

خیالِ مصطفےٰؐ کو لے کے جاتا ہوں میں محشر میں
نہ طاعت ہے نہ تقویٰ ہے یہی بخشش کا ساماں ہے

عجب تاثیر ہے صلِّ علیٰ نامِ محمدؐ کی
غذائے روحِ انساں ہے دوائے دردِ درماں ہے

سواری دیکھ کر شہ کی یہ کہتے تھے فرشتے بھی
یہی فخرِ دو عالم ہے یہی محبوبِ یزداں ہے

مرا منہ کیا ہے جو میں دعویٰ کروں اس کی محبت کا
خدا جس کا ثنا خواں ہے خدائی جس پہ قرباں ہے

وہ خاصانِ خدا رتبہ ملا جن کو رسالت کا
سب اخوانِ محمدؐ ہیں، محمدؐ فخرِ اخواں ہے

زیارت کی تمنا ہے جو تم چاہو تو پوری ہو
مجھے مشکل سے مشکل ہے تمھیں آساں سے آساں ہے

بھٹک سکتا نہیں کوئی تمھاری پیروی کر کے
کہ جو نقشِ قدم ہے وہ چراغِ راہِ ایماں ہے

بحقِ احمد و آلِ محمدؐ بخش دے مجھ کو
جلیلِ خستہ یا رب مغفرت کا تجھ سے خواہاں ہے

اختر شیرانی، محمد داؤد خاں ٹونکی

المتوفی سنہ ۱۳۶۷ھ / ۱۹۴۸ء

کس نے پھر چھیڑ دیا قصۂ لیلائے حجاز
دل کے پردوں میں مچلتی ہے تمنائے حجاز

بھر کے دامن میں غریبوں کی دُعائیں لے جا
اے نسیم سحر، اے بادیہ پیمائے حجاز

بزم ہستی میں ہے ہنگامۂ محشر برپا
اب تو ہو خواب سے بیدار مسیحائے حجاز

مئے افرنگ میں باقی نہ رہا کوئی سرور
ہم نے جس دن سے چکھی ہے مئے مینائے حجاز

دلِ دیوانہ دعا مانگ وہ دن پھر آئے
وہی ہم ہوں وہی سجدے وہی صحرائے حجاز

کون سے خواب میں ہے محو نوائے روحِ بلالؓ
گونج اٹھے پھر تری تکبیر سے دنیائے حجاز

خاکِ یثرب کے ہر اک ذرہ سے آتی ہے صدا
اخترِ خاک نشیں ناصیہ فرسائے حجاز

حسرتؔ موہانی، سید فضل الحسن

المتوفی سنہ ۱۳۷۰ھ
۱۹۵۱ء

پھر آنے لگیں شہرِ محبّت کی ہوائیں
پھر پیشِ نظر ہو گئیں جنّت کی فضائیں

اے قافلے والو! کہیں وہ گنبدِ خضرا
پھر آئے نظر ہم کو کہ تم کو بھی دکھائیں

ہاتھ آئے اگر خاک ترے نقشِ قدم کی
سر پر کبھی رکھیں، کبھی آنکھوں سے لگائیں

نظارہ فروزی کی عجب شان ہے پیدا
یہ شکل و شمائل، یہ عبائیں، یہ قبائیں

کرتے ہیں عزیزانِ مدینہ کی جو خدمت
حسرتؔ انھیں دیتے ہیں وہ سب دل سے دُعائیں

آرزو لکھنوی، سیّد انور حسین

المتوفی سنہ ۱۳۷۰ھ
۱۹۵۱ء

ازل سے نقشِ دل ہے ناز جانانہ محمّدؐ کا
کیا ہے لوح نے محفوظ افسانہ محمّدؐ کا

بنا ہے مہبطِ جبریل کاشانہ محمّدؐ کا
اب افسانہ خُدا کا ہے ہر افسانہ محمّدؐ کا

ڈرے کیا آتشِ دوزخ سے دیوانہ محمّدؐ کا
کہ اُٹھتے شُعلے گُل کرتا ہے پروانہ محمّدؐ کا

ظہور حال و مستقبل سے ماضی کو مِلا دوں گا،
مجھے پھر آج دہرانا ہے افسانہ محمّدؐ کا

رسائی کب ہے اس تک ہوشِ انساں عقلِ قدسی کی
جو اپنی رو میں بک جاتا ہے دیوانہ محمّدؐ کا

دوئی اِک داغِ تہمت، غیرتِ الزام بے معنی
وہ اپنا ہے جسے اپنائے یارانہ محمّدؐ کا

شفاعت کی دعایں وہ ہوا دیتے ہیں پر اس کے
جہنّم کو بجھا سکتا ہے پروانہ محمّدؐ کا

یہاں سے تا بہ جنت روک ہے کوئی نہ پرسش ہے
جہاں چاہے چلا جا بن کے دیوانہ محمّدؐ کا

شعاع اس پار شیشے کے، نظر اس پار شیشے کے
جھلک دیکھی کہ پہنچا اُڑ کے پروانہ محمّدؐ کا

دُرود اول سخن ہو آرزو پھر شعر نعتیہ
زباں دھو ڈال اگر کہنا ہے افسانہ محمّدؐ کا

سیمابؔ اکبرآبادی، عاشق حسین صدیقی

المتوفی سنۃ ۱۳۷۰ھ
۱۹۵۱ء

اے بہارِ باغِ طیبہ، گنبدِ سبزِ رسول
قبۂ فردوس یا گلدستۂ طوبیٰ ہے تو
جلوۂ فطرت سے ہے لبریز تیرا عرض و طول
کیا مدوّر مصرعِ برجستۂ طوبیٰ ہے تو

طورِ سینا کی طرح اے سبزۂ کانِ حجاز
جلوہ گاہِ احمدِؐ محمود بن جاتا ہے تو
دیکھتا ہے دور سے جب تجھ کو مہمانِ حجاز
انتہائے جادۂ مقصود بن جاتا ہے تو

آہ! اے رنگین تاجِ فرقِ بستانِ رسولؐ
پردۂ رنگِ بہارِ زیرِ داماں تجھ سے ہے
ایک تو ہے حاملِ اسرارِ پنہانِ رسولؐ
چھپ نہ سکتا جو کبھی وہ چاند پنہاں تجھ سے ہے

گنبدِ خضراء تجھے مینارِ کعبہ کی قسم
صاحبِ گنبد کو دنیا کی خبر للہ دے
کیا تعجّب ہے کہ آئے جوش پر ابرِ کرم
جلوۂ بیباکِ تکلیفِ تجلّی گاہ دے

تو بھی دیکھے، ہم بھی دیکھیں، دیدۂ آفاق بھی
تیرے قامت پر ہو عالم شاخِ نخلِ طور کا
مضطرب بھی ہے جہاں بے صبر بھی مشتاق بھی
کھول دے کب تک چھپائے گا خزانہ نور کا

سیفؔ ٹونکی، مولوی محمد شریف

المتوفی سنہ ۱۳۷۰ھ
۱۹۵۱ء

اُٹھو اُٹھو کہ شہِ نامدار آتے ہیں
کہ خاص مقصدِ پروردگار آتے ہیں

ہوا ہے عرش بھی مائل زمین کی جانب
فرشتے عرش سے یوں بار بار آتے ہیں

یہ ساری اُمتِ عاصی کی خوش نصیبی ہے
کہ آج اس کے بڑے غمگسار آتے ہیں

بڑھائیں نورِ نظر دیکھیں حُسن کا جلوہ
کہ جن کا آنکھوں کو تھا انتظار آتے ہیں

خراج دیں گے جنہیں پادشاہ دنیا کے
جہاں ہیں وہ شہِ عالی وقار آتے ہیں

ہوا ہے خلق پہ احسان شانِ ستّاری
چھپانے عیبوں کو اب پردہ دار آتے ہیں

گناہگاروں پہ یوں سیفؔ عام رحمت ہے
کہ خاص شافعِ روزِ شمار آتے ہیں

صفیؔ لکھنوی، سید علی نقی
المتوفی سنہ ۱۳۷۰ھ
۱۹۵۱ء

گہ سوئے علیؑ، گاہ نظر سوئے محمدؐ
ہے روئے علیؑ، آئینۂ روئے محمدؐ

کرتی ہے فلک پر مہ کامل کو دوپارا
اعجاز نما نرگس جادوئے محمدؐ

ہے منزلِ قوسین اک ادنیٰ سا نمونہ
دیکھو شرفِ گوشۂ ابروئے محمدؐ

سایہ سے کیا جب قد دلجو نے کنارا
بل کھا کے بنا حلقۂ گیسوئے محمدؐ

ہو مہرِ درخشاں کی نگاہوں کو چکا چوند
دیکھے جو اگر آئینۂ زانوئے محمدؐ

ہم پلّہ کونین گرانقدری سبطین
جھکتا نہیں شاہین ترازوئے محمدؐ

مرحب کو پچھاڑا، درِ خیبر کو اکھاڑا
اے صلِّ علیٰ قوتِ بازوئے محمدؐ

آشوبِ قیامت سے صفیؔ ہم کو خطر کیا
ہے پیشِ نظر قامتِ دلجوئے محمدؐ

شافی الہ آبادی، سید محمد شفاء الصمد
المتوفی سنہ ۱۳۷۱ھ / ۱۹۵۲ء

از ربیعِ اوّلیں سرسبز شد دشت و چمن
عندلیبِ خوش نوا برشاخِ گل شد نغمہ زن

مظہرِ آثارِ رحمت گشت در گلزارِ دہر
نرگسِ شہلا و وَرد و یاسمین و نسترن

نافۂ آہوئے یثرب عطر بیزی می کند
در جہاں بشکست قدر و قیمت مشکِ ختن

چوں نہ باشد عطر بیزی در ہمہ دشت و چمن
شد بہ ہر شے اندریں مہ فضل حق پرتو فگن

شیخ در صحنِ حرم در یادِ خالق نعرہ زن
بر درِ دیر ست با وجد و مسرت برہمن

اندر ایں ماہِ مبارک جلوہ گر آں بدر شد
کز فروغِ روئے او پُر نور شد ہر انجمن

بَر وَے و بر آل و اصحابش سلام بے عدد
از فقیرِ قادری باد اے خدائے ذوالمنن

کامل الایماں نباید گفت آں را زینہار
گر نباشد در دلِ او حُبِّ ایشان موجزن

مولینا سید سلیمان ندوی

المتوفی سنہ ۱۳۷۳ھ ۱۹۵۳ء

عشقِ نبویؐ دردِ معاصی کی دوا ہے
ظلمت کدۂ دہر میں وہ شمعِ ہُدٰی ہے

پڑھتا ہے درُود آپ ہی تجھ پر ترا خالق
تصویر پہ خود اپنی مُصوّر بھی فدا ہے

نورِ نبویؐ مقتبس از نورِ خدا ہے
بندہ کو شرف نسبت مولا سے مِلا ہے

احمدؐ سے پتہ ذاتِ اَحَد کا جو مِلا ہے
مَصنُوع سے صانع کا پتہ سب کو چلا ہے

بندہ کی محبت سے ہے آقا کی محبت
جو پیروِ احمدؐ ہے وہ محبوبِ خُدا ہے

آمد تری اے ابرِ کرم رونقِ عالَم
تیرے ہی لئے گلشنِ ہستی یہ بنا ہے

فردوس وجہنّم تیری تخلیق سے قایم
یہ فرق بد و نیک ترے دم سے ہوا ہے

فرمانِ دو عالم تری توقیع سے نافذ
تیری ہی شفاعت پہ رحیمی کی بنا ہے

لے جائے گا منزل سے بہت دُور بشر کو
جو جادہ سفر کا ترے جادہ کے سِوا ہے

وحشتؔ کلکتوی، سیّد رضا علی

المتوفی سنۃ ۱۳۷۵ھ / ۱۹۵۵ء

نو جو اے ماہِ عرب عالم کی زینت ہوگیا
نور تیرا کس کے جلوے کی بشارت ہوگیا

نور تیرا دافعِ آثارِ ظلمت ہوگیا
ایک عالم کے لئے شمعِ ہدایت ہوگیا

غم ترا آیا ہے دل میں عیش کا ساماں لئے
دُور کلفت ہوگئی اَندوہ رخصت ہوگیا

بچھ گئی ہے چادرِ خارِ مغیلاں دشت میں
تیرے وحشی کے لئے سامانِ رحمت ہوگیا

سادہ دل عاشق کہ تھا مشتاق تیری دید کا
دیکھ کر آئینۂ دل محوِ حیرت ہوگیا

کیوں نہ منظورِ نظر ہو تیرے کوچہ کا غبار
عین یہ تو سُرمۂ چشمِ بصیرت ہوگیا

روحِ انور کا تصوّر وجہِ خاموشی ہوا
اک پری کا جلوہ تھا دیوانہ وحشتؔ ہوگیا

علامہ مناظر احسن گیلانی

المتوفی سنہ ۱۳۷۵ھ / ۱۹۵۶ء

پیارے محمد جگ ساجن — تم پر واروں تن من دھن

تم ری صورتیا من موہن — کبھو کرائیو تو درشن

جیا کنھڑے رِدلوا ترسے

کڑکا کڑکے بدرا برسے

صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْکَ نَبِیَّا

تم ری دوریا کیسے چھوڑوں — تم سے توڑوں کس سے جوڑوں

تم ری گلی کی دُھول بٹوروں — تم رے نگر میں دم بھی توڑوں

جی کا اب ارمان یہی ہے

آٹھوں پہر اب دھیان یہی ہے

صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْکَ نَبِیَّا

مولانا ظفر علی خاں

المتوفی سنہ ۱۳۷٦ھ
۱۹۵٦ء

وہ شمع اُجالا جس نے کیا چالیس برس تک غاروں میں
اک روز چمکنے والی تھی سب دنیا کے درباروں میں

گر ارض و سما کی محفل میں "لولاک لما" کا شور نہ ہو
یہ رنگ نہ ہو گلزاروں میں یہ نور نہ ہو سیّاروں میں

جو فلسفیوں سے کھل نہ سکا، جو نکتہ وروں سے حل نہ ہوا
وہ راز اک کملی والے نے بتلا دیا چند اشاروں میں

بوبکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ و علیؓ ہیں کرنیں ایک ہی مشعل کی
ہم مرتبہ ہیں یارانِ نبی کچھ فرق نہیں ان چاروں میں

وہ جنس نہیں ایمان جسے لے آئیں دکانِ فلسفہ سے
ڈھونڈے سے ملے گی عاقل کو یہ قرآں کے سیپاروں میں

کوثر سندیلوی، مولوی منظور احمد

المتوفی سنہ ۱۳۷۷ھ / ۱۹۵۷ء

مجھ کو خاکِ درِ محبوبِ خدا ہونا ہے
خاک ہونا ہے مگر خاکِ شفا ہونا ہے

مجھ کو اکسیر سے رتبہ میں سوا ہونا ہے
یعنی خاک درِ محبوبِ خدا ہونا ہے

نالے کرتے ہوئے اٹھیں گے تمھارے عاشق
حشر میں اور بھی اِک حشر بپا ہونا ہے

اک کریم ایک رحیم ایک محب اک محبوب
حشر ہونا ہے، مگر حشر میں کیا ہونا ہے

مدد اے رحمتِ عالم! مدد اے شافعِ حشر
میں گنہگار ہوں اور روزِ جزا ہونا ہے

تو وہ بندہ ہے، تری شان جو دیکھے وہ کہے
بندہ ہونا ہی حقیقت میں خدا ہونا ہے

بندۂ ساقیٔ کوثر ہوں، بقول استاد
مے کے دو گھونٹ سے واعظ مجھے کیا ہونا ہے

سجدۂ پائے بتاں خوب نہیں اے کوثر
جبہ سائے درِ محبوبِ خدا ہونا ہے

اخترؔ حیدرآبادی، سید علی اختر

المتوفی سنہ ۱۳۷۷ھ / ۱۹۵۸ء

تھا یہ ترے کمال کا ایک نشانِ برتری
ورنہ عرب کے گلہ باں اور دماغِ قیصری

نغمۂ حق ادھر ہوا تیرے رباب سے بلند
رُک گئے دفعتاً اُدھر سازِ نوائے کافری

تو نے بتا دیا کہ تھی "عجز" میں عظمتِ عُروج
تو نے دکھا دیا کہ ہے "فقر" میں شانِ قیصری

تیرے ثباتِ عزم سے، ضبطِ شہیدِ کربلا
تیرے شکوہِ رزم پر، سطوتِ زورِ حیدری

کیسے کہوں شہِ رُسل، میں بھی ترا غُلام ہوں
قبلۂ بندگی مرا، تیرا حریمِ سروری

نفس ذلیل و خود پرست، عقل ضعیف و ہرزہ کار
سلسلۂ عمل نہیں، لوثِ گناہ سے بری

قابلِ عفو گو نہیں، میری سیاہ کاریاں
بندہ نواز ہے تری شانِ عطائے سروری

ٹوٹ رہے ہیں دم بدم، جانِ حزیں پہ سنگِ غم
پیس رہی ہے پے بہ پے گردشِ چرخِ چنبری

تیرا مطیع اور یوں صیدِ زبونِ روزگار
تیرا غلام اور یہ بارشِ تیرہ اختری

خاکِ رہِ نیاز ہوں، رتبۂ امتیاز دے
حوصلۂ بلندی و ہستیٔ سرفراز دے

نشتر، سردار عبدالرب

المتوفی سنۃ ۱۳۷۷ھ / ۱۹۵۸ء

شب و روز مشغول صلِّ علیٰ ہوں
میں وہ چاکر خاتمِ انبیاء ہوں

نگاہِ کرم سے نہ محروم رکھیو
تمھارا ہوں میں گر بھلا یا بُرا ہوں

مجھے بھی ہوں معراج، معراج والے
میں دیوانہ لیلائے معراج کا ہوں

مرے لحن پر رشک داؤد کو ہے
مدینے کی گلیوں کا نغمہ سرا ہوں

نہ کیوں فخر ہو عشق پر اپنے مجھ کو
رقیبِ خدا، عاشقِ مصطفےٰ ہوں

میں ہوں ہر دو عالم سے آزاد نشتر
گرفتار زلفِ رسولِ خدا ہوں

ابو الکلام آزاد، محی الدّین احمد

المتوفی سنۃ ۱۳۷۸ھ / ۱۹۵۸ء

موزوں کلام میں جو ثنائے نبیؐ ہوئی
تو ابتدا سے طبع رواں منتہی ہوئی

ہر بیت میں جو وصفِ پیمبرؐ رقم کئے
کاشانۂ سخن میں بڑی روشنی ہوئی

ظلمت رہی نہ پرتوِ حُسنِ رسولؐ سے
بیکار اے فلک شبِ مہتاب بھی ہوئی

ساقیٔ سلسبیل کے اوصاف جب پڑھے
محفل تمام مستِ مے بے خودی ہوئی

دل کھول کر رسولؐ سے میں نے کئے سوال
ہرگز طلب میں عار نہ پیشِ سخی ہوئی

تاریک شب میں آپؐ نے رکھا جہاں قدم
مہتابِ نقش پا سے وہاں روشنی ہوئی

ہے شاہِ دیں سے کوثر و تسنیم کا کلام
یہ آبرو تمام ہے حضرتؐ کی دی ہوئی

سالک ہے جو کہ جادۂ عشق رسولؐ کا
جنت کی راہ اس کے لئے ہے کھلی ہوئی

آزاد اور فکر جگہ پائے گی کہاں
الفت ہے دل میں شاہ زمن کی بھری ہوئی

سالکؔ، عبدالمجید

المتوفی سنہ ۱۳۷۹ھ / ۱۹۵۹ء

اے شاہِ انبیاءؐ و شہنشاہِ کائناتؐ
زینت طرازِ عرش ہیں تیری تجلیات

تیرا سخن ہے وحیٔ خداوندِ دو جہاں
روشن ترے فروغِ تجلّی سے شش جہات

اے تیری ذات عقل کا پیرایۂ دوام
تیرا عمل ہے معنیٔ آیاتِ بیّنات

توحیدِ حق کا دہر میں آوازہ ہے بلند
اے تیرا نام عشق کا سرمایۂ حیات

اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ ہے ترے قرب کی دلیل
یہ سب ہیں تیری ذات کے قدسی تصرفات

پہنچا نہ کوئی ترے مقامِ بلند تک
موسیٰ زہوش رفت بیک جلوۂ صفات

"تو عینِ ذات می نگری در تبسّمے"

دلؔ شاہجہان پوری، حکیم ضمیر حسن خاں

المتوفی سنہ ۱۳۷۹ھ / ۱۹۵۹ء

صد شکر مستحق ہوں ریاضِ نعیم کا
وردِ زباں ہے نام رسولِ کریمؐ کا

راحت اثر ہیں خار بھی یثرب کی راہ میں
ہر آبلہ ہے پھول ریاضِ نعیم کا

روزِ جزا کہوں گا حضور رسولِ پاکؐ
میں بھی اُمیدوار ہوں لطفِ عمیم کا

افضل ہو کیوں نہ شانِ ترحّم جلال سے
انداز یہ حضورؐ کا تھا وہ کلیم کا

ہو کاش وقتِ نزع مرا خاتمہ بخیر
پیشِ نظر ہے مرحلہ اُمید وبیم کا

خاکِ مزارِ دلؔ ہو مشرف پسِ فنا
یثرب کو لے اُڑے کوئی جھونکا نسیم کا

خاکی چشتی صابری امروہوی ، سیّد محمد خلیل

المتوفی سنہ ۱۳۷۹ھ ۱۹۵۹ء

نورِ مجسّم نیّرِ اعظم صلی اللہ علیہ وسلم

رہبرِ اعظم سیّدِ عالم صلّی اللہ علیہ وسلم

جلوۂ قدرت، آیۂ رحمت، شافعِ اُمّت، سایۂ وحدت

شمعِ ہدایت، حاکمِ محکم صلّی اللہ علیہ وسلم

بگڑے کام بنانے والے، ڈوبتی ناؤ ترانے والے

زخمِ جگر کے شافیٔ مرہم صلی اللہ علیہ وسلم

تشنہ لبوں کو ساغرِ کوثر، بخشیں گے وہ یومِ محشر

میٹنے والے امّت کے غم صلی اللہ علیہ وسلم

عام ہے رحمت خلق خدا پر، ہر دم آپ کی مالک کوثر

رحمت کے دریائے اعظم صلی اللہ علیہ وسلم

چشمِ مبارک سے وہ دیکھا جو نہ کسی کے فہم میں آیا

یعنی جلوۂ ربِّ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

گُل میں ان کا رنگ و بو ہے چرچا ان کا چاروں سُو ہے

جگمگ ان کے نور سے عالم صلّی اللہ علیہ وسلم

قبر میں جلوہ دکھانے والے سوتے ہوؤں کو جگانے والے

کھانے والے اوروں کا غم صلی اللہ علیہ وسلم

ہنستے ہوؤں کو رلانے والے روتے ہوؤں کو ہنسانے والے

رکھ کر آنکھیں اپنی پُرنم صلی اللہ علیہ وسلم

مشک و گلاب پسینہ ان کا خطّہ خلد مدینہ ان کا

روضہ ان کا عرش سے اعظم صلی اللہ علیہ وسلم

بارش رحمت کام ہے ان کا ساغرِ وحدت جام ہے ان کا

ساقیٔ کوثر اسمِ اعظم صلی اللہ علیہ وسلم

وعدۂ جنّت اس کے لئے ہے ان کی شفاعت اس کے لئے ہے

وردِ زباں ہو جس کے پیہم صلی اللہ علیہ وسلم

آل عبا کو شامل کر کر، ورد کیا کر خاکی اکثر

عَلٰی نَبِیِّ اللّٰہِ الْاَکْرَمِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ

نعیمؔ مرادآبادی، مولٰینا سیّد نعیم الدین قادریؒ
المتوفی سنہ ۱۳۶۷ھ / ۱۹۴۸ء

غریبوں کی حاجت روا کرنے والے — فقیروں کو دولت عطا کرنے والے

عفو کرنے والے عطا کرنے والے — کرم چاہتے ہیں خطا کرنے والے

اشاروں سے مُردے جلا دینے والے — تبسّم سے دل کی دوا کرنے والے

سناتے ہیں تفسیرِ تنزیلِ محکم — جنابِ نبیؐ کی ثنا کرنے والے

نہیں جانتے رنج و غم چیز کیا ہے — تری یاد صبح و مسا کرنے والے

ہدایت سے اُن کی ہوئے داد گستر — ستم کرنے والے جفا کرنے والے

اسیرانِ عصیاں کی شانِ کرم سے — شفاعاتِ روزِ جزا کرنے والے

وہ صدیقِ اکبرؓ وفا کرنے والے — نبیؐ پر دل و جاں فدا کرنے والے

نعیمؔ سیاہ کار پر بھی کرم ہو
دو عالم کو دولت عطا کرنے والے

جگؔر مرادآبادی، علی سکندر

المتوفی ۱۳۷۹ھ / ۱۹۶۰ء

اک رند ہے اور مدحتِ سلطانِؐ مدینہ
ہاں کوئی نظر رحمت سلطانِؐ مدینہ

تو صُبحِ ازل آئینۂ حُسنِ ازل بھی
اے صَلِّ علیٰ صورتِ سلطانِ مدینہ

اے خاکِ مدینہ تری گلیوں کے تصدّق
تو خُلد ہے تو جنتِ سلطانِ مدینہ

ظاہر ہیں غریب الغربا پھر بھی یہ عالم
شاہوں سے سوا سطوتِ سلطانِ مدینہ

اس طرح کہ ہر سانس ہو مصروفِ عبادت
دیکھوں میں درِ دولت سلطانِ مدینہ

کونین کا غم، یادِ خدا، وردِ شفاعت
دولت ہے یہی دولت سلطانِ مدینہ

اس امّتِ عاصی سے نہ منہ پھیر خدایا
نازک ہے بہت غیرتِ سلطانِ مدینہ

اے جاں بلب آمدہ، ہشیار، خبردار
وہ سامنے ہیں حضرت سلطانِ مدینہ

کچھ اور نہیں کام جگؔر مجھ کو کسی سے
کافی ہے بس اک نسبتِ سلطانِ مدینہ

نوحؔ ناروی، محمد نوح

المتوفی سنہ ۱۳۸۰ھ
۱۹۶۰ء

سامنے جس کی نگاہوں کے مدینا آیا
لطف کے ساتھ اسے مرنا اسے جینا آیا

تابش حسن محمدؐ تھی یہ معراج کی رات
ہر چمکتے ہوئے تارے کو پسینا آیا

زندگی وادئ یثرب میں بسر کرنا تھی
حضرت خضرؑ کو جی بھر کے نہ جینا آیا

اپنی گردش سے اسی وجہ سے نازاں ہے فلک
کہ طوافِ درِ اقدس کا قرینا آیا

بیٹھے اس شان و حشم سے وہ سرِ زینِ براق
سمجھے جبریلؑ کہ خاتم میں نگینہ آیا

حوضِ کوثر کے قرینِ مالکِ کوثر کی قسم
وہ ہے کافر جو کہے مجھ کو نہ پینا آیا

ناخدا جب ہو محمدؐ سا تو ہم کیوں یہ کہیں
نوحؔ طوفانِ حوادث میں سفینہ آیا

امجد حیدر آبادی، احمد حسین

المتوفی سنہ ۱۳۸۰ھ
۱۹۶۱ء

فرقت میں جاں برباد ہے آیا ہے اب آنکھوں میں دم
جاکر سنائے کون انھیں افسانۂ بیمارِ غم
پیغام بر ملتا نہیں بے چارہ و بے کس ہیں ہم
اِنْ نِلْتِ یَا رِیْحَ الصَّبَا یَوْمًا اِلٰی اَرْضِ الْحَرَمْ
بَلِّغْ سَلَامِیْ رَوْضَۃً فِیْہِ النَّبِیُّ الْمُحْتَرَمْ

کیا شکل کھینچی واہ وا، قرباں ترے دستِ قضا
پڑھتے ہیں جس کو دیکھ کر حور و ملک صَلِّ عَلٰی
کیا رنگ ہے کیا روپ ہے کیا حسن ہے نامِ خدا
مَنْ وَجْہُہٗ شَمْسُ الضُّحٰی مَنْ خَدُّہٗ بَدْرُ الدُّجٰی
مَنْ ذَاتُہٗ نُوْرُ الْھُدٰی مَنْ کَفُّہٗ بَحْرُ الْھِمَمْ

کیا پوچھتے ہو ہمدمو! مجھ سے محبت کا مزا
دل چاک ہے ٹکڑے جگر، تن زخمیٔ تیغِ جفا
سننا دہانِ زخم سے رہ رہ کے آتی ہے صدا
اَکْبَادُنَا مَجْرُوْحَۃٌ مِنْ سَیْفِ ھِجْرِ الْمُصْطَفٰی
طُوْبٰی لِاَھْلِ بَلْدَۃٍ فِیْہِ النَّبِیُّ الْمُحْتَرَمْ۔

پیراہنِ دل چاک ہے، ٹکڑے ہے جیب و آستیں
جینے سے جی بیزار ہے ہونٹوں پہ ہے جانِ حزیں
اچھے مسیحا بے رخی بیمار سے اچھی نہیں
یَا رَحْمَۃً لِّلْعَالَمِیْنَ اَدْرِکْ لِزَیْنِ الْعَابِدِیْنَ
مَحْبُوْسُ اَیْدِ الظَّالِمِیْنَ فِی الْمَوْکَبِ وَالْمُزْدَحَمْ

ہادیؔ مچھلی شہری، سیّد محمد ہادی

المتوفی سنہ ۱۳۸۱ھ / ۱۹۶۲ء

وجودِ پاک ہے کتنا محبت آفریں تیرا
نہیں ثانی کوئی اے رحمت للعالمین تیرا

ذرا اِس اتحادِ حُسن و الفت کو کوئی دیکھے
تُو کعبے کے مکیں کا اور کعبے کا مکیں تیرا

تصوّر تیرا جنّت ہے، محبّت تیری بخشش ہے
یہ رتبہ اور یہ درجہ شفیع المُذنبیں تیرا

رہے گا حکم تیرا کارفرما روز آخر تک
لقب اے شافعِ محشر ہے ختم المرسلیں تیرا

توجہ کی نظر وقتِ شفاعت اس پہ بھی رکھنا
کہ اَدنیٰ اُمّتی ہے ہادیؔ خلوت نشیں تیرا

اِصطفا لکھنوی، حاجی اصطفا خاں

المتوفی سنہ ۱۳۸۲ھ / ۱۹۶۲ء

جڑے ہوئے ہیں جو دِل میں مرے نگینے سے
یہ داغِ ہجر ہیں لایا ہوں جو مدینے سے

نہ کیوں ہو نورِ مجسّم وہ جسمِ بے سایہ
نکال دی گئی ظلمت ہو جس کے سینے سے

مہکتی رہتی ہیں جس سے مدینہ کی گلیاں
علاقہ کیا کسی خوشبو کو اس پسینے سے

نہ رہ سکے گا مدینہ میں بے ادب گستاخ
وہی رہے گا یہاں جو رہے قرینے سے

سفر حجاز کا جب اصطفا ہو آخر بار
تو جان ساتھ ہی نکلے مری مدینے سے

ادیبؔ سہارنپوری، عبدالرؤف

المتوفی سنہ ۱۳۸۳ھ
۱۹۶۳ء

مطلعِ عالم پہ ہر سُو موت ہے چھائی ہوئی
سر برہنہ پھر رہی ہے زیست گھبرائی ہوئی

ہے زمیں لرزاں کہ اب محشر بپا ہونے کو ہے
آسماں بھی ہے سراسیمہ کہ کیا ہونے کو ہے

امنِ عالم خوں فشاں ہے زانوؤں میں سر دیئے
گونجتے ہیں ہر طرف شیطاں کے خونی قہقہے

مادیت کے کرشمے الامان والحذر
قہقہہ زن ہے جہالت علم وفن کی لاش پر

بڑھ رہی ہے بربریت سیلِ بربادی لئے
آندھیوں کی رو پہ ہیں تہذیبِ حاضر کے دیئے

بڑھ گیا ہے بے نہایت زندگی میں انتشار
ہر گھڑی دنیا کو ہے بربادیوں کا انتظار

بے طرح دنیا کا امن و عافیت تاراج ہے
اب جہاں تک دیکھئے بے چینیوں کا راج ہے

پانی پانی ہو رہا ہے دورِ وحشت شرم سے
کارناموں پر ترقی یافتہ انسان کے

ملتوں کو جو چلائے جادۂ تخریب پر
لعنت ایسے علم پر پھٹکار اس تہذیب پر

آہ اے گمراہ مغرب اے گرفتارِ اجل
مجھ سے سُن ناداں یہ ہے مذہب سے بیزاری کا پھل

الاماں مذہب سے بیزاری کا جذبہ الاماں
جس سے چھا جاتی ہیں قلب و ذہن پر تاریکیاں

پھینک دیتا ہے اٹھا کر مرکزِ ہستی سے دُور
سلب کر لیتا ہے کشتِ دل سے نم آنکھوں سے نور

میٹتا ہے بے تحاشا چھینتا ہے بے درنگ
روح کی پاکیزگی صادق بیانی کی اُمنگ

ذہنیت کو کر کے بیجا خود شناسی کا اسیر
چپکے چپکے گھونٹتا رہتا ہے آوازِ ضمیر

کیوں نہ میں کہہ دوں ادیبؔ آخر جو میرے دل میں ہے
اُمّتِ تہذیبِ حاضر بھی اسی منزل میں ہے

چیخ اٹھنا چاہتی ہے غم سے گھبرا کر زمیں
رحمۃ للعالمینؐ یا رحمۃ للعالمینؐ

حمید عظیم آبادی

المتوفی سنۃ ۱۳۸۳ھ / ۱۹۶۳ء

چارۂ دردِ لا دوا تم ہو
بے سہاروں کا آسرا تم ہو

دلِ عاشق سے کب جدا تم ہو
آرزو تم ہو مُدّعا تم ہو

مامنِ غم ہے خاک طیبہ کی
ہمدم آہ نارسا تم ہو

دل کی دنیا نثار قدموں پر
جانِ پامال مُدّعا تم ہو

کرگئی برق طور کو روشن
چشمِ مشتاق کی ضیا تم ہو

دردِ الفت شریکِ ہستی ہے
اپنے عاشق سے کب جدا تم ہو

کیوں ہیں آہوں کا مفت لوں احساں
درد سے میرے آشنا تم ہو

ہر نفس رشتۂ وفا پیما
جانِ مضطر کا مُدّعا تم ہو

میرا سینہ بہار کا نقشہ
دلِ پُر داغ کی ضیا تم ہو

کیوں امیدوں کا کارواں بھٹکے
خضرِ منزل ہو رہنما تم ہو

تم سے قائم بہارِ ہر دو جہاں
زینتِ گلشنِ بقا تم ہو

کعبۂ دل حریم ناز بنا
بندۂ عشق کے خدا تم ہو

میری منزل تمہارا نقشِ قدم
حاصلِ جانِ مُدعا تم ہو

عرش پر بھی چراغ تم سے جلا
شمع کا شانۂ وفا تم ہو

ہو حمیدِ حزیں پہ چشمِ کرم
غم بھرے دل کا مُدّعا تم ہو

ظریف جبلپوری، سید حامد رضا نقوی
المتوفی سنہ ۱۳۸۳ھ / ۱۹۶۴ء

ہیں دین کے سپہر پہ مہر مبیں نبیؐ
ہادی نبیؐ، محافظِ شرعِ متیں نبیؐ
کافر بھی جس کو مان گئے وہ امیں نبیؐ
نزدِ خدا نبیؐ ہے خدا کے قریں نبیؐ
رحمت بنایا حق نے انہیں عالمین پر
یہ مہر بن کے آئے ہیں کل مرسلین پر

قادر خدا ہے مظہرِ قدرت نبیؐ کی ذات
وہ ہے رحیم حاملِ رحمت نبیؐ کی ذات
عادل خدا تو روحِ عدالت نبیؐ کی ذات
خالق ہے وہ تو افضل خلقت نبیؐ کی ذات
ذی شان و ذی وقار ہیں ذی اختیار ہیں
اللہ کی صفات کے آئینہ دار ہیں

معراج کو جو عرش پہ پہنچے بصد وقار
تھے خدمتِ حضورؐ میں جبریلؑ نامدار
ہر سو شکوہ و رعب و جلالت تھا آشکار
آتی تھی ایک سمت سے آواز بار بار
آ، اے حبیب آ، کہ بڑا انتظار تھا
کس درجہ ناگوار یہ دورِ فراق تھا

آتی تھی جس طرف سے یہ آواز دم بدم
فوراً نبیؐ کے اُس طرف اٹھنے لگے قدم
نزدیک تر صدا سے ہوئے سرورِ امم
باقی تھا پھر بھی فصل مگر دو کماں سے کم
اب اس طرف رسولؐ ادھر حق کی ذات ہے
پھر کیا ہوا خبر نہیں، پردے کی بات ہے

مولینا حامد حسن قادری (بچھرایونی)

المتوفی سنہ ۱۳۸۴ھ
۱۹۶۴ء

هو افصح بمقالہ   هو اکمل بنوالہ
هو اعظم بجلالہ   هو افقد بمثالہ
بلغ العلٰی بکمالہٖ
کشف الدجٰی بجمالہٖ
حسنت جمیع خصالہٖ
صلّوا علیہ وآلہٖ

هُوَ حامد ومحمّدٌ   هو ماجد وممجَّد
هو امجد هو احمدٌ   هو مرشد هو ارشد
بلغ العلٰی بکمالہٖ

وہ بشیرؐ بھی وہ نذیرؐ بھی   وہی آپؐ اپنی نظیر بھی
وہ زمیں پہ شاہ وامیر بھی   وہ فلک پہ عرش مسیر بھی
بلغ العلٰی بکمالہٖ

وہ قسیمؐ بھی وہ جسیمؐ بھی   وہ نسیمؐ بھی وہ وسیمؐ بھی
وہ رؤفؐ بھی وہ رحیمؐ بھی   وہ خلیلؐ بھی وہ کلیمؐ بھی
بلغ العلٰی بکمالہٖ

وہ رفیعؐ اپنے کمال میں   وہ حسینؐ اپنے جمال میں
وہ عزیزؐ اپنی خصال ہیں   وہ فنا خدا کے وصال ہیں
بلغ العلٰی بکمالہٖ

وہی ارفع الدرجات بھی　　وہی اکمل البرکات بھی
وہی جامع الحسنات بھی　　وہ جدا بھی، واصلِ ذات بھی

بلغ العُلیٰ بکمالہٖ

ہے انھیں کا فیض جہان میں　　وہ نماز میں وہ اذان میں
وہ یگانہ آن میں شان میں　　وہ گئے فلک پہ اک آن میں

بلغ العُلیٰ بکمالہٖ

یہ جو قصر سبز رواق ہے　　یہ جو چرخ ہفت طباق ہے
یہ انھیں کے قصر کا طاق ہے　　یہ انھیں کے زیر براق ہے

بلغ العُلیٰ بکمالہٖ

وہ ورائے ہفت فلک گئے　　کہ جہاں نبی نہ مَلَک گئے
وہ مقامِ قُرب تلک گئے　　جو نہاں تھے نور جھلک گئے

بلغ العُلیٰ بکمالہٖ

انھیں بے حجاب خدا ملا　　انھیں مرتبہ یہ بڑا ملا
انھیں کیا دیا انھیں کیا ملا　　جو دیا دیا جو ملا ملا

بلغ العُلیٰ بکمالہٖ
کشف الدّجیٰ بجمالہٖ
حَسُنت جمیع خصالہٖ
صلّوا علیہ و اٰلہٖ

فائق مخدوم پوری، سید عبدالاحد

المتوفی سنہ ۱۳۸۴ھ / ۱۹۶۴ء

اڑائے گناہوں نے دامن کے پُرزے
شفاعت کی سوئی سے سینا پڑے گا

لگاؤ گے تم پار نبیّا محمدؐ
بھنور میں جو اپنا سفینا پڑے گا

حضرت معروف امیٹھویؒ نبیرہ حضرت بندگی شیخ نظام الدینؒ
المتوفی سنہ ۱۳۸۴ھ / ۱۹۶۴ء

تراست رتبۂ عالی ز حضرتِ قیّوم | کہ ہست ہر دو جہاں زیرِ حکم تو محکوم
جبیں بہ خاکِ درت پادشاہِ ہفت اقلیم | گدائے درگہِ تو افتخار قیصر روم
حبیبِ خاص خدا، راز دارِ سرِّ خفی | چراغِ راہ ہدیٰ پیشوائے اہلِ علوم
پئے طوافِ مزارت بہ گردِ روضۂ تو | ز انس و جان و ملک ہست صبح و شام ہجوم
کجا بہ رفعت و وسعت رسد قیاسِ بشر | کہ فہم و علم ملائک نمی کند معلوم
شفیقِ حالِ غریباں، رفیقِ خستہ دلاں | جلیسِ صحبتِ ارباب و رنجِ اہلِ ہموم
گرہ کشائے جہاں دستگیرِ پیر و جواں | دوائے دردِ دل از بہرِ خاطرِ مغموم
شنو ز شمّۂ احوالِ آں کہ من دارم | نصیب نیست کہ راحت ز خوبیٔ مقسوم
بلا و آفت و افسردگی و یاس و درد و الم | شدہ زِ روز ولادت بنامِ من مرقوم
چناں بہ جورِ فلک خاطرم بہ تنگ آمد | کہ ہست مرگ طلب از خدا دلِ مظلوم
کجا روم بہ کہ گویم چہ چارۂ سازم | زِ بس کہ لشکرِ غم بر دلم نمود ہجوم
چہ شرحِ حالِ دلِ زارِ خویشتن سازم | کہ مبتلائے بلا گشتہ ام زِ طالعِ شوم
خبر بگیر بہ تعجیل یا شہِ کونینؐ | کہ ہست نقش بر آبِ ہستیٔ موہوم

کشادہ دستِ دعا یا حبیبِ خاصِ خدا
زِ فیضِ عام تو معروف را مکن محروم

ابومحمد طاہر سیف الدین

المتوفی سنۃ ۱۳۸۵ھ
۱۹۶۵ء

صَلّٰی عَلٰی مُحَمَّدٍ رَبُّہٗ ۔۔۔ حَبِیْبِہٖ مَنْ حُبُّہٗ حُبُّہٗ

اللہ تعالیٰ اپنے حبیب محمدؐ پر صلوات بھیجے ۔۔۔ آپ وہ حبیب ہیں جن سے محبت کرنا خدا سے محبت کرنا ہے۔

صَلّٰی عَلٰی مُحَمَّدٍ رَبُّہٗ ۔۔۔ مُحَمَّدٍ عَزَّ بِہٖ حِزْبُہٗ

ربّ العزۃ محمد مصطفیٰؐ پر درود بھیجے ۔۔۔ آپ وہ محمدؐ ہیں جن کے سبب سے آپ کی امّت نے عزت پائی

صَلّٰی عَلٰی مُحَمَّدٍ رَبُّہٗ ۔۔۔ مَنْ هُوَ بَیْنَ خَلْقِہٖ لُبُّہٗ

خدا محمدؐ پر صلوات بھیجے ۔۔۔ آپ وہ ہیں جو خلقِ خداوندی میں خلاصۂ مخلوقات ہیں

مُحَمَّدٌ مِّنْ بَیْنِ رُسُلٍ خَلَتْ ۔۔۔ شَمْسُ هُدًی وَّ کُلُّهُمْ شُهُبُہٗ

رسولانِ ماسلف کے درمیان محمدؐ مصطفیٰ ۔۔۔ ہدایت کے آفتاب ہیں اور تمام پیغمبر نجوم

مُحَمَّدٌ قَرَّبَہٗ رَبُّہٗ ۔۔۔ حَتّٰی کَقَوْسَیْنِ غَدٰی قُرْبُہٗ

محمد مصطفیٰؐ کو آپ کے رب نے یہاں تک قرب بخشا کہ آپؐ کا قرب دو کمان جتنا رہ گیا

نُوْرُ رُبُوْبِیٍّ بِہٖ شَرْقُہٗ ۔۔۔ مُنَوَّرٌ وَّمِثْلُہٗ غَرْبُہٗ

آپؐ پروردگار کے نور ہیں کہ اُس سے جس طرح اس کا شرق منوّر ہے اسی طرح اس کا مغرب بھی۔

طُوْبٰی لِمَنْ یَّزُوْرُ مَغْنًی حَوٰی ۔۔۔ ضُلُوْعَہٗ فِیْ لَحْدِہٖ تُرْبُہٗ

خوشخبری اُس کے لئے جو اس منزل کی زیارت کرے جہاں کی مٹی نے خود کے اندر آپؐ کے جسدِ مبارک کو حاصل کیا ہے

خَيْرُ رَسُوْلٍ مُّصْطَفًى قَدْ صَفٰى مِنْ قَذَرٍ لِشَرْعِهٖ شِرْبُهٗ

آپؐ بڑے ستودہ اور برگزیدہ پیغمبر ہیں آپؐ کی شریعت کا ساحل کثافت اور آلودگی سے پاک صاف ہے،

مُتَّحِدٌ بِرَبِّهٖ سِلْمُهٗ سِلْمٌ لَّهٗ وَحَرْبُهٗ حَرْبُهٗ

آپؐ اپنے رب سے متّحد ہیں اس طرح کہ جو آپؐ کا دوست ہے وہ خدا کا دوست ہے اور جو آپؐ کا دشمن ہے، وہ خدا کا دشمن ہے

مَنْ كَظَّهٗ مِنْ دَهْرِهٖ صَرْفُهٗ فَلْيَسْتَجِرْهُ يَنْكَشِفْ كَرْبُهٗ

جس کو گردشِ زمانہ سے غم پہنچے تو اس کو چاہئے کہ آپ کی پناہ طلب کرے اُس کا غم دُور ہو جائے گا

غَوْثٌ لِّمَنْ قَدْ مَسَّهٗ ضُرُّهٗ غَيْثٌ لِّمَنْ حَلَّ بِهٖ جَدْبُهٗ

آپؐ ضرر رسیدہ کے فریاد رس ہیں آپؐ قحط زدہ کے لئے ابرِ باراں ہیں

مُحَمَّدٌ مُّوَحِّدٌ رَّبَّهٗ تَوْحِيْدُهٗ مِنْ دِيْنِهٖ قُطْبُهٗ

محمد مُصطفیٰؐ اپنے رب کی توحید کرنے والے ہیں خدا کی توحید آپ کے دین کا مرکز ہے -

مُحَمَّدٌ حَسْبِيَ فِيْ شِدَّتِيْ طُوْبٰى لِمَنْ مُحَمَّدٌ حَسْبُهٗ

مجھے شدّت کی حالت میں محمدؐ کافی ہیں اس کے لئے خوش خبری جس کے لئے محمدؐ کفیل کار ہوں

صَلّٰى عَلَيْهِ وَعَلٰى مَنْ هُمْ

خدا تعالیٰ صلوات بھیجے آپؐ پر اور اُن پر جو

عِتْرَتُهٗ صِفْوَتُهٗ صَحْبُهٗ

آپ کی آل آپ کے خلاصہ اور آپؐ کے اصحاب ہیں

حمید صدیقی لکھنوی

المتوفی سنہ ۱۳۸۵ھ / ۱۹۶۵ء

پھر اہلِ حرم سے ملاقات ہوتی | پھر اشکوں سے کچھ شرح جذبات ہوتی
دمِ دید پھر جلوۂ نو بہ نو سے | مرے چشم و دل کی مدارات ہوتی
مدینے کی پُر نور دلکش فضائیں | نظر محوِ دیدِ مقامات ہوتی
اُدھر جلوہ گر قبۂ نور ہوتا | دل افروز ادھر چاندنی رات ہوتی
مدینہ کے احباب ہمراہ ہوتے | شبِ ماہ میں سیرِ باغات ہوتی
نظر مستِ صہبائے دیدار رہتی | زباں وقفِ حرف و حکایات ہوتی
خبر کچھ نہ رہتی زمین و زماں کی | وہ محویتِ خاص دن رات ہوتی
پہنچ جائیں پائینِ اقدس کی جانب | یہی آرزو اکثر اوقات ہوتی
تصوّر میں وہ مصحفِ پاک ہوتا | نگاہوں میں تنویرِ آیات ہوتی
دُعاؤں میں جامیؔ کے اشعار پڑھتے | نظامیؔ کی لب پر مناجات ہوتی
ادھر چشمِ پُرنم سے آنسو ٹپکتے | اُدھر رحمتِ حق کی برسات ہوتی
ادب مانعِ عرضِ اظہار ہوتا | نظر ترجمانِ خیالات ہوتی
فرشتے جسے سُن کے آمین کہتے | اک ایسی دُعا بعض اوقات ہوتی
لبِ شوق سے گو نہ اظہار ہوتا | مگر دل کو محسوس ہر بات ہوتی
بہت دن غمِ ہجرِ طیبہ میں گزرے | بس اب کچھ تلافیٔ مافات ہوتی

اَمِتْنِی بِھٰذا البلد یا الٰہی
دعا یہ حمیدؔ اپنی دن رات ہوتی

عثمانؔ، نواب میر عثمان علی خاں، والئ حیدر آباد دکن

المتوفی سنہ ۱۳۸۶ھ / ۱۹۶۷ء

قوسین چوں نہ گویم ابروئے مصطفیٰ را[۱] — مازاغ گفتہ ایزد آں چشم حق نما را

از طاعتِ الٰہی دیدم جمالِ احمدؐ — وازحُبِّ مصطفائی دریافتم خُدارا

باشند مست و بے خود از بادۂ حقیقت — کیفیتے چہ گویم پیرانِ پارسا را

ہر کس کہ غوطہ زن شد در قلزمِ محبت — دارم یقیں کہ یابد آں دُرِّ بے بہا را

از مجمع کرامت از فیض تو چہ دور است — شاہا اگر نوازی درویشِ بے نوا را

گہ آبرو تو خواہی اے دل بصدقِ نیت — در بحر حق فنا شو یابی دُرِ بقا را

جاں را فدا نمائیم ما بر مزارِ حضرتؐ — گر آستانہ بوسی گردد نصیبِ مارا

دریائے فیضِ ساقی مژدہ بدہ بہ مستاں — گیرید ساغرِ مے یا ایُّہا السکارا

اے خسروِ حسیناں اے شاہِ نازنیناں — روشن کن از تجلی کاشانۂ گدا را

من سوزشِ محبت پنہاں کنم چگونہ — آتش چو خانہ سوزد خواہد شد آشکارا

اے تاجِ کج کلاہاں سلطانِ دیں پناہاں

برحالِ زارِ عثماںؔ چشمِ کرم خدارا

سراج لکھنوی، سراج الحسن

المتوفی سنہ ۱۳۸۷ھ
۱۹۶۸ء

آئینہ دارِ تجلی ہے نظر آج کی رات
دیکھیں کیسے نہیں ہوتی ہے سحر آج کی رات

لائی ہے صبح رسالت کی خبر آج کی رات
مستند ہو گا مرا ذوقِ نظر آج کی رات

اپنے شہکار کی تکمیل پہ نازاں ہو کر
محوِ نظّارہ ہے خود آئینہ گر آج کی رات

کھول دیں چاند ستاروں نے بھی آنکھیں اپنی
عام ہے دعوتِ تحریکِ نظر آج کی رات

شکر ہے وہم کی پرچھائیاں نابود ہوئیں
جوہرِ کُل پہ ہے دنیا کی نظر آج کی رات

جھوم جھوم اٹھّی فضا سن لیا جب نعرۂ حق
ہو کے خم ڈال دی باطل نے سپر آج کی رات

ڈھالتا جاتا ہے ہر اشکِ مسرت سورج
ہو گی اُف کتنی دلآویز سحر آج کی رات

شاہراہیں ہیں تصوّر کی برستا ہوا نور
جیسے درپیش ہے طیبہ کا سفر آج کی رات

کھل گئیں آنکھیں، حجاباتِ دو عالم اُٹھے
نظر آنے لگی دنیائے دگر آج کی رات

عشق سرمایۂ تقدیر بنا روزِ ازل
اور تقسیم ہوا حسنِ نظر آج کی رات

مُدعا دل کا کہو، نام نبیؐ لے کے سراج
گلے ملتا ہے دُعاؤں سے اثر آج کی رات

رازؔ بریلوی، شاہ محمد تقی عرف عزیز میاں نیازی

المتوفی سنہ ۱۳۸۷ھ
۱۹۶۸ء

سب سے جُدا ہے، سب میں ہے شامل نورِ محمدؐ اللہ اللہ
روحِ مجدّد جسم کا حامل نورِ محمدؐ اللہ اللہ

اہلِ طلب کا جادۂ اوّل نام محمدؐ ذکرِ الٰہی
اہلِ یقیں کی آخری منزل نورِ محمدؐ اللہ اللہ

کون نہ بن جائے پروانہ، کون نہ ہو جائے دیوانہ
شمعِ حقیقت، زینتِ محفل نورِ محمدؐ اللہ اللہ

ہادیٔ اعظم رہبرِ امّت، شافعِ محشر ذاتِ محمدؐ
چارہ گرِ بیتابیٔ ہر دل نورِ محمدؐ اللہ اللہ

رازؔ یہی اک راز ہے میرا اور یہی دمساز ہے میرا
ہر دم نظروں کے ہے مقابل نورِ محمدؐ اللہ اللہ

شکیل بدایونی

المتوفی سنہ ۱۳۹۰ھ
۱۹۷۰ء

موت ہی نہ آجائے کاش ایسے جینے سے
عاشقِ نبیؐ ہوکر دُور ہوں مدینے سے

فرقتِ محمدؐ میں خوں فشاں ہیں یوں آنکھیں
جیسے مے چھلکتی ہو سُرخ آب گینے سے

زندگی کے طوفاں میں جب کہ ناخدا تم ہو
کیوں نہ ہوں خُدا والے مطمئن سفینے سے

کون سی دُعا ہے وہ جو اثر نہیں رکھتی
ہاں مگر یہ لازم ہے مانگئے قرینے سے

اے حسینِ بطحا سُن، ہے یہی خوشی میری
عمر بھر لگا رکھوں تیرے غم کو سینے سے

ضیاء القادری بدایونی، مولانا محمد یعقوب حسین

المتوفی سنہ ۱۳۹۰ھ
۱۹۷۰ء

فدائے ایزدِ غفار ہوں میں
گدائے سیدِ ابرار ہوں میں

جمال صورتِ حُسن آفریں کا
عجب حسنِ ابد آثار ہوں میں

لب جبریلؑ پر ہے یہ ترانہ
نبیؐ کا غاشیہ بردار ہوں میں

"ابو القاسم" ہیں سلطانِ دو عالم
غریب و بیکس و نادار ہوں میں

ہوں صدیقؓ و عمرؓ، عثمانؓ کا خادم
غلام حیدرِ کرّارؓ ہوں میں

نہیں مجبور ہیں اے دنیا والو
غلام احمدِ مختارؐ ہوں میں

عرب کے چاند نے قسمت جگا دی
رہینِ طالعِ بیدار ہوں میں

نظر ہے دشت میں سوئے مدینہ
ہوں دیوانہ مگر ہوشیار ہوں میں

خطا پوشِ جہاں اے شافعِ حشرؐ
خطا پیشہ ہوں، عصیاں کار ہوں میں

میں اچھا ہوں، نصیب اچھا ہے میرا
مریضِ سیدِ ابرارؐ ہوں میں

ہوں محبوبِؐ خدا خود ناخدا جب
بھنور میں ناؤ ہو تو پار ہوں میں

ضیاؔ ہے طور سینا میرا سینہ
گدائے سرورِؐ ابرار ہوں میں

ضیاؔ جعفری، میر عنایت اللہ شاہ

المتوفی سنہ ۱۳۹۰ھ
۱۹۷۰ء

حضور جانِ بہاراں حضور موجِ ظہور — تمام روحِ معانی تمام پیکرِ نور
حضور صبحِ تجلّی، حضور عینِ ظہور — حضور سلسلۂ انبیاء میں نور ہی نور
حضور مہرِ درخشاں، حضور ماہِ تمام — حضور ابرِ کرم ہیں حضور جانِ سرور
فدائے نیم تبسّم، متاعِ کون و مکاں — نثارِ زلفِ پریشاں ہزار علم و شعور

حضور نورِ مجسّم، حضور خُلقِ عظیم
حضور اُمّتِ عاصی پہ ہیں رؤف و رحیم

حضور مرکزِ ہستی، حضور جانِ حیات — وہ آئینہ کہ نمایاں ہے جس میں جلوۂ ذات
حضور رحمتِ عالم، حضور ختمِ رُسُل — بشر کے وہم سے بالاتر آپ کے درجات
نثارِ عارضِ گلگوں حدیثِ لالہ و گُل — حکایتِ لبِ شیریں وہ کاروانِ حیات
کلیم گنگ ہیں، عیسیٰ کو بھی تعجب ہے — زبان آپ کی اور بات ہے خُدا کی بات

ہیں آسمانِ نبوّت پہ آپ بدرِ مُنیر
حضور آپ کے حلقے میں مہر و ماہ اسیر
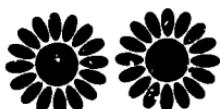
روشن صدیقی جوالا پوری، شاہد عزیز

المتوفی سنہ ۱۳۹۰ھ / ۱۹۷۱ء

صاحبِ تاجِ ختمِ نبوّت صلّی اللہ علیہ وسلم
صدر نشینِ بزم رسالت صلی اللہ علیہ وسلم

اس کی گلی کا ذرّہ ذرّہ مہرِ درخشاں بن کر چمکا
فرشِ قدم افلاک کی عظمت صلی اللہ علیہ وسلم

درس مروت فرماں اس کا نوعِ بشر پر احساں اس کا
امن و محبت اس کی شریعت صلی اللہ علیہ وسلم

بغض و حسد کا نام ہوا گُم، چمکا رآیتِ عفو و ترحّم
جاگ اٹھی انساں کی شرافت صلی اللہ علیہ وسلم

نورِ جبیں انسان کا چمکا، فرق مٹا محتاج و غنی کا
ایک ہوئے سرمایہ و محنت صلی اللہ علیہ وسلم

سلطاں اور ہمدوش گدایاں مولا اور رشیدائے غریباں
خضرِ اُمم اور جادۂ خدمت صلی اللہ علیہ وسلم

دینِ مُبیں فیضان ہے اس کا، ذوقِ یقیں احسان ہے اس کا
اس کے در کی خاک میں حکمت صلی اللہ علیہ وسلم

زاہد و عاصی، عارف و عامی سب ہیں درِ اقدس کے سلامی
سب پہ گُل افشاں دامنِ رحمت صلی اللہ علیہ وسلم

قربِ الٰہی سنّت اس کی، حُسنِ عمل ہے طاعت اس کی
حاصلِ ایماں اس کی محبت صلی اللہ علیہ وسلم

علامہ تمنّا عمادی، محی الدّین

المتوفی سنہ ۱۳۹۲ھ / ۱۹۷۲ء

اے خوش نصیب لوگو یثرب کے جانے والو — عیش ابد کما لو رنجِ سفر اٹھا کر

جاتے ہو تم تو جاؤ لیکن یہ یاد رکھنا — جاتے ہو میرے دل میں اک آگ سی لگا کر

لکھی تو تھی یہ دولت تقدیر میں تمہاری — کیا پھل ملے گا مجھ کو اب خارِ تم سے کھا کر

آؤ ذرا کہ دے لوں تسکین اپنے دل کو — خاکِ قدم تمہاری آنکھوں سے ہیں لگا کر

اس بد نصیب کی ہے اک عرض سنتے جاؤ — کہتا ہے چشمِ تر سے سیروں لہو بہا کر

دیکھو یہ یاد رکھنا طیبہ میں جب پہنچنا — مجھ کو نہ بھول جانا مقصود اپنا پا کر

ہو روضۂ نبی پر جب حاضری تمہاری — کہنا بہت ادب سے جالی کے پاس جا کر

سرکار نیند کب تک ﷲ جلد اٹھئے — اُمت کا دم رکا ہے گویا لبوں پر آکر

محشر بپا ہے اُٹھئے اے شمعِ بزمِ محشر — اُمت کے سر پہ رکھئے دستِ کرم اب آکر

بگڑی ہے بات ایسی بنتی نہیں بنائے — بیٹھے ہیں آپ ہی سے سب آسرا لگا کر

اور اِک غریب جس کو کہتے ہیں سب تمنّا — آنے کے وقت ہم نے دیکھا جو اس کو جا کر

طیبہ کی سمت رُخ تھا اشک آنکھوں سے رواں تھے — بیچارہ کہہ رہا تھا یوں ہاتھ اٹھا اٹھا کر

تا در جہان خوبی امروز کامگاری

باشد کہ بیدلاں را کامے زلب برآری

ظفر، سراج الدین

المتوفی سنہ ۱۳۹۲ھ
۱۹۷۲ء

سبوئے جاں میں چھلکتا ہے کیمیا کی طرح
کوئی شراب نہیں عشقِ مصطفٰی کی طرح

قدح گسار ہیں اُس کی اماں میں جس کا وجود
سفینۂ دو سرا میں ہے ناخدا کی طرح

وہ جس کے لطف سے کھلتا ہے غنچۂ ادراک
وہ جس کا نام نسیمِ گرہ کشا کی طرح

طلسمِ جاں میں وہ آئینہ دارِ محبوبی
حریمِ عرش میں وہ یارِ آشنا کی طرح

وہ جس کا جذب تھا بیداریٔ جہاں کا سبب
وہ جس کا عزم تھا دستورِ ارتقا کی طرح

وہ جس کا سلسلۂ جُود ابرِ گوہر بار
وہ جس کا دستِ عطا مصدرِ عطا کی طرح

خزاں کے حجلۂ ویراں میں وہ شگفتِ بہار
فنا کے دشت میں وہ روضۂ بقا کی طرح

بسیط جس کی جلالت حمل سے میزان تک
محیط جس کی سعادت خطِ سما کی طرح

سوادِ صبحِ ازل جس کے راستے کا غبار
طلسمِ لوحِ ابد جس کے نقشِ پا کی طرح

وہ عرش و فرش و زمان و مکاں کا نقشِ مراد
وہ ابتدا کے مقابل وہ انتہا کی طرح

شرف ملا بشریت کو اُس کے قدموں میں
یہ مشتِ خاک بھی تاباں ہوئی سہا کی طرح

اُسی کے حُسنِ سماعت کی تھی کرامتِ خاص
وہ اک کتاب کہ ہے نسخۂ شفا کی طرح

وہ نور لم یزلی تھا تہِ قبائے وجود
یہ راز ہم پہ کھُلا رشتۂ قبا کی طرح

بغیر عشقِ محمدؐ کسی سے کھل نہ سکے
رموزِ ذات کہ ہیں گیسوئے دوتا کی طرح

ریاضِ مدحِ رسالت میں راہوارِ غزل
چلا ہے رقص کناں آہوئے صبا کی طرح

نہ پُوچھ معجزۂ مدحتِ شہِ کونینؐ
مرے قلم میں ہے جنبش پرِ ہما کی طرح

جمالِ روئے محمدؐ کی تابشوں سے ظفر
دماغِ رند ہوا عرشِ کبریا کی طرح

یوسف ظفر

المتوفی سنہ ۱۳۹۲ھ
۱۹۷۲ء

حاملِ قرآں، نورِ مجسّم صلی اللہ علیہ وسلم

شاہِ عرب، سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم

ظاہر و باطن نور کا مامن ظاہر انساں باطن قرآں

دہر میں وہ اللہ کا پرچم صلی اللہ علیہ وسلم

بت خانے برباد ہوئے اور کفر سے دل آزاد ہوئے

اس سے خدا کا دین ہے محکم صلی اللہ علیہ وسلم

عصمت و عفت کا رکھوالا، درسِ اخوت دینے والا

عظمت کے اسرار کا محرم صلی اللہ علیہ وسلم

بے کس و ناکس کا وہ حامی، رحمتِ ایزد کا وہ پیامی

بارگہِ حق میں ہے مکرّم صلی اللہ علیہ وسلّم

لاکھوں سلام اے ہادیٔ برحق! اُمت پھر محتاج ہے تیری

جس کی زباں پر اب بھی ہے ہر دم صلی اللہ علیہ وسلم

حفیظ ہوشیارپوری، شیخ عبدالحفیظ سلیم

المتوفی سنہ ۱۳۹۲ھ / ۱۹۷۳ء

ظہورِ نورِ ازل کو نیا بہانہ ملا — حرم کی تیرہ شبی کو چراغِ خانہ ملا

تری نظر سے ملی روشنی نگاہوں کو — دلوں کو سوزِ تب و تابِ جاودانہ ملا

خدا کے بعد جلال و جمال کا مظہر — اگر ملا بھی تو کوئی ترے سوا نہ ملا

وہ اوجِ ہمّتِ عالی، وہ شانِ فقرِ غیور — کہ سرکشوں سے باندازِ خسروانہ ملا

وہ دشمنوں سے مدارا، وہ دوستوں پہ کرم — بقدرِ ظرف ترے در سے کسی کو کیا نہ ملا

زمین سے تا بفلک جس کو جرأتِ پرواز — وہ میرِ قافلہ وہ رہبرِ یگانہ ملا

بشر پہ جس کی نظر ہو، بشر کو تیرے سوا — کوئی بھی محرمِ اسرارِ کبریا نہ ملا

خیالِ اہلِ جہاں تھا کہ انتہائے خودی — حریمِ قدس کو تجھ سا گریز پا نہ ملا

نیاز اُس کا، جبین اُس کی، اعتبار اُس کا — وہ خوش نصیب جسے تیرا آستانہ ملا

درِ حضور سے کیا کچھ ملا نہ مجھ کو حفیظ
نوائے شوق ملی، جذبِ عاشقانہ ملا

راجہ محمد امیر احمد خاں، والیٔ محمود آباد

المتوفی سنہ ۱۳۹۳ھ
۱۹۷۳ء

سیدِ یثرب و بطحا بِاَبی اَنتَ وَ اُمّی — مرسلِ خالقِ یکتا بِاَبی اَنتَ وَ اُمّی
رہروِ عالمِ بالا ز رہِ مسجدِ اقصیٰ — تابشِ گیسوئے اسریٰ بِاَبی اَنتَ وَ اُمّی
باعصا موسیٔ عمراں بہ درِ فیضِ تو درباں — نفستِ محییِ عیسیٰ بِاَبی اَنتَ وَ اُمّی
رہبرِ راہِ شریعت بہ امانت بہ صداقت — ماحیِ دیر و کلیسا بِاَبی اَنتَ وَ اُمّی
نفست غالیہ بیزے مولدت معجزہ خیزے — خشک شد چشمۂ ساوہ بِاَبی اَنتَ وَ اُمّی
جعدِ گیسوئے تو یٰسین خمِ زلفِ تو طواسین — طرۂ فضلِ تو طٰہٰ بِاَبی اَنتَ وَ اُمّی
دلِ تو منزلِ داور لبِ تو موجۂ کوثر — رخِ تو جنتِ ماویٰ بِاَبی اَنتَ وَ اُمّی
اَنتَ مِنّی بزبانت پئے نفست پئے جانت — پدرِ فاطمہ زہرا بِاَبی اَنتَ وَ اُمّی
مالکِ چرخ و زمین اے بجہاں خاک نشینے — چہ نہان است و چہ پیدا بِاَبی اَنتَ وَ اُمّی
سر بہ پیچید زمانہ ز رہِ میرِ یگانہ — باز گو معنیٔ مولیٰ بِاَبی اَنتَ وَ اُمّی
چوں بدیدند ز دورت ہمہ گفتند ز نورت — طَلَعَ الْبَدْرُ عَلَیْنَا بِاَبی اَنتَ وَ اُمّی
سببِ اولِ خلقت مطلعِ نورِ نبوت — مفتخرِ آدم و حوّا بِاَبی اَنتَ وَ اُمّی
بہ گل و آب بُد آدم تو بُدی سرورِ عالم — قائلِ کُنْتُ نَبِیًّا بِاَبی اَنتَ وَ اُمّی
کاکلِ تو پئے عرفاں پئے ایماں پئے قرآں — "لَیْلَةُ الْقَدْر" تمنا بِاَبی اَنتَ وَ اُمّی

گوہر، گوہر حسین خاں

المتوفی سنہ ۱۳۹۳ھ ۱۹۷۳ء

نقاب چہرۂ پُر نور سے اُٹھالیں آپؐ
گناہگار پہ بھی اک نگاہ ڈالیں آپؐ

بھنور میں ہے مرے قلب و نگاہ کی کشتی
کہیں میں ڈوب نہ جاؤں مجھے سنبھالیں آپؐ

مری خرد نے مری زندگی کو پھونک دیا
مجھے جہنمِ احساس سے بچالیں آپؐ

وہ اک ردائے کرم ہے جو رحمتِ عالم
اُسی ردائے کرم میں مجھے چھپالیں آپؐ

اِس آرزو پہ مری ساری زندگی قرباں
کہ ایک بار مدینہ مجھے بلالیں آپؐ

وہ آپ کا ہے، کہیں اور جا نہیں سکتا
ہزار طرح سے گوہر کو آزمالیں آپ

شرقی بن شائق
المتوفی سنہ ۱۳۹۳ھ ۱۹۷۳ء

بڑے طویل اندھیرے ہیں غم کی راہوں میں
چراغِ عشقِ محمدؐ جلا نگاہوں میں
مجھے ترے ہی کرم سے یہ پوچھنا ہوگا
کہاں سے آئی ہے کچھ روشنی گناہوں میں
گدائے کوئے محمدؐ کی شان کیا کہئے
کہاں یہ شان ہے دنیا کے بادشاہوں میں
کرم کی بھیک ملے گی ستم رسیدوں کو
یہ کیسا تفرقہ ہے تیرے خیر خواہوں میں
چراغِ طور بھی روشن تری کرن سے ہوا
ہے تیرا حُسن زمانے کی جلوہ گاہوں میں
میں ایک سایہ ہوں جلتی ہوئی گھٹاؤں کا
چُھپا ہوا ہوں مگر دھوپ کی پناہوں میں
بس اک نگاہِ تبسّم نواز مل جائے
تمام عمر میں ڈھلتا رہا ہوں آہوں میں
زباں ہلی تھی ثنائے رسولؐ میں شرقی
سمٹ کے آگئے انوار میری باہوں میں

بہزاد لکھنوی (سردار حسین خاں)

المتوفی سنہ ۱۳۹۴ھ / ۱۹۷۴ء

مدینے دل و روح و جاں لے کے جاؤں
محبت کا سارا جہاں لے کے جاؤں

جو سرگرم رہتی ہے ان کی ثنا میں
وہ فکرِ سخن وہ زباں لے کے جاؤں

بھلا دوں جو کاذب ہے روداد میری
جو حق ہے وہی داستاں لے کے جاؤں

"محمد محمد" ہو، ہونٹوں پہ میرے
میں ایماں کی گُل کاریاں لے کے جاؤں

نہ چھوٹے کبھی یہ دیارِ مدینہ
یہ حسرت سرِ آستاں لے کے جاؤں

جو تڑپا رہا ہے مری زندگی کو
وہی دل کا دردِ نہاں لے کے جاؤں

نہیں لائقِ نذر بہزاد کچھ بھی،
میں کیا پیشِ شاہِ شہاں لے کے جاؤں

دوّر ہاشمی کانپوری (سید سعید الحسن)

المتوفی سنہ ۱۳۹۵ھ
۱۹۷۵ء

اے کہ ترا وجودِ پاک دشمنِ فتنہ پروری
اے کہ شکست کر دیا تونے طلسمِ آذری

تیری جناب دم بخود بولہبی و خودسری
تیرے حضور سرنگوں دبدبۂ سکندری

اے کہ تری ادا ادا فاتحِ قلبِ سومنات
اے کہ تری نظر نظر حاصلِ حسنِ دلبری

اے کہ دکھا دکھا دیا تونے جمالِ حق نما
اے کہ مٹا مٹا دیا تونے غرورِ کافری

اے کہ ترے نیاز میں ناز کے عشوہ سازیاں
اے کہ تری عبودیت معبدِ رازِ خودگری

عرش سے فرش تک ترے حسن کی جلوہ پاشیاں
فرش سے عرش تک تری جلوہ گہِ پیمبری

اے کہ تری تجلیاں حاصلِ ظلمتِ جہاں
تیرے کرم نے سرد کی آتشِ سحرِ سامری

اے کہ ترا قدم قدم منزلِ امن و عافیت
اے کہ ترا نفس نفس دعوتِ اوج و برتری

تجھ سے نکھر نکھر گیا چہرۂ صدقِ کائنات
تجھ سے لرز لرز اٹھی روحِ فسونِ زرگری

تجھ سے ملا زمانے کو نظم و نظامِ حق شناس
تیرے بغیر تھی بہت زلفِ جہاں میں ابتری

گنبدِ سبز کے مکیںؐ خاتمِ دہر کے نگیں
شاہدِ محفلِ یقیںؐ گوہرِ تاجِ سروری

تیری قبائے کہنہ میں دولتِ دو جہاں کا راز
تیرے قدم میں سجدہ ریز سطوتِ حسنِ قیصری

دیدۂ خودنگر پہ تھیں شاق تری تجلیاں
گیسوئے بولہب میں تھی تیرے ہی دم سے ابتری

دشمنِ جاں پہ بھی اٹھی تیری نگاہِ التفات
یہ تیری شانِ مرحمت یہ تیری بندہ پروری

مستی و آگہی کا تاز نشۂ زندگی کا راز
تیرا سبوچۂ خودی، تیری مئے قلندری

اُن پہ سلام مل گئی جن کو ترے طفیل سے
نانِ جویں کی معرفت، نعمتِ فقرِ حیدری

صلِّ علیٰ محمدٍ صلِّ علیٰ محمدٍؐ
دوّر اسی اسمِ پاک سے دونوں جہاں کی برتری

شورش کاشمیری، آغا عبدالکریم

المتوفی سنہ ۱۳۹۵ھ
۱۹۷۵ء

قلم سے پھول کھلیں، نطقِ دُرفشاں ٹھہرے
وہاں چلا ہوں جہاں گردشِ زماں ٹھہرے

وہ آستاں کہ ارادت سے مہر و ماہ جھکیں
وہ خاکِ پاک کہ ہر ذرّہ کہکشاں ٹھہرے

ہوائے کوچۂ محبوب، شکریہ تیرا
ترے کرم سے بیاباں بھی گلستاں ٹھہرے

یہ فکر دائرے بنتی رہی خیالوں میں
کوئی تو بات بہ عنوانِ ارمغاں ٹھہرے

تمام عمر مدینہ میں سونے والے کو
کہاں کہاں سے پکارا کہاں کہاں ٹھہرے

کبھی نظیریؔ و فیضیؔ کی خوشہ چینی کی
کبھی نظامیؔ و خسروؔ کے ہمزباں ٹھہرے

کبھی عراقیؔ و عطّارؔ سے نوا مانگی
کبھی ظہوریؔ و قدسیؔ کے رازداں ٹھہرے

نظر جمی کبھی حسّانؔ کے قصیدوں پر
کبھی قبیلۂ عشّاق کا نشاں ٹھہرے

نوائے مہر علی شہ کو دوش پہ رکھ کر
دیارِ گنج شکر میں بھی میہماں ٹھہرے

جنوں کا درس لیا، بوعلی قلندر سے
غزل سرائیِ حافظ کے ترجماں ٹھہرے

دیارِ شعر میں سعدی کی ہمنوائی کی
نہ ماورای کہیں پہنچے نہ درمیاں ٹھہرے

ادب میں مُرشدِ رومی سے اکتساب کیا
وہ اس گروہ میں سرخیلِ عاشقاں ٹھہرے

غرض کہ اس درِ مشکل کُشا تک آپہنچے
وہ ایک در کہ جہاں دَورِ آسماں ٹھہرے

بہ بارگاہِ رسالت یہ ارمغانِ فقیر
بڑا کرم ہو جو مقبول و کامراں ٹھہرے

سلام ان پہ کہ جن سے ہے نظمِ کون و مکاں
سلام ان پہ کہ جو شاہِ دو جہاں ٹھہرے

سلام ان پہ کہ جن کا نہیں مثیل کوئی
سلام ان پہ کہ جو ہادیٔ زماں ٹھہرے

سلام ان پہ جو ہم بےکسوں کی منزل ہیں
سلام ان پہ کہ جو میرِ کارواں ٹھہرے

غرض کہ ان پہ درُود و سلام کی بارش
جو ہر زمیں کے لئے ابرِ دُرفشاں ٹھہرے

جنونِ عشق اسی آستاں پہ لے آیا | جبینِ شوق جہاں سنگِ آستاں ٹھہرے
جنھیں شعور نہ تھا عقدۂ حیات ہے کیا؟ | اس اک نگاہ کے صدقے میں رازداں ٹھہرے
وہ لوگ، تھا جنھیں بے دست و پائی کا شکوہ | اسی کے در کی غلامی سے تیغ راں ٹھہرے
ازل کے دن سے مشیّت کی مصلحت تھی یہی | کہ خاکِ طیبہ محمدؐ کا آستاں ٹھہرے

اگر چلے ہو تو سوزِ دوام لے کے چلو
زباں پہ وردِ درود و سلام لے کے چلو

نثار دیدہ و دل، عشقِ مصطفیٰؐ کی قسم | کہ یہ جنوں بھی بڑی چیز ہے خدا کی قسم
زمیں کا عجز، انھیں کے قدم کا صدقہ ہے | فلک کے چہرۂ پُرنور و پُرضیا خدا کی قسم
سمندروں میں عمق ان کے فکر و دانش کا | ازل سے لے کر ابد تک کے رہنما کی قسم
جو لب کھلے تو شگوفے بھی کھل کھلا اُٹھے | جمالِ صاحب وَاللّیل و وَالضُّحیٰ کی قسم
بدل گئے کبھی تیور تو آسماں کانپا | کلامِ پاک کی آیاتِ دل کُشا کی قسم
کھُلی ہیں اُن پہ غیاب و حضور کی راہیں | نظامِ عالمِ انساں کے ارتقا کی قسم

بہ آں گروہ کہ از عشقِ مصطفیٰؐ مستند
سلامِ ما برسانید ہر کجا ہستند

سلیمؔ (ابو المکارم سلیم اللہ فہمی)

المتوفی سنہ ۱۳۹۵ھ / ۱۹۷۵ء

السّلام اے مخزنِ جود و کرم — السّلام! اے مہبطِ وحیِ اتم

السّلام اے خادمت جاہ و حشم — السّلام اے چاکرت کسریٰ و جم

السّلام اے منبعِ جُود و سخا — السّلام اے مبدأ بذل و عطا

السّلام اے داروئے دردِ نہاں — السّلام اے چارۂ بے چارگاں

السّلام اے مطلعِ انوارِ حق — السّلام اے محرمِ اسرارِ حق

السّلام اے ہر دُعا را واسطہ — السّلام اے شافعِ روزِ جزا

السّلام اے امّی و علّامہ ہم — عاجز از مدحت زبان و خامہ ہم

اے وجودت بہرِ حق انعامِ حق — رحمتِ عام، وصلائے عامِ حق

گردِ راہت سرمۂ اہلِ نظر — کفشِ پایت، خُسرواں را تاجِ سر

ہر نظر بر لُطفِ بے پایانِ تو — چوں مگس ہر منعمے بر خوانِ تو

یا رسول اللہ! دِلم قربانِ تو — خالق و خلقش، ثنا گویانِ تو

از سلیمِ بے نوا عرضِ سلام۔

کُن قبول، اے حضرتِ خیر الانامؐ

عزیزؔ (مولوی عزیز الحق)

المتوفی سنہ ۱۳۹۵ھ / ۱۹۷۵ء

رسولِ خدا رحمت للعالمیں ہیں ۔۔۔ شہِ دو سرا فخرِ دنیا و دیں ہیں

وہ دار الفنا ہو کہ دار البقا ۔۔۔ یہ دونوں جہاں ان کے زیرِ نگیں ہیں

انہی کی بدولت ہیں جملہ خلائق ۔۔۔ زمیں پر ہیں جو یا کہ زیرِ زمیں ہیں

زمانہ ہے ان کے اشاروں کا تابع ۔۔۔ وہی ہیں ابو الوقت عہد آفریں ہیں

جہاں میں ہیں جتنے حکیم اور عاقل ۔۔۔ اسی خوانِ حکمت کے سب خوشہ چیں ہیں

وہ لطفِ سراسر وہ خلقِ مجسّم ۔۔۔ فدا حسن ہو جن پہ ایسے حسیں ہیں

ہیں عقل اور عشق ان کے آگے نگوں سر ۔۔۔ وہ ذہنوں پہ چھائے ہیں اور دلنشیں ہیں

رؤفٌ، رحیمٌ، غنیٌ، کریم ۔۔۔ سبھی کچھ ہیں وہ بس خدا ہی نہیں ہیں

عزیزِ حقیر اور نعتِ پیمبرؐ

جو محمودِ خلّاقِ عرشِ بریں ہیں

جعفری، سیّد محمد

المتوفی سنہ ۱۳۹۵ھ / ۱۹۷۵ء

سلام بھیجوں، درُود اُس نبیؐ کو نذر کروں
کہ جس کو رحمتِ کُل عالمین کہہ تو سکوں

بلند مرتبت ایسا رسولؐ بھیجا گیا
کہ گر خدا نہ کہوں اُس کو ناخدا تو کہوں

یہ شعرِ حضرتِ اقبال مجھ کو یاد آیا،
کہ آبروئے بشر جس سے ہو گئی افزوں

"خبر ملی ہے یہ معراجِ مصطفیٰؐ سے مجھے"
"کہ عالمِ بشریت کی زد میں ہے گردوں"

محمدِؐ عربی ہیں کہ جن کے صدقہ میں
دلِ بشر کو خدا نے دیا ہے سوزِ دروں

اُنھیں کے نور سے ہر خلعتِ وجود ملا
انھیں کے نور سے روشن جہانِ لوح قلموں

محمدؐ عربی وجہِ خلقتِ افلاک
ودیعت اُن کو ہوا رب سے رازِ کُن فیکوں

"محمدؐ عربی آبروئے ہر دوسرا"
انھیں کو قرب ملا ہے ملائکہ سے فزوں

بلندیاں شبِ معراج وہ ملیں کہ جہاں
اگر ہے عقلِ بشر کچھ تو ایک صیدِ زبوں

نہ نفسِ ناطقہ پہنچے، نہ لفظ ساتھ چلیں
بیاں کروں شبِ معراج کا تو کیسے کروں

اِک عبدِ خاص ہے مہمانِ حضرتِ معبود
چمک رہا ہے سرِ عرش ہر دُرِ مکنوں
وہ فاصلہ جو تھا قوسین بلکہ اُس سے بھی کم
مقرب اتنا کوئی ہے مَلک سے کیا پوچھوں
یہ جبرئیل نے سدرا پہ جا کے عرض کیا
تجلّیوں سے جلیں پر، اگر اس سے آگے چلوں
وہ ذاتِ پاک ہے لے کر نبیؐ کو جو آیا
حریم کعبہ سے اقصیٰ تک اُس کی حمد کروں
ہیں انبیائے سلف راستے میں صف بستہ
دلوں میں اپنے لئے اشتیاق حد سے فزوں
وہ آدمؑ اور وہ ادریسؑ و نوحؑ و ابراہیمؑ
وہ یوسفؑ اور وہ سلیمانؑ و یونسِؑ ذُوالنّوں
کھڑے ہیں موسیِ عمرانؑ و خضرؑ بھی ان میں
لئے ہوئے یدِ بیضا، عصا و مُہرِ سُکوں
وجیہِ عقبیٰ و دنیا وہ عیسیِ مریمؑ
ہیں منتظر کہ یہ آئیں تو میں قدم لے لوں
بُلایا کیوں شبِ معراج اور کہا کیا کچھ
خدا ہی جانتا ہے اِس میں کیا ہے رازِ دروں
خدا کرے کہ ملے جعفری کو یہ توفیق
دُرود بھیجے جو حدّ و شمار سے ہو بروں

کیا مرا مُنہ ہے مری مدح نگاری کیا چیز
جب خُدا خود ہی ثنا خواں ہے رسُولِ عربیؐ

"اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ"

جوشؔ ملیح آبادی (شبّیر حسین خاں)

اے کہ ترے جلال سے ہل گئی بزم کافری
رعشۂ خوف بن گیا رقصِ بتانِ آذری
خشک عرب کی ریگ سے لہر اٹھی نیاز کی
قلزم حسن نازیں اف رے تری شناوری
اے کہ ترا غبار راہ تابش روئے ماہتاب
اے کہ ترا نشانِ پا، نازش مہر خاوری
اے کہ ترے بیان میں نغمۂ صلح و آشتی
اے کہ ترے سکوت میں خندۂ بندہ پروری
اے کہ ترے دماغ پر جنبش پرتو صفا
اے کہ ترے خمیر میں کاوش نور گستری
چھین لیں تو نے مجلسِ شرک و خودی سے گرمیاں
ڈال دی تو نے پیکر لات و ہبل میں تھرتھری
تیرے قدم پہ جبہہ سا روم و عجم کی نخوتیں
تیرے حضور سجدہ ریز چین و عرب کی خودسری
تیرے کرم نے ڈال دی طرحِ خلوص و بندگی
تیرے غضب نے بند کی رسم و رہِ ستمگری
لحن سے تیرے منتظم پست و بلند کائنات
ساز سے تیرے منضبط گردشِ چرخ چنبری

چینِ ستم سے بے خبر تیری جبینِ دل کشی
حرفِ وفا سے تابناک تیری بیاضِ دلبری
تیری پیمبری کی یہ سب سے بڑی دلیل ہے
بخشا گدائے راہ کو تو نے شکوہِ قیصری
بھٹکے ہوؤں پہ کی نظر، رشکِ خضر بنا دیا
راہزنوں کو دی ندا، بن گئے شمعِ رہبری
سلجھا ہوا تھا کس قدر تیرا دماغ حق رسی
پگھلا ہوا تھا کس قدر تیرا دلِ پیمبری
چشمہ ترے بیان کا غارِ حرا کی خامشی
نغمہ ترے سکوت کا نعرۂ فتحِ خیبری
زمزمہ تیرے ساز کا لحنِ بلال رضؓ حق نوا
صاعقہ تیرے ابر کا لرزشِ روحِ بوذری رضؓ
تجھ پہ نثار جان و دل مڑ کے ذرا یہ دیکھ لے
دیکھ رہی ہے کس طرح ہم کو نگاہِ کافری
تیرے فقیر اور دیں کوچۂ کفر میں صدا
تیرے غلام اور کریں اہلِ جفا کی چاکری
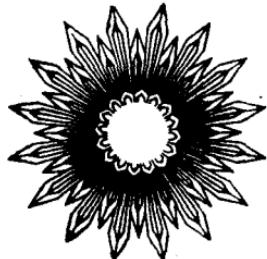
دانشؔ (احسان الحق ابن دانش علی)

حُسنِ فطرت کو ہجومِ عاشقاں درکار تھا
عاشقوں کو بہرِ سجدہ آستاں درکار تھا

زندگی تھی چلچلاتی دھوپ میں زار و زبوں
رہروؤں کو سایۂ ابرِ رواں درکار تھا

بحر کو موتی ملے، تاروں کو تنویریں ملیں
اس سخاوت کو شہِ ہر دو جہاں درکار تھا

اس بساطِ خاک کی نشو و نما کے واسطے
اک حکیمِ آب و گل اک چہرہ خواں درکار تھا

کفر کے نرغے میں گھبرائی ہوئی مخلوق کو
ذاتِ برحق کا یقینِ بے گماں درکار تھا

اے زہے تقدیر، یہ نکلا محمدؐ کا مقام
کوئی، انسان و خدا کے درمیاں درکار تھا

خالقِ ارض و سما کی مصلحت جو ہو سو ہو
اس جہاں کو ناقدِ دانشوراں درکار تھا

خامیٔ مخلوق سے خالق پہ اک آتی تھی بات
عاصیوں کو اک شفیع عاصیاں درکار تھا

قافلے کو منزلِ انسانیت کے واسطے
نسلِ انساں سے امیرِ کارواں درکار تھا

بے صدا و صوت تھی دولت سرائے آب و گل
اس فضا میں صرف آئینِ اذاں درکار تھا

چاہیئے تھا آدمی کی رہبری کو آدمی
مُرسلوں کو سر براہِ مرسلاں درکار تھا

زندگی پر کیسے کھُل جاتے رموزِ زندگی
قولِ حق کو اُن کا اندازِ بیاں درکار تھا

منجمد تھی کب سے صحرائے عرب میں تیرگی
حق نے پیغمبر وہیں بھیجا جہاں درکار تھا

نُور اُن کا عرش پر میلاد ان کا خاک پر
آسمانوں سے زمیں کو ارمغاں درکار تھا

یا محمدؐ تو نے رکھ لی مسلکِ آدم کی لاج
جس کو دانائے دو حرف کن فکاں درکار تھا

اُن سے ملتے ہی نظر کا فر مسلماں ہو گئے
اس کے معنی ہیں حرم کو پاسباں درکار تھا

دُھوپ میں ڈھوئے تھے پتھر اس لئے سرکار نے
حشر کے دن رحمتوں کا سائباں درکار تھا

رحمۃ للعالمینی سے جلے دل کے چراغ
انس و جاں کو خیر خواہِ انس و جاں درکار تھا

ہاں مرے سجدوں میں ہے دانش اُسی در کی تڑپ
میری پیشانی کو ان کا آستاں درکار تھا!

حفیظ جالندھری

وہ جس نے نوعِ انساں کو غلامی سے رہائی دی
وہ جس نے پنجۂ مرگِ دوامی سے رہائی دی
جب انساں دامِ مرگ اس کے غلاموں پر بچھاتے ہیں
حرم کے طائروں کو شانِ صیادی دکھاتے ہیں
میں ایسے حال میں تنگ آ کے جب فریاد کرتا ہوں
اسی کا نام لیتا ہوں، اسی کو یاد کرتا ہوں

وہ جس سے ربط قائم ہے زمینوں آسمانوں میں
وہ جس کا ذکر ہوتا ہے مؤذّن کی اذانوں میں
زمین و آسماں ہی جب ستم ایجاد کرتے ہیں
اُسی کے نام لیواؤں پر جب بیداد کرتے ہیں
میں ایسے حال میں تنگ آ کے جب فریاد کرتا ہوں
اسی کا نام لیتا ہوں، اسی کو یاد کرتا ہوں

وہ جس نے ابرِ رحمت بن کے بے جانوں کو جاں بخشی
چمن کو رنگ بخشا اور بُلبُل کو زباں بخشی
اسی کے باغ پر جب برق شعلہ ریز ہوتی ہے
اسی کے بے زبانوں پر چھُری جب تیز ہوتی ہے
میں ایسے حال میں تنگ آ کے جب فریاد کرتا ہوں
اسی کا نام لیتا ہوں، اسی کو یاد کرتا ہوں

ماہر القادری (منظور حسین)

رسولِ مجتبیٰ کہیے، محمدؐ مصطفیٰ کہیے
خدا کے بعد بس وہ ہیں، پھر اس کے بعد کیا کہیے
شریعت کا ہے یہ اصرار ختم الانبیاء کہیے
محبت کا تقاضا ہے کہ محبوبِ خدا کہیے
جب اُن کا ذکر ہو دُنیا سراپا گوش ہو جائے
جب اُن کا نام آئے مرحبا صلِّ علیٰ کہیے
مرے سرکار کے نقشِ قدم شمعِ ہدایت ہیں
یہ وہ منزل ہے جس کو مغفرت کا راستا کہیے
محمدؐ کی نبوت دائرہ ہے نُورِ وحدت کا
اسی کو ابتدا کہیے، اسی کو انتہا کہیے
غبارِ راہِ طیبہ سُرمۂ چشمِ بصیرت ہے
یہی وہ خاک ہے جس خاک کو خاکِ شفا کہیے
مدینہ یاد آتا ہے تو پھر آنسو نہیں رُکتے
مری آنکھوں کو ماہرؔ! چشمۂ آبِ بقا کہیے

المتوفی سنہ ۱۳۹۸ھ / ۱۹۷۸ء

وہ خیر البشر فخرِ اولادِ آدم بشیر و نذیر و ظہیرِ دو عالم
وہ لطفِ مکمل، وہ خلقِ مجسّم بنی نوعِ انساں کا غم خوار و ہمدم
غنی اور گدا کا سہارا محمدؐ
خدا کا محمدؐ، ہمارا محمدؐ

محمدؐ، وہ گم گشتہ قوموں کا ہادی جو عالم میں علم و عمل کا مُنادی
وہ پیغمبرِ عزم و خود اعتمادی شریعت ہے جس کی بہت سیدھی سادی
نہ دنیا پرستی نہ رہبانیت ہے
معیشت بداماں یہ روحانیت ہے

شرف صرف اسلام کو ہے یہ حاصل کہ جس کا نبی ہر صفت میں ہے کامل
نہ دنیا کا طالب، نہ دنیا سے غافل اولی الامر، یعنی رحیم اور عادل
وہ "مُشفِق" جو غیروں کو اپنا بنالے
وہ "قائد" جسے چاہے جیسا بنادے

"پدر" وہ۔ کہ تصویرِ شفقت سراپا وہ "استاد"۔ جو مصلحِ دین و دنیا
وہ "ناصح"، کہ جس کا ہر اک قول میٹھا وہ "ساتھی"۔ کہ دشمن کو جس پر بھروسا
وہ "مزدور"، مٹّی اٹھالے جو سر پر
وہ "سلطان"، کہ سکّہ ہے اہلِ نظر پر

"ولی"۔ وہ کہ بے وارثوں کا ہے والی
وہ "مولا"۔ سلاطین جس کے موالی
وہ "اعلیٰ"۔ کہ طرحِ مساوات ڈالی
وہ "طاھر"۔ کہ دل بھی کدورت سے خالی
وہ "اُمی"۔ کہ مسجد میں قرآں بکف ہے
وہ "دریا"۔ کہ ساحل پہ طوفاں بکف ہے

"نبی" وہ کہ مانا ہے سب انبیا نے
"جری"۔ وہ جسے کوہ، رائی کے دانے
"قوی"۔ وہ کہ جانچا ہے کوہ حرا نے
"سخی"۔ وہ کہ سائل کا احسان مانے
"غنی"۔ وہ کہ شاہی میں فقر آشنا ہے
"تہی دست"۔ ایسا کہ دستِ خدا ہے

محبت کے یوں جس نے دریا بہائے
دل اُن کا بھی چھینا، جو سر لینے آئے
یہ بندہ نوازی کے جوہر دکھائے
کہ خود کھائے جَو۔ اور جواہر لٹائے
خوشی اپنی غیروں کے غم میں بھلا دی
دیا درد جس نے، اسے بھی دوا دی

جو سویا تھا احساس، اُس کو جگایا
جو فتنہ تھا بیدار، اُس کو سلایا
کچھ ایسا اُخوت کا چشمہ بہایا
کہ دم میں تعصب کا شعلہ بجھایا
محبت سکھا دی، عداوت بھلا دی
لگا دی یہ آگ، اور وہ آتش بجھا دی

رئیس امروہوی (سید محمد مہدی عُرف اچھن)

کِس کا جمال ناز ہے جلوہ نما یہ سُو بہ سُو
گوشہ بگوشہ، در بدر، قریہ بہ قریہ، کُو بہ کُو

اشک فشاں ہے کس لئے دیدۂ منتظر مرا
دجلہ بہ دجلہ، یم بہ یم، چشمہ بہ چشمہ، جُو بہ جُو

مری نگاہِ شوق میں حسنِ ازل ہے بے حجاب
غُنچہ بہ غُنچہ، گل بہ گل، لالہ بہ لالہ، بُو بہ بُو

جلوۂ عارضِ نبیؐ، رشکِ جمالِ یوسفی
سینہ بہ سینہ، سر بہ سر، چہرہ بہ چہرہ، ہُو بہ ہُو

زلف دراز مصطفےٰ، گیسوئے لیل حق نما
طرّہ بہ طرّہ، خم بہ خم، حلقہ بہ حلقہ، مُو بہ مُو

یہ میرا اضطراب شوق، رشک جنون قیس ہے
جذبہ بہ جذبہ، دل بہ دل، شیوہ بہ شیوہ، خُو بہ خُو

تیرا تصوّرِ جمال میرا شریک حال ہے
نالہ بہ نالہ، غم بہ غم، نعرہ بہ نعرہ، ہُو بہ ہُو

بزمِ جہاں میں آج بھی یاد ہے ہر طرف تری
قصّہ بہ قصّہ، لب بہ لب، خطبہ بہ خطبہ، رُو بہ رُو

کاش ہو ان کا سامنا عین حریمِ ناز میں
چہرہ بہ چہرہ، رخ بہ رخ، دیدہ بہ دیدہ، دُو بہ دُو

عالمِ شوق میں رئیسؔ کس کی مجھے تلاش ہے
خطّہ بہ خطّہ، رہ بہ رہ، جادہ بہ جادہ، سُو بہ سُو

اِقبالؔ عظیم

کعبے سے اُٹھیں جھوم کے رحمت کی گھٹائیں مقبول ہوئیں تشنہ نصیبوں کی دُعائیں

والنجم کے پرتو سے چراغاں ہے فلک پر والشمس کے جلووں سے منور ہیں فضائیں

لولاک کے نغموں سے فضا گونج رہی ہے واللّیل کی خوشبو سے معطّر ہیں ہوائیں

اک مہرِ جہاں تاب ابھرتا ہے حرم سے اب جھوٹے خدا اپنے چراغوں کو بُجھائیں

آتی ہے شہنشاہِ شفاعت کی سواری شاداں ہیں خطا کار تو نازاں ہیں خطائیں

اُس در کے غلاموں کی ہے اُفتاد فقیری راس آتی ہیں اُن کو نہ عبائیں نہ قبائیں

ہم حلقہ بگوشانِ درِ مصطفویؐ ہیں ہم اور کسی در پہ جبیں کیسے جھکائیں

میں عازمِ طیبہ ہوں مجھے کوئی نہ روکے کہہ دو کہ حوادث مرے رستے میں نہ آئیں

میں کیا کروں مجبور ہوں بے تابیٔ دل سے میں گرمِ سفر ہوں وہ بلائیں نہ بلائیں

وہ بھی نہ سنیں گے تو بھلا کون سنے گا افسانۂ غم اور کسے جا کے سُنائیں

بس خاکِ کفِ پائے محمدؐ کی طلب ہے

اقبالؔ کا مقصود دوائیں نہ دُعائیں

شعور (پروفیسر منظور حسین)

جب لات و ہُبل کی پیشانی آدم کے لہو سے ڈھلتی تھی
جب دیر و کلیسا کی ظلمت کعبے کی سحر میں تلتی تھی
پتھر کی سلوں سے جب اپنے معبود تراشے جاتے تھے
دیوارِ حرم سے جب طوفاں بُت خانوں کے ٹکراتے تھے
جب نسل و نجابت کا قشقہ ماتھوں پہ لگایا جاتا تھا
جب لعل و گہر کی چادر میں ہر کوڑھ چھپایا جاتا تھا
جس دور میں شمعِ بُت خانہ محرابِ حرم میں جلتی تھی
دوزخ کو چھپا کر سینے میں جنّت کی ہوا جب چلتی تھی
اس وقت وہ آیا راتوں کو پیغامِ سحر دینے والا
آفاق کی ڈوبی کشتی کو ساحل کی طرف کھینے والا
سورج کی ضیا، مہتاب کی ضو، تاروں کی چمک، کلیوں کی مہک
تعبیرِ زمیں، تاویلِ زماں، مقصودِ وجودِ جنّ و ملک
تفسیرِ کتابِ کون و مکاں فخرِ دو سرا سردارِ امم
سینے میں گدازِ کربِ الم، قدموں میں وقارِ قیصر و جم
وہ جس کا نفس تہذیبِ نفس، وہ جس کی نظر تطہیرِ نظر
وہ جس کی جبیں کا ہر سجدہ معبودِ دعا، مسجودِ اثر
صحرائے عرب سے جو اُٹھ کر دنیا کے افق پر چھایا ہے
جس کا پرچم اسپین سے لے کر چین تلک لہرایا ہے

باطل کے گھنے اندھیروں سے جو بادل ہنستا گزرا ہے
تاجوں پہ گرجتا آیا ہے، کاسوں پہ برستا گزرا ہے
اے وہ کہ غلاموں کو جس نے بخشی ہے زمیں کی آقائی
آفاق کو روندے گا کب تک تلووں سے غرورِ دارائی
جمہور اٹھائے گی کب تک تابوتِ ظلِّ سبحانی
جمہور کی زندہ لاشوں پہ ناچے گی کہاں تک سلطانی
بیچیں گے ضمیروں کو کب تک ابنائے حرم بازاروں میں
تکبیر رہے گی گم کب تک زنجیروں کی جھنکاروں میں
قوموں کے لہو سے قوموں کے لبریز پیالے آج بھی ہیں
بازارِ امم میں اپنے خدا کو بیچنے والے آج بھی ہیں
پردے میں تمدن کے کب تک انسان کو انساں کھائے گا
یہ ابر کہاں تک برسے گا، یہ سیل کہاں تک جائے گا
تاریک اُفق کے ماتھے سے کب رات کی ظلمت چھوٹے گی
صبحوں کا اجالا کب ہوگا، سورج کی کرن کب پھوٹے گی
اے پشت و پناہِ کون و مکاں اس سمت بھی اک رحمت کی نظر
سن میری فغاں! لے میرا اسلام! اے ارض و سما کے پیمبرؐ
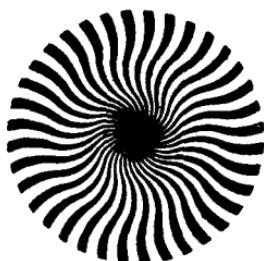
سیّد آلِ رضا لکھنوی

تہذیبِ عبادت ہے سراپائے محمدؐ تسلیم کی خوشبو چمن آرائے محمّدؐ
تنظیم خدا ساز تمنّائے محمّدؐ منشا جو خدا کا وہی منشائے محمّدؐ

جس دل میں ہے اللہ وہیں رہتے ہیں یہ بھی
اللہ جو کہتا ہے، وہی کہتے ہیں یہ بھی

اللہ کی طاعت ہے، محمدؐ کی اطاعت قرآن کی دعوت ہے، محمدؐ کی اطاعت
مرکز کی حفاظت ہے، محمدؐ کی اطاعت حد بندِ شریعت ہے، محمدؐ کی اطاعت

ہو جتنا شعور، اتنا ہی اس حد کو سمجھ کر
اسلام کو سمجھو، تو محمّدؐ کو سمجھ کر

اللہ ہے کیا؟ جس نے بتایا وہ محمدؐ پیغام سا پیغام جو لایا، وہ محمدؐ
آیات میں پیوست جو آیا، وہ محمدؐ جس نے بشریت کو سجایا وہ محمدؐ

معیار بنا بارگہِ عزّ و جل میں
آہنگِ محمدؐ، صفت قول و عمل میں

المتوفی سنہ ۱۳۹۸ھ / ۱۹۷۸ء

وہ عِلمِ مُجسّم ، وہ مشیت ، وہ محمدؐ وہ عقل مسلّم ، وہ رسالت ، وہ محمدؐ

وہ عدلِ منظم ، وہ طبیعت ، وہ محمدؐ وہ خُلقِ معظّم ، وہ شرافت ، وہ محمدؐ

نازِ احدیت یہ نیابت ہے ہماری

فخرِ بشریت ، یہ سیادت ہماری

وہ وحی کے عالم میں کمالِ بشریت اللہ کا پرتو خد و خالِ بشریت

انوار کا آئینہ ، جمالِ بشریت کیفیّت مخصوص میں حالِ بشریت

قرآنِ زباں ، طرّۂ گفتار محمّدؐ

قرآنِ عمل ، منزلِ کردار محمّدؐ

محبوبِ خدا لطف و محبت کا علمدار اخلاق ہمہ گیر کی وسعت کا علمدار

انسان سے انسان کی ملّت کا علمدار اللہ کے رشتے سے اُخُوّت کا علمدار

وہ پرچمِ احساں جو زمانے پہ کھُلا ہو

رحمت کا وہ بادل جو برسنے پہ تُلا ہو

سید ہاشم رضا

چلے ہیں سوئے عدم لے کے آرزوئے رسولؐ
یہ حوصلہ ہے کہ دم لیں گے روبروئے رسولؐ

ہماری شامِ لحد کی یہی ہے صبحِ امید
قدم بہ عرصۂ محشر، نظر بہ روئے رسولؐ

مدینہ آگیا اے ساتھیو خموش رہو
انھیں فضاؤں میں گونجی ہے گفتگوئے رسولؐ

یہی ہے منزلِ دل سانس لو محبت کی
انھیں ہواؤں میں بستی رہی ہے بوئے رسولؐ

سفر قمر کا میسّر ہوا تو دیکھیں گے،
چمک دمک ہے وہاں بھی بطرزِ کوئے رسولؐ

ہیں تخت وتاج وزر و مال ان کی ٹھوکر میں
رہی ہے جن کے تصوّر میں آبروئے رسولؐ

نہ سوشلزم سمجھتے ہیں ہم نہ کیپٹلزم
ہمارے فہم و فراست کا رُخ ہے سُوئے رسولؐ

ہزار بت تھے جہاں میں ہـزار سالوں سے

مگر ٹھہر نہ سکا کوئی دو بدوئے رسولؐ

کن آندھیوں میں جلا تھا چـراغِ مصطفویؐ

کن آفتوں کا مداوا بنی ہے خوئے رسولؐ

جمال نورفشاں اور کلام سـازِ الست

زہے جبینِ محـمّدؐ، زہے گلوئے رسولؐ

ہماری بات ہی کیا ہے بسـاط ہی کیا ہے

کلام رب کو ہوئی جب کہ جستجوئے رسولؐ

بڑھیں گے عابد و زاہد تو سُوئے نہـر لبن

ہم ایسے رند ملیں گے کنارِ جوئے رسولؐ

ہماری عقـل کہاں رتبۂ رسولؐ کہاں

کمالِ عشق سے ممکن ہے جُستجوئے رسولؐ

حضورؐ ہم نہ ہوئے آپ کے زمانے میں

گلہ کریں گے مقدّر کا رو بروئے رسولؐ

شاعر لکھنوی (حسن پاشا)

کوئی کیا بتائے کہ چیز کیا یہ گدازِ عشقِ رسولؐ ہے
جو نہاں ہو دل میں تو آگ ہے، جو نظر میں آئے تو پھول ہے

وہ ادا ہے کتنی لطیف تر جو بنائے لطفِ رسولؐ ہے
وہ نگاہ کتنی حسین ہے، جو نگاہ اُن کو قبول ہے

جو نفس نفس کا ہے مدعا نہ کہوں حضور میں کیوں بھلا
کہ مرے نبیؐ کو پسند ہے مری داستاں میں جو طول ہے

زہے کیف سجدۂ معتبر کہ میں کھو گیا ہوں جھکا کے سر
مجھے ہوش کیا کہ یہ عرش ہے کہ زمین کوئے رسولؐ ہے

جسے اُس نظر سے ہیں نسبتیں وہی دل ہے عشق میں کام کا
جو نہ تاب عکس بھی لا سکا تو وہ آئینہ ہی فضول ہے

تری جستجو میں جو آئے تو مجھے موت بھی ہے عزیز تر
تری آرزو میں ملے اگر مجھے زندگی بھی قبول ہے

درِ مصطفٰےؐ کی تلاش تھی میں پہنچ گیا ہوں خیال میں
نہ تھکن کا چہرے پہ ہے اثر، نہ سفر کی پاؤں پہ دھول ہے

کوئی اہلِ دل ہی بتائے گا کہ شعور کیا ہے اصول کیا
تری جستجو ہی شعور ہے، تری آرزو ہی اصول ہے

ذرا سوچ واعظِ خوش بیاں میں کہاں ہوں عشق میں تو کہاں
تری راہ عالمِ خلد ہے، مری راہ کوئے رسولؐ ہے

کبھی خوش بیاں کبھی بے نوا، ہے عجیب طرح کا دل مرا
غمِ مصطفٰےؐ سے ہے شادماں، غمِ زندگی سے ملول ہے

یہی شاعر اپنی ہے آرزو، وہ دیار ہو میرے روبرو
کہ جہاں عطا کی ہیں بارشیں کہ جہاں کرم کا نزول ہے

فضلؔی (سیّد فضل احمد کریم)

ہے اگر کائنات ایک رباب
ذاتِ پاکِ حضور ہے مضراب

سب میں کچھ کچھ کمی سی لگتی ہے
جو بھی آتے ہیں ذہن میں القاب

وہ کہ ان کا نہیں کوئی بھی مثیل
وہ کہ ان کا نہیں کوئی بھی جواب

ان کی ذات و صفات اک دریا
اور الفاظ میرے مثل حباب

بے نواؤں کو عظمتیں بخشیں
ان کی عظمت کی کوئی حد نہ حساب

نور ان کا ہے کر دیا جس نے
ذرّے ذرّے کو مہرِ عالم تاب

قوم جو علم سے تھی بے بہرہ
کھول دی زندگی کی اس پہ کتاب

بے ادب بادیہ نشینوں کو
آئے موت و حیات کے آداب

موت کو یوں بنا دیا محبوب
لوگ مرنے کو ہو گئے بے تاب

دولت و ملک و نسل کی تفریق
تھی جو انسانیت کے حق میں عذاب

یوں مٹا دی کہ بوذر و سلماںؔ
ہو گئے ہمسرِ عمرؔ خطّاب

آپؐ ہی کی بتائی وہ نکلی
جب بھی سوجھی کسی کو راہِ صواب

ان کا پیغام جس نے اپنایا
آگیا اس کی زندگی پہ شباب

روح کو ان کے عشق سے آرام
دل ہے گو ان کے عشق میں بیتاب

ان کی خوشبو نفس نفس میں ہے
سانس لینا بھی اب ہے کارِ ثواب

ذکرِ پاک اُن کا اور تو فضلؔی
بے ادب سیکھ عشق کے آداب

احمد ندیم قاسمی (احمد شاہ)

کچھ نہیں مانگتا شاہوں سے، یہ شیدا تیرا
اس کی دولت ہے فقط نقشِ کفِ پا تیرا

تہ بہ تہ تیرگیاں ذہن پہ جب ٹوٹتی ہیں
نور ہو جاتا ہے کچھ اور ہویدا تیرا

کچھ نہیں سوجھتا جب پیاس کی شدت سے مجھے
چھلک اٹھتا ہے مری روح میں مینا تیرا

پورے قد سے میں کھڑا ہوں تو یہ تیرا ہے کرم
مجھ کو جھکنے نہیں دیتا ہے سہارا تیرا

دست گیری مری تنہائی کی، تو نے ہی تو کی
میں تو مر جاتا اگر ساتھ نہ ہوتا تیرا

لوگ کہتے ہیں کہ سایہ ترے پیکر کا نہ تھا
میں تو کہتا ہوں، جہاں بھر پہ ہے سایا تیرا

تو بشر بھی ہے، مگر فخرِ بشر بھی تو ہے
مجھ کو تو یاد ہے بس اتنا سراپا تیرا

میں تجھے عالمِ اشیاء میں بھی پا لیتا ہوں
لوگ کہتے ہیں کہ ہے عالمِ بالا تیرا

مری آنکھوں سے جو ڈھونڈیں، تجھے ہر سو دیکھیں
صرف خلوت میں جو کرتے ہیں نظارا تیرا

وہ اندھیروں سے بھی درّانہ گزر جاتے ہیں
جن کے ماتھے پہ چمکتا ہے ستارا تیرا

ندیاں بن کے پہاڑوں میں تو سب گھومتے ہیں
ریگزاروں میں بھی بہتا رہا دریا تیرا

شرق اور غرب میں بکھرے ہوئے گلزاروں کو
نکہتیں بانٹتا ہے آج بھی صحرا تیرا

اب بھی ظلمات فروشوں کو گلہ ہے تجھ سے
رات باقی تھی کہ سورج نکل آیا تیرا

تجھ سے پہلے کا جو ماضی تھا۔ ہزاروں کا سہی
اب جو تا حشر کا فردا ہے۔ وہ تنہا تیرا

ایک بار اور بھی یثرب سے فلسطین میں آ
راستہ دیکھتی ہے مسجدِ اقصیٰ تیرا

حقّیؔ (شان الحق)

مجھے تو صرف اتنا ہی یقیں ہے
مرا تو بس یہی ایمانؔ و دیں ہے
اگر تم مقصدِ عالم نہیں ہو
تو پھر کچھ مقصد عالم نہیں ہے

نہیں میں واقفِ سرِّ الٰہی
مگر دل میں یہ نکتہ جاگزیں ہے
جو دل انوار سے ان کے ہے روشن
وہی کعبہ وہی عرشِ بریں ہے

یہ سمجھے معنیِ لولاک میں نے
کہ ہستی بخششِ جاں آفریں ہے
مگر آزارِ ہستی کا مداوا
عطائے رحمتؐ للعالمیں ہے

وہ شہر بے حصار ان کا، مدینہ
کہ جس کی خاک ارمانِ جبیں ہے
نہ پوچھو ہے سواد اس کا کہاں تک
یہ المغرب سے تا اقصائے چیں ہے

نہ کہئے ان کا سایہ ہی نہیں تھا
کہ ثانی تو کوئی بے شک نہیں ہے
مگر جس پر بھی سایہ پڑ گیا ہے
وہ انساں نازشِ روئے زمیں ہے

نہ سمجھو ہم کو محرومِ نظّارہ
وہ حُسن اب بھی نگاہوں کے قریں ہے
یہ دیکھو صبح ہے کتنی منوّر
یہ دیکھو چاندنی کتنی حسین ہے

جھکی جاتی ہے خود سجدے میں گردن
نہ جانے کفر ہے یا کارِ دیں ہے
کہ دل میں ما سوائے اسم احمدؐ
نہیں ہے، کچھ نہیں ہے، کچھ نہیں ہے

انور صابری (مولینا محمد انور)

مچلنے لگے میری پلکوں پہ آنسو مجھے جب شہنشاہِ دیں یاد آئے
ستاروں کو قصّے دلِ مبتلا کے نگاہوں کی خاموشیوں نے سُنائے

کروں میں جہاں جا کے ذکرِ محمدؐ، مزہ جب ہے اے جذبۂ والہانہ
مرے سازِ احساس پر روحِ جامیؒ، کوئی اپنی تازہ غزل گنگنائے

وہ معراج کی شب پئے خیر مقدم تھا افلاک پر شادمانی کا عالم
بہشتِ بریں میں صفِ انبیاءؑ نے درودوں سلاموں کے تحفے سجائے

وفا کا یہی مقصدِ زندگی ہے، یہی اولیں شرطِ عشقِ نبیؐ ہے
کبھی شدّتِ اضطرابِ الم سے، نمی چشمِ حسرت میں آنے نہ پائے

نہ گھبراؤ اے عاشقانِ رسالت، دمِ گرمیٔ آفتابِ قیامت
قبائے شفاعت کے ہوں گے میسّر سروں پر سرِ حشر پُر کیف سائے

جدھر اُٹھ گئے پائے سرکارؐ والا، کلیجے سے ظلمت کے اُبھرا اُجالا
جوارِ نقوشِ قدم تک جو پہنچے وہ ذرّے مثالِ سحر جگمگائے

مدینہ کی جانب تمنّا ہے انورؔ! چلوں اس ادا سے باندازِ مستی
صحابہؓ کے دورِ محبّت کا خاکہ مرا رہبرِ آرزو بنتا جائے

تبسّم (صوفی غلام مصطفیٰ)

رخشندہ تیرے حُسن سے رُخسارِ یقیں ہے
تابندہ تیرے عشق سے ایماں کی جبیں ہے

ہر گام تیرا ہم قدم، گردشِ دوراں
ہر جادہ ترا رہ گزرِ خُلدِ بریں ہے

جس میں ہو ترا ذکر، وہی بزم ہے رنگیں
جس میں ہو ترا نام، وہی بات حسیں ہے

چمکی تھی کبھی جو ترے نقشِ کفِ پا سے
اب تک وہ زمیں چاند ستاروں کی زمیں ہے

جُھکتا ہے تکبّر تری دہلیز پہ آ کر
ہر شاہ تری راہ میں اک خاک نشیں ہے

چمکا ہے تری ذات سے انساں کا مقدّر
تو خاتمِ دوراں کا درخشندہ نگیں ہے

آیا ہے ترا اسمِ مُبارک مرے لب پر
گرچہ یہ زباں اس کی سزاوار نہیں ہے

المتوفی سنہ ۱۳۹۸ھ / ۱۹۷۸ء

فنا نظامی کانپوری

ہر ابتدا سے پہلے ہر اک انتہا کے بعد
اعلیٰ ہے سب سے ذاتِ محمدؐ خدا کے بعد

شاید اسی کا نام ہے توہینِ جستجو
منزل کی ہو تلاش ترے نقشِ پا کے بعد

دل مطمئن ہے یوں تری بزمِ پناہ میں
بیمار مسکراتا ہو جیسے شفا کے بعد

تشبیہ کے لئے ہیں یہ خورشید و ماہتاب
حاجت بھی ورنہ کیا تھی رخِ مصطفےٰ کے بعد

دنیا تری بھی فکر سے غافل نہیں ہوں میں
لیکن خیالِ دین رسولِؐ خدا کے بعد

کہنا رسولِؐ پاک سے طیبہ کے زائرو
میرا سلام اپنی ہر اک التجا کے بعد

مصرع یہ خوب حضرتِ جوہر[1] کا ہے فنا
اسلام زندہ ہوتا ہے ہر کربلا کے بعد
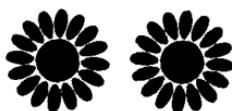
[1] مولانا محمد علی جوہر

ساغر نظامی، میرٹھی (صمد یار خاں)

حُسن سراپا، عشق مجسّم صلّی اللہ علیہ وسلم
روئے مُنوّر، گیسوئے پُرخم صلی اللہ علیہ وسلم

صاحبِ قرآں، فخرِ رسُولاں، خسروِ دیں، رحمتِ یزداں
بادہ عرفاں، ساقیٔ عالم صلی اللہ علیہ وسلم

اُنس کا مرکز، خیر کا مأمن، شوق کا مرجع، درد کا مسکن
حُسن کا منبع، عشق کا سنگم صلی اللہ علیہ وسلم

زخمۂ وحدت، نغمۂ کثرت، سازِ محبت، رازِ خلقت
عنوانِ افسانۂ آدم صلی اللہ علیہ وسلم

فرش سے ہے تا عرش اُجالا، ذرہ ذرہ نور کا ہالہ
شمعِ دو عالم، مہرِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم

اے کہ طبیبِ عالمِ امکاں، چارہ گرِ بیماریٔ انساں
تونے رکھا زخموں پہ مرہم صلی اللہ علیہ وسلم

سازِ ازل سے سوزِ ابد تک ایک ترنّم ایک تلاطم
بربطِ جاری، نغمۂ پیہم صلی اللہ علیہ وسلم

سر میں سجودِ شوق کا طوفاں، آنکھوں میں سوا برباراں
کوئے مدینہ اور یہ موسم صلی اللہ علیہ وسلم

رعنا اکبر آبادی

گلِ معنی کِھلا جب رحمۃٌ للعالمیں آئے
مشیّت تھی کہ آخر میں بہارِ اوّلیں آئے

زمیں کے فرش پر عرشِ الٰہی کے مکیں آئے
بساطِ فقر لے کر مالکِ دُنیا و دیں آئے

بڑھایا اور بھی سوزِ محبت شانِ ہجرت نے
جہاں روشن ہوئی یہ شمع پروانے وہیں آئے

تصدق ان کی تنہائی پہ ہنگامہ دو عالم کا
حرا کے غار کی قسمت جو عزلت گزیں آئے

تڑپ کر رہ گیا ایک ایک ذرّہ بزمِ ہستی کا
تجلّی تھی کچھ ایسی ہر نظر سمجھی یہیں آئے

زمیں پر لے کے اوجِ عرش سے تحفے محبت کے
خدا واقف ہے کتنی مرتبہ رُوح الامیں آئے

ستارے رہ گئے سارے تڑپ کر بامِ قدرت پر
زمیں کے چاند بن کر جب یہ بالائے زمیں آئے

رسول اللہ کا عرفاں ہے، عرفانِ خُدا رعنا
اگر ایماں نہ ہو ان پر خُدا کا کیا یقیں آئے

المتوفی سنہ ۱۳۹۹ھ ۱۹۷۹ء

نشور واحدی

ذکر اُس کا ہے اور باچشمِ پُرنم نازاں ہے جس پر تاریخِ آدم
ایمانِ مطلق ارشادِ محکم نورِ مجسّم ، جانِ دو عالم

رُوحِ ہدایت احمد بہ نامے
یثرب مقامے بطحا خرامے

ہوتا نہیں گر فیضِ اَلَسْتی دنیا اُجڑ کر شاید نہ بستی
ظلِّ نبی سے مستی و ہستی جس نے مٹائی باطل پرستی

مہتاب دستے خورشید گامے
صبحش چہ صبحے شامش چہ شامے

اُبھرا ہے جب سے ہستی کا تارا طوفاں بکف ہے عالم ہی سارا
بے سود کشتی ، جھوٹا کنارا ختمِ رُسل کا سب کو سہارا

ذاتِ رفیقش خاصے بہ عامے
کہنہ کلیمے ، تازہ پیامے

عثمانیت ہے غم کوش رہنا صبر و رضا میں پُرجوش رہنا
جس نے سکھایا ذی ہوش رہنا خنجر کے نیچے خاموش رہنا

خوں در گلو و قرآں بہ کامے
محو کلام و خود لا کلامے

پھر شمعِ ایماں ضو پا رہی ہے تاریخ ماضی دُہرا رہی ہے
بزمِ سیاست تھرا رہی ہے کعبہ کی جانب خلق آ رہی ہے

منزل بہ منزل گامے بہ گامے
عالم مسافر کعبہ مقامے

تابشؔ دہلوی، سید مسعود الحسن

راحتِ دل، سکونِ جاں یعنی
وہی غمخوارِ عاصیاں یعنی

جو قدم سے حدوث میں آیا
وجہِ تخلیقِ ہر جہاں یعنی

شہرہ ہے جس کی مصطفائی کا
وہی ممدوحِ قدسیاں یعنی

شرفِ اجتبائی جس کو ملا
وہی سرخیلِ نوریاں یعنی

ذات سے اپنی حجّتِ اکبر
ماورائے ہر این و آں یعنی

بے نظیری میں خود نظیر اپنا
بے مثالی کا خود نشاں یعنی

مہبطِ وحی و مرکزِ الہام
کاشفِ سرِّ کن فکاں یعنی

مصدرِ خیر، منبعِ الطاف
قاسمِ کوثر و جناں یعنی

خُلق میں سر بسر رؤف و رحیم
آدمیت کا پاسباں یعنی

سرِ دامن ہے جس کا، ابرِ کرم
وہی دلدارِ خستگاں یعنی

عشرتِ نطق جس کا نام عزیز
ذکر جس کا نشاطِ جاں یعنی

لائقِ مدح ہے وہی تابشؔ
وہی سرتاجِ مرسلاں یعنی

محشر بدایونی (فاروق احمد)

ہم کو کیا خوف باطل کے میدان میں
سیفِ حق ہاتھ میں روح قرآن میں

اُسوۂ مصطفےٰ ؐ کا چراغ آج بھی
جل رہا ہے ہواؤں کے طوفان میں

شہرِ بطحا سے دور ایسی ہے زندگی
جیسے تنہا مسافر بیابان میں

ہم نبی ؐ کی محبت سے باہر کہاں
یہ محبت تو شامل ہے ایمان میں

ہے یہ عمرِ تصوّر بھی اُن کا کرم
ہر نفس ایک اضافہ ہے احسان میں

پھر وہ صدق و یقیں دے الٰہی ہمیں
تھا جو صدیق رضؓ و فاروق رضؓ و عثمان رضؓ میں

جذبۂ بوذری رضؓ ، سطوتِ حیدری رضؓ
پھر سے پیدا ہو ایک اک مسلمان میں

بارشیں اور رحمت کی یہ بارشیں
اب شمارِ گنہ بھی نہیں دھیان میں

دیکھ محشر وہ چشمِ خطا پوش اٹھی
دفعتاً کیسی جنبش ہے میزان میں

منوّر بدایونی (ثقلین احمد)

نعتِ محبوبِ داور سند ہو گئی
فردِ عصیاں مری مُسترد ہو گئی

مجھ سا عاصی بھی آغوشِ رحمت میں ہے
یہ بھی بندہ نوازی کی حد ہو گئی

عمر بھر میں نے دنیا میں نعتیں لکھیں
میری بخشش یہیں مستند ہو گئی

عرش تک تو خیالوں نے سمجھا اُنہیں
ختم آگے تخیّل کی حد ہو گئی

جو تجلّی منوّر مرے دل میں تھی
وہ پسِ مرگ شمعِ لحد ہو گئی

فگارؔ (دلاور حسین بدایونی)

جمالِ ماہ و انجم عارضِ احمدؐ کی تابانی
طلوعِ صبحِ خنداں مصطفیٰؐ کی خندہ پیشانی
محمدؐ کی غلامی کر کہ تو بھی سیکھ جائے گا
جہاں بینی، جہاں گیری، جہاں داری، جہاں بانی
نظر جب مصحفِ رخ پر پڑی جبریلؑ نے دیکھا
لکھی ہیں عارضِ پُر نور پر آیاتِ قرآنی
مرے آقاؐ نے اس حد تک بھرا ہے میرے داماں کو
جہاں تک ساتھ دے سکتی تھی میری تنگ دامانی
سفر میں آخرت کے اور زادِ راہ کیا لیجے
بہت ہے دیدۂ گریاں میں ایک اشکِ پشیمانی
زبانِ شوق پر نامِ محمدؐ آگیا آخر
بس اے بیتابیٔ دل بس، یہیں تک تھی پریشانی
رسُولِ پاکؐ کو عام آدمی سمجھے تو کیا سمجھے
قرائن سارے انسانی، شمائل سارے سبحانی
قیامت میں فگارِ بے نوا کی دستگیری کو
بہت ہے ایک نظمِ مختصر کی نعت عنوانی

نعیم صدّیقی (فضل الرحمٰن)

ہوا ہے دل کا تقاضا کہ ایک نعت کہوں
میں اپنے زخم کے گلشن سے تازہ پھول چُنوں
پھر ان پہ شبنم اشک سحر گہی چھڑکوں
پھر ان سے شعروں کی لڑیاں پرو کے نذر کروں
میں ایک نعت کہوں، سوچتا ہوں کیسے کہوں

میں تیرہ صدیوں کی دوری پہ ہوں کھڑا حیراں
یہ ایک ٹوٹا ہوا دل یہ دیدۂ گریاں
یہ منفعل سے ارادے یہ مضمحل ایماں
یہ اپنی نسبتِ عالی یہ قسمت واژوں
میں ایک نعت کہوں، سوچتا ہوں کیسے کہوں

یہ تیرے عشق کے دعوے یہ جذبۂ بیمار
یہ اپنی گرمئ گفتار، پستئ کردار
رواں زبانوں پہ اشعار، کھو گئی تلوار
حسین لفظوں کے انبار، اُڑ گیا مضموں
میں ایک نعت کہوں، سوچتا ہوں کیسے کہوں

پہن کے تاج بھی غیروں کے ہم غلام رہے
فلک پہ اُڑ کے بھی شاہیں اسیرِ دام رہے
بنے تھے ساقی مگر پھر شکستہ جام رہے
نہ کارساز خرد ہے نہ حشر خیز جنوں
میں ایک نعت کہوں، سوچتا ہوں کیسے کہوں

یہاں کہاں سے مجھے رفعتِ خیال ملے
کہاں سے شعر کو اخلاص کا جمال ملے
کہاں سے قال کو گم گشتہ رنگِ حال ملے
حضورؐ! ایک ہی مصرع یہ ہو سکا موزوں
میں ایک نعت کہوں، سوچتا ہوں کیسے کہوں

صؔباؔ متھراوی (رفیع احمد)

زباں جبریلؑ کی دے دے تو پورا ہو سخن میرا
کہ بہرِ نعت یارب کھُل رہا ہے اب دہن میرا
یہ کس مہکے ہوئے رنگین گل کا تذکرہ نکلا
کہ عطر و مُشک و عنبر سے بھرا گُنجِ دہن میرا
چراغِ قسمتِ عالم ہے روشن جس کے جلووں سے
وہی نقشِ کفِ پا ہے چراغِ انجمن میرا
فلک بولا - ازل سے یہ شفیع حشر میرا ہے
زمیں کہنے لگی - ہے یہ شہنشاہِ زمن میرا
کہا شب نے - کہ اس ماہِ حقیقت کی امیں میں ہوں
سحر بولی - ہے یہ رحمت کے پھولوں کا چمن میرا
قمر بولا - میرے سینہ میں داغِ عشق ہے اس کا
کہا سورج نے - ہے یہ پیکر جلوہ فگن میرا
ہوا بولی - کہ اس کے گیسوؤں کی مجھ میں خوشبو ہے
فضا بولی - کہ نکھرا ہے اسی سے پیرہن میرا
کہا بادل نے - میں اس بارشِ رحمت کا چھینٹا ہوں
کہا دریا نے - اس سے دل ہوا ہے موجزن میرا
کہا پھولوں نے - رنگت ہم میں ہے اس کے تبسّم کی
کہا گلشن نے - ہے ماحول اس سے خندہ زن میرا

کہا پستی نے یہ دے گا عروج آسماں مجھ کو
بلندی نے کہا۔ یہ ہے وقارِ انجمن میرا

کہا غربت نے۔ یہ تسکین کی دولت مجھے دے گا
کہا دولت نے۔ یہ ہے پردہ دارِ حُسنِ ظن میرا

کہا انسانیت نے۔ یہ میرے چہرہ کی رونق ہے
کہا تہذیب نے۔ یہ ہے عروجِ علم و فن میرا

تمدّن نے کہا۔ یہ زندگی ہے زندگی میری
معیشت بول اٹھی۔ یہ ہے نقشِ جان و تن میرا

عبادت نے کہا۔ اس سے بڑھی ہے آبرو میری
سیاست نے کہا۔ یہ ہے نظامِ انجمن میرا

مشیّت نے صدا دی ۔ رحمۃٌ للعالمین ہے یہ
کہا حق نے۔ یہی تو ہے حبیبِ خوش سخن میرا

یہی محبوبِ فطرت ہے یہی مقصودِ قسمت ہے
صؔبا ہے آج محفل میں جو موضوعِ سخن میرا

شفیق کوٹی (شفیق اللہ خاں)

اِرم مدینے میں باغ جناں مدینے میں
ہر ایک چیز ہے جنّت نشاں مدینے میں
زمیں پہ کیوں نہ جھکے آسماں مدینے میں
ہیں محوِ خواب شہِ دو جہاں مدینے میں
ہر اک قدم پہ مسلسل ہے رحمتوں کا نزول
علایقِ غمِ ہستی کہاں مدینے میں
یہیں طلوع ہوا اور یہیں چڑھا پروان
جمالِ ذات ہے جلوہ چکاں مدینے میں
قدم قدم پہ جہالت اثر دُھند لکے تھے
تجلّیوں کی ہے بارش جہاں مدینے میں
جہانِ کفر و ضلالت میں مچ گیا کہرام
ہوئی بلند جو پہلی اذاں مدینے میں
سرِ نیاز کے سجدوں کو کیا کروں یارب
جبینِ شوق یہاں آستاں مدینے میں
فضائے سدرہ و طوبیٰ مری نظر میں نہیں
مجھے تو چاہیئے اک آشیاں مدینے میں
غمِ حیات غمِ آخرت غمِ کونین
میں بھول جاؤں گا سب بے گماں مدینے میں

کوثر نیازی (مولانا محمد کوثر خاں)

خورشیدِ رسالت کی شعاؤں کا اثر ہے
احرام کی مانند مرا دامن تر ہے

نظّارۂ فردوس کی یارب نہیں فرصت
اس وقت مدینے کی فضا پیشِ نظر ہے

اس شہر کے ذرے ہیں مہ و مہر سے بڑھ کر
جس شہر میں اللہ کے محبوب کا گھر ہے

یہ راہ کے کنکر ہیں کہ بکھرے ہوئے تارے
یہ کاہ کشاں ہے کہ تری گردِ سفر ہے

اس صاحبِ معراج کے در کا ہوں بھکاری
قرآن میں جس کے لئے "مَازَاغَ الْبَصَرُ" ہے

اک مہر لقا، ماہِ حرا کا ہے یہ اعجاز
ہر اشک مری آنکھ کا تابندہ گہر ہے

میں گنبدِ خضرا کی طرف دیکھ رہا ہوں!
کوثر مرے نزدیک یہ معراجِ نظر ہے

ذہینؔ (بابا ذہین شاہ تاجی)

تعبیرِ شبِ غیب شبستانِ محمدؐ
"والفجر" طلوعِ رخِ تابانِ محمدؐ

ہے کوئی جو دیکھے رخِ تابانِ محمدؐ
ہر دم نگہِ حق ہے نگہبانِ محمدؐ

یہ مشک فشاں، پیکرِ جاں خلد بداماں
اللہ رے گلہائے گلستانِ محمدؐ

ہر آن نئی شان میں اللہ نمایاں
ہر شان ہے اللہ کی شایانِ محمدؐ

یہ وسعتِ کونین مری طرح ذہینؔ آج
حاضر ہے تہِ گوشۂ دامانِ محمدؐ

المتوفی سنہ ۱۳۹۸ھ / ۱۹۷۸ء

مولانا مفتی محمد شفیع

پھر پیشِ نظر گنبدِ خضرا ہے حرم ہے — پھر نامِ خدا روضۂ جنت میں قدم ہے

پھر شکرِ خدا سامنے محرابِ نبیؐ ہے — پھر سر ہے مرا اور ترا نقشِ قدم ہے

محرابِ نبی ہے کہ کوئی طورِ تجلّی — دل شوق سے لبریز ہے اور آنکھ بھی نم ہے

پھر منّتِ دربان کا اعزاز ملا ہے — اب ڈر ہے کسی کا نہ کسی چیز کا غم ہے

پھر بارگہِ سیّدِ کونینؐ میں پہنچا — یہ اُن کا کرم اُن کا کرم اُن کا کرم ہے

یہ ذرّۂ ناچیز ہے خورشید بداماں — دیکھ اُن کے غلاموں کا بھی کیا جاہ و حشم ہے

ہر موئے بدن بھی جو زباں بن کے کرے شکر — کم ہے بخدا ان کی عنایات سے کم ہے

رگ رگ میں محبت ہو رسولِ عربیؐ کی — جنت کے خزائن کی یہی بیع سلم ہے

وہ رحمتِ عالم ہے شہِ اسود و احمر — وہ سیدِ کونین ہے آقائے اُمم ہے

وہ عالمِ توحید کا مظہر ہے کہ جس میں — مشرق ہے نہ مغرب ہے عرب ہے نہ عجم ہے

دل نعتِ رسولِ عربیؐ کہنے کو بے چین

عالم ہے تحیّر کا زباں ہے نہ قلم ہے

عبرت صدیقی بریلوی (تبارک علی)

فضا زمانے کی تھی مکدّر ظہورِ خیرُ البشر سے پہلے
جہاں میں تھا مستقل اندھیرا نمودِ نورِ سحر سے پہلے
ہوئی ہے تخلیقِ نورِ سرور ازل میں شمس و قمر سے پہلے
کہ ان چراغوں کو ضو ملی ہے انھیں کی روشن نظر سے پہلے
کمالِ علم و عمل کا پیکر، کرم مجسّم، تمام رحمت
جہاں میں ان خوبیوں کا انساں نہ آیا خیر البشر سے پہلے
حرا سے اک چاند لے کے اُبھرا بقائے دیں کے نئے تقاضے
بایں عزائم نہ کوئی گزرا عمل کی اس رہ گُزر سے پہلے
جہاں کو درسِ حیات دے کر وقارِ انسانیت بڑھایا
بشر کو اپنے مقام کی کچھ خبر نہ تھی اس خبر سے پہلے
خدا نے خود عرش پر بلا کر عطا کیا ہے یہ خاص منصب
کسے یہ حاصل ہوئی ہے عظمت جہاں میں خیر البشر سے پہلے
وہ ہر فسانے کی ابتدا ہیں انھیں کا ہے نور نورِ اوّل
رُخِ منوّر حجاب میں تھا تخیّلِ بُوالبشرُ سے پہلے
خود اپنے دامن میں بڑھ کے لے گی گناہگاروں کو شانِ رحمت
ندامتوں کے ڈھلیں تو آنسو بہ پیشِ حق چشمِ تر سے پہلے
نہ جانے کیا شے لئے ہوئے ہے زمینِ طیبہ کا ذرہ ذرہ
کہ دل نے عبرت کئے ہیں سجدے قدم قدم پر نظر سے پہلے

صہبا اختر (بریلوی)

صبح دم جب بزمِ گل میں چہچہاتے ہیں طیُور
پَو پھٹے جب جھلملاتا ہے فضائے شب میں نُور
روشنی جب پردۂ ظلمت سے کرتی ہے ظہور
تب مجھے محسوس ہوتا ہے کہ کیا ہوں گے حضورؐ

اک ہوائے سرخوشی میں جھومتے ہیں جب نہال
جب اذاں بن کر چمک اٹھتی ہے آوازِ بلالؓ
دل پہ جب اسمِ محمدؐ سے برستا ہے سُرور
تب مجھے محسوس ہوتا ہے کہ کیا ہوں گے حضورؐ

دل کی ہر دھڑکن سے آتی ہے صدائے یا رسُولؐ
جب مرے سینے میں کھلتے ہیں ولائے حق کے پھُول
جب مری سانسوں کی خوشبو پھیلتی ہے دُور دُور
تب مجھے محسوس ہوتا ہے کہ کیا ہوں گے حضورؐ

عرش سے تا فرش جب آتی ہے آوازِ درُود
ہر طرف ہوتا ہے جب پاکیزہ کرنوں کا ورود
جب نظر آتا ہے ہر ذرّہ مثالِ کوہِ طور
تب مجھے محسوس ہوتا ہے کہ کیا ہوں گے حضورؐ

ضو بداماں صوت میں جب گونجتی ہے برملا
المُزّمِّل ، المُدّثّر ، المُبَشِّر کی صدا

اور جب قرآن کی آیات سے اٹھتا ہے نُور
تب مجھے محسوس ہوتا ہے کہ کیا ہوں گے حضورؐ

کچھ نہیں ہے میرے اک تصوّر کے سوا
یہ تصوّر بھی نہیں کچھ اک تحیُّر کے سوا
پھر بھی جب میرا تصوّر دیکھتا ہے کچھ ضرور
تب مجھے محسوس ہوتا ہے کہ کیا ہوں گے حضورؐ

جب مَلک بھی نعت خواں ہوتے ہیں میرے ساتھ ساتھ
جب مرے شانوں پہ ہوتا ہے کسی سورج کا ہاتھ
جب مرا دل ظلمتِ دنیا سے ہوتا ہے نفور
تب مجھے محسوس ہوتا ہے کہ کیا ہوں گے حضورؐ

بجلیاں جب ٹوٹتی ہیں خون کے اوراق پر
آندھیاں جب سنسناتی ہیں مرے آفاق پر
اُن کے صدقے، مطمئن رہتا ہے قلبِ ناصبُور
تب مجھے محسوس ہوتا ہے کہ کیا ہوں گے حضورؐ

اُن کے قدموں کی تجلّی میرے صبح و شام پر
دائماً رحمت ہیں صہبا، اور اُن کے نام پر
بخش دیتا ہے خُدا جب مجھ سے عاصی کے قصور
تب مجھے محسوس ہوتا ہے کہ کیا ہوں گے حضورؐ

فقیرؔ، ڈاکٹر سید انعام احسن

سرورِ کونینؐ، ختم الانبیاؐ | بندۂ حق، مظہرِ شانِ خدا
محسنِ انسانیت، خیر البشرؐ | مخزن و سرچشمۂ صدق و صفا
نیّرِ بُرجِ سخا، گیتی فروز | گوہرِ یک دانۂ دُرجِ عطا
کعبۂ دل، قبلۂ روح و رواں | فخرِ ایماں، نازشِ دینِ ہُدٰی
مطلعِ صبحِ ازل، نورِ ابد | معنیٔ شمس الضحٰی، بدر الدُّجٰی
آشنائے منزلِ ناز و نیاز | عاشقِ داور، حبیبِ کبریا
یہ مقامِ قُرب، اللہ الصَّمَد! | یہ کمالِ بندگی، یہ ارتقا
دستِ قدرت کا وہ یکتا شاہکار | سایہ بھی جس کا نہ پیدا ہو سکا
جنّتِ لطفِ زباں، فردوسِ گوش | کیا مبارک نام ہے، صَلِّ عَلٰی
آپ کا ہر فعل، تفسیرِ کتاب | آپ کا ہر قول، فرمانِ خدا
آپ کے اَحکام دستورِ حیات | آپ کا پیغام، پیغامِ بقا
دیدنی ہے آج میری بےبسی | المدد، اے شافعؐ روزِ جزا

بندۂ عاجز، فقیرِ کج بیاں
کیا کرے گا مدحِ ممدوحِ خدا

حفیظ تائبؔ، عبدالحفیظ

بادِ رحمت سنک سنک جائے　　وادیٔ جاں مہک مہک جائے
نطقِ حضرتؐ کی بات جب چھیڑوں　　غنچۂ فن چٹک چٹک جائے
بدرِ طیبہ کا جب خیال آئے　　شبِ ہجراں چمک چمک جائے
جب سمائے نظر میں وہ پیکر　　ذہن میرا دمک دمک جائے
شب، رُخِ شاہؐ روشنی بخشے　　دستِ شفقت تھپک تھپک جائے
فیضِ چشمِ حضورؐ کیا کہنا　　ساغرِ دل چھلک چھلک جائے
نامِ پاک اُن کا ہو لبوں سے ادا　　شہد گویا ٹپک ٹپک جائے
ارضِ دل سے اُٹھے جو موجِ درود　　گونج اُس کی فلک فلک جائے
اُن کا ابرِ کرم نہ گر برسے　　آتشِ غم بھڑک بھڑک جائے
رہ نما گر نہ ہو وہ سیرتِ پاک　　ہر مسافر بھٹک بھٹک جائے
چشمِ احمدؐ اگر نہ ہو نگراں　　نسلِ آدمؑ بہک بہک جائے
اُن کے آگے ہر ایک شاہ و گدا　　شاخِ آسا لچک لچک جائے
کن خیالوں میں کس کے خوابوں میں　　آنکھ میری جھپک جھپک جائے
کون وہ شخص ہے کہ جس کے لئے　　دلِ فطرت دھڑک دھڑک جائے

افقِ زندگی پہ اے تائبؔ
نور کس کا جھلک جھلک جائے

نیّر واسطی (حکیم سید علی احمد)

تمہیں وطن کی ہوائیں سلام کہتی ہیں
مرے چمن کی فضائیں سلام کہتی ہیں

عطا ہوئیں جو عجم کے حسیں مناظر کو
وہ دلکشی، وہ ادائیں سلام کہتی ہیں

وہ عہدِ گُل، وہ لبِ جُو وہ بزمِ سرو سمن
وہ قمریوں کی صدائیں سلام کہتی ہیں

زبانِ لالہ و گل ہے جو نغمہ سنج درود
تو بلبلوں کی نوائیں سلام کہتی ہیں

تمھاری یاد میں برسیں جو بن کے ابرِ بہار
وہ آنسوؤں کی گھٹائیں سلام کہتی ہیں

درِ قبول پہ جو باریاب ہو نہ سکیں
وہ غم نصیب دُعائیں سلام کہتی ہیں

تمھارے ہجر میں اٹھیں جو خانقاہوں سے
وہ اہلِ دل کی صدائیں سلام کہتی ہیں

تمھارے نام کی عزّت پہ ہوگئیں جو نثار
وہ غازیوں کی وفائیں سلام کہتی ہیں

مرے وطن سے جو آئی تھیں لے کے بوئے وفا
وہ ٹھنڈی ٹھنڈی ہوائیں سلام کہتی ہیں

تسکین قریشی

یہ رازِ عشق ہے سینہ بہ سینہ
مدینہ، کعبہ ہے، کعبہ مدینہ

مری دُنیا، مری عقبیٰ مدینہ
مجھے کیا فکر مرنا ہو کہ جینا

غمِ ساحل، نہ اب فکرِ سفینہ
نظر میں کعبہ ہے دل میں مدینہ

محبت حاصلِ ایماں ہے لیکن
محبّت میں ادب کا ہو قرینہ

غمِ ہجرِ نبیؐ۔ اللہ اکبر
بنا ہے مطلعِ انوارِ سینہ

حریمِ مصطفیٰؐ کا گوشہ گوشہ
جمالِ معرفت کا ہے خزینہ

خرد سمجھے گی رمزِ عَبدُہٗ کیا
یہ بحرِ بے کراں ہے بے سفینہ

درِ اقدس پہ دیکھو سر جھکا کر
یہی عرشِ معلّیٰ کا ہے زینہ

خوشا دوری زہے قربِ حضوری
مدینہ میں ہے دل دل میں مدینہ

بہت رکھا ہے محوِ خوابِ غفلت
بہت ہے مجھ کو تسکیںؔ دل سے کینہ

اقبال صفی پوری

خدا نہیں ہیں مگر مظہرِ خدا ہیں رسولؐ
بلندیٔ بشریت کی انتہا ہیں رسولؐ
دو عالم آپ کے پرتو سے جگمگا اُٹھے
صفات و ذاتِ الٰہی کا آئینہ ہیں رسولؐ
ہزار شورشِ طوفاں بڑھے ہمیں کیا غم
کہ جب خدا ہے نگہباں، ناخدا ہیں رسولؐ
تمام رحمت و بخشش، تمام لطف و کرم
متاعِ قلبِ گدایانِ بے نوا ہیں رسولؐ
اس ایک نسبتِ محکم پہ دو جہاں صدقے
دلوں کی آس، نگاہوں کا آسرا ہیں رسولؐ
شکستہ ہمت و گمراہ قافلوں کے لئے
چراغِ راہِ ہدایت ہیں، رہنما ہیں رسولؐ
جو حُسنِ خُلق میں ہیں موجِ کوثر و تسنیم
تو گفتگو میں مزاجِ گُل و صبا ہیں رسولؐ
ہزار بارِ گُنہ سر پہ ہے تو کیا اقبالؔ
یہ آسرا کوئی کم ہے کہ آسرا ہیں رسولؐ

ثاقبؔ زیروی (محمدؐ صدیق)

وجودِ پاک تھا جس کا پیمبری کے لئے
وہ اِک چراغ تھا دُنیا کی روشنی کے لئے
بصیرتوں کا مُرقّع رہا وہ اُمّیؐ لقب
کھُلی کِتاب ہے وہ اب بھی آدمی کے لئے
جبیں کے ساتھ مِرا دل بھی سجدہ ریز ہوا
کہ ایک یہ بھی ہے اسلوب بندگی کے لئے
بشر کو اُس نے عطا کی نگاہِ رُتبہ شناس
بھٹک رہا تھا زمانہ خود آگہی کے لئے
وہ سب حضورؐ کی دانش نے آشکار کئے
جہاں میں جتنے مقاصد تھے زندگی کے لئے
خمیدہ سر ہمیں ہونا پڑا خُدا کے حضور
ہزار عُذر کئے دل نے بندگی کے لئے
یہ نام جب بھی لیا دِل میں چاند اُتر آیا
کہ اُن کا اسمِ گرامی ہے چاندنی کے لئے
ضیائے رُوئے محمدؐ کی اِک جھلک ثاقبؔ
مُجھے نصیب ہو دل کی شگفتگی کے لئے

رحمٰن کیانی (عبدالرحمٰن عرف محمد میاں)

لوگو سنو! جنابِ رسالت مآبؐ میں شانِ رسولؐ صاحبِ سیف و کتاب ہیں
ماحی لقب، نبیؐ ملاحم کے باب میں کرتا ہوں فکرِ مدح تو جوشِ خطاب ہیں
مصرع زباں پہ آتا ہے زورِ کلام سے
تلوار کی طرح سے نکل کر نیام سے

نعتِ رسولؐ کا یہ طریقہ عجب نہیں سمجھیں عوام داخلِ حدِّ ادب نہیں
لیکن یہ طرزِ خاص مرا بے سبب نہیں شیوہ سپاہیوں کا نوائے طرب نہیں
رائج ہزار ڈھنگ ہوں ذکرِ حبیبؐ کے
شاہیں سے مانگئے نہ چلن عندلیب کے

مانا حبیبِ خالقِ اکبر رسولؐ کو خیرالورٰی و شافعِ محشر رسولؐ کو
عین النعیمؐ، ساقیٔ کوثر رسولؐ کو شمع و چراغِ مسجد و منبر رسولؐ کو
لیکن جو ذات مدحِ بشر سے بلند ہے
ہم سے یہ پوچھئے کہ ہمیں کیوں پسند ہے

جب بھی سپاہیوں سے پیمبرؐ کو پوچھئے خندق کا ذکر کیجئے خیبر کو پوچھئے
بدر و اُحد کے قائدِ لشکر کو پوچھئے یا غزوۂ تبوک کے سرورؐ کو پوچھئے
ہم کو حُنین و مکہ و موتہ بھی یاد ہیں
ہم امتیٔ بانیٔ رسمِ جہاد ہیں

رسمِ جہاد حق کی اقامت کے واسطے کمزور وناتواں کی حمایت کے واسطے
انصاف امن اور عدالت کے واسطے خیرالممات مرگِ شہادت کے واسطے

لڑتے ہیں جس کے شوق میں ہم جھوم جھوم کر
پیتے ہیں جامِ مرگ کو بھی چُوم چوم کر

لاکھوں درُود ایسے پیمبرؐ کے نام پر جو حرفِ لَا تَخَفْ سے بناتا ہوا نڈر
اِک جاوداں حیات کی بھی دے گیا خبر یعنی خدا کی راہ میں کٹ جائے سر اگر

ہم کو یقیں ہے کبھی مرتے نہیں ہیں ہم
اور اس لئے کسی سے بھی ڈرتے نہیں ہیں ہم

توپ وتفنگ و دشنہ و خنجر صلیب و دار ڈرتے نہیں کسی سے محمدؐ کے جاں نثار
ماں ہے ہماری اُمِّ عمارہؓ سی ذی وقار ہم ہیں ابو دجانہؓ وطلحہؓ کی یادگار

ہاں ، مفتی و فقیہ نہیں، مان لیتے ہیں
ناموسِ مُصطفیٰؐ پہ مگر جان دیتے ہیں

شاہدؔ (خواجہ حمید الدین)

دونوں عالم جان و دل سے ہیں فدائے مصطفیٰؐ
کتنی سادہ، کتنی دلکش ہے ادائے مصطفیٰؐ

آپ کا ہوں آپ کا ہوں آپ کا ہوں یا نبیؐ
ہو نہیں سکتا کسی کا آشنائے مُصطفیٰؐ

زلفِ مشکیں باعثِ ردِ بلائے دو جہاں
سرمۂ چشمِ بصیرت خاکِ پائے مصطفیٰؐ

اس سے بڑھ کر اور کیا ہوگی عطائے کردگار
لب پہ ہے نعتِ نبیؐ دل میں ولائے مصطفیٰؐ

بے نیازِ قصر و ایواں، دشمنِ جاہ و حشم
فخرِ شاہاں، رشکِ سلطاں ہے گدائے مصطفیٰؐ

شاہدؔ اُس کی زندگی ہے باعثِ صد رشک و ناز
رات دن کرتا ہے دل سے جو ثنائے مُصطفیٰؐ

خاؔطر غزنوی (ابراہیم بیگ)

جو نام صفِ پاکِ رسولاں میں جلی ہے
اس نام سے دنیا کی ہر اک بات چلی ہے

تخلیقِ دو عالم کا سبب ہے یہی خورشید
اس نورِ رسالت کی تجلّی ازلی ہے

ہے محوِ طواف درِ محبوبِ الٰہی،
اک حسرتِ پاکیزہ کہ پھولوں میں پلی ہے

سایہ بھی اسے چھولے تو ہو جائے فروزاں
وہ شکل کہ انوار کے سانچے میں ڈھلی ہے

وہ خاک مری آنکھ کا سُرمہ وہ فضا نور
جو بات بھی یثرب کی ہے مصری کی ڈلی ہے

بخشش بھی اسی رہ میں ہے منزل بھی اسی پر
اک قلزم انعام مدینے کی گلی ہے

خوشبوئے گلستانِ شہنشاہِ دو عالمؐ
خاطر مجھے بطحا کی طرف لے کے چلی ہے

پروفیسر محمد طاہر فاروقی

آپ کے کوچے میں ہو میرا گزر یا مصطفیٰ

میری پیشانی ہو اور وہ سنگِ در یا مصطفیٰ ﷺ

اس جوارِ قدس میں للہ کیجے باریاب

یا رسول اللہ ﷺ یا خیر البشر ﷺ یا مصطفیٰ ﷺ

ارمغاں شایانِ دربارِ رسالت کچھ نہیں

ہاں بس اک شرمِ گنہ، اک چشمِ تر یا مصطفیٰ ﷺ

رشحۂ ابرِ کرم کا ایک چھینٹا ہی ملے

میری ظلمت کی بھی ہو جائے سحر یا مصطفیٰ ﷺ

آپ کا دیدار ہو ایسے کہاں میرے نصیب

ہاں اگر ہو جائے رحمت کی نظر یا مصطفیٰ ﷺ

بادۂ الفت کا اک ساغر عطا کر دیجئے

ہوں بہت اب تشنہ لب تشنہ جگر یا مصطفیٰ ﷺ

آپ کے جُود و کرم سے ہیں دو عالم فیض یاب

اِس طرف بھی ایک رحمت کی نظر یا مصطفیٰ ﷺ

آپ کو شیخین کا ہے واسطہ کیجے کرم

ہوں خطا کار و خطا جو سر بسر یا مصطفیٰ ﷺ

از رہ لطف و کرم آپ اپنا دیوانہ کہیں

بس یہ ہو طاہر کی نیت کا ثمر یا مصطفیٰ ﷺ

المتوفی ۱۳۹۸ھ

محسن احسان

جس کو سورج نے بھی دیکھا تو بہت شرمایا
افقِ مشرقِ آدم پہ وہ خورشید آیا
اُس نے اُس وقت زمانے پہ کرم فرمایا
جب جہاں دھوپ میں چیخ اٹھا تھا سایا، سایا
فرش پر بیٹھ کے بھی عرش کو جو چھو آیا
اس نے کونین کی رگ رگ میں لہو دوڑایا
اس نے دنیا کو وہ میزانِ عدالت بخشی
جس سے انصاف کا مفہوم سمجھ میں آیا
ہر دکھی دل پہ رکھا اس نے محبت بھرا ہاتھ
اس نے ہر فرد کی قسمت کی پلٹ دی کایا
صفحۂ دہر پہ وہ حرفِ محبت لکھا
جو مری عمرِ دو روزہ کا بنا سرمایا
اس نے انساں کی خدائی کے بتوں کو توڑا
سنگ و دشنام بھی کھا کر نہ اُسے طیش آیا
میری جھولی میں ندامت کے سوا کچھ بھی نہیں
فخر سے پھر بھی حضورِ شہِ یثرب آیا
مشکلیں میرے وطن پر جو ہیں آساں ہوں گی
میرے آقا نے ذرا سا جو کرم فرمایا
اس گنہگار پہ بھی ایک نظر سرورِ دیں
محسن آج اپنی خطاؤں پہ بہت شرمایا

حافظ لدھیانوی

تجھ سے منوّر ہو گئے فکر و نظر کے بام و در
ہر لحظہ ہر اک آن ہے شام و سحر ہیں جلوہ گر
تیرا جمالِ دلنشیں
اے رحمۃً للعالمیںؐ

سب ہیں کرم کے منتظر اے شافعِ روزِ جزا
اے مظہرِ لطف و عطا، اشکِ ندامت کے سوا
دامن میں کچھ رکھتے نہیں
اے رحمۃً للعالمیں

گلہائے رنگا رنگ میں جلوا ترا تیری مہک
تابندہ تیرے نور سے شمس و قمر ہیں آج تک
ہے زیرِ پا چرخِ بریں
اے رحمۃً للعالمیں

اے مطلعِ انوارِ حق، اے قافلہ سالارِ حق
تیرے ورودِ پاک سے ظاہر ہوئے اسرارِ حق
روشن ہوئی شمعِ یقیں
اے رحمۃً للعالمیں

اے زینتِ کون و مکاں اے رونقِ بزمِ جہاں
اے باعثِ آرامِ جاں، ہر لمحہ تجھ سے ضو فشاں
ہر سانس تجھ سے انگبیں
اے رحمۃً للعالمیں

تو مظہرِ نورِ خدا قلب و نظر کی روشنی
تیری عطا قلبِ تپاں، تجھ سے ہے سوزِ زندگی
اے دل کی دھڑکن کے مکیں
اے رحمۃً للعالمیں

ساقی جاوید

اے نقیبِ قرآنی ، اے رسولؐ یزدانی
تم ہو زیست کے رہبر، تم حیات کے بانی

چہرۂ مبارک کا جس نے نُور دیکھا ہے
اس نے خلد دیکھی ہے اس نے طور دیکھا ہے

تم زمیں پہ کیا آئے بادِ نوبہار آئی
جام لالہ فام آیا ، بُوئے مُشک بار آئی

نام میں بھی نکہت ہے یاد میں بھی خوشبو ہے
کیا جمالِ عارض ہے کیا بہار گیسو ہے

تم حرا کے پہلو میں، تم منا کی وادی میں
تم ہو جذبۂ دل میں قوتِ ارادی میں

تم نے ریگ زاروں میں زندگی بکھیری ہے
اک چراغ ہم کو بھی غم کی رات اندھیری ہے

تم جہاں سے اٹھے تھے وہ بنائے ہستی ہے
تم جہاں ہو خوابیدہ زندگی برستی ہے

تم کو یاد کرتی ہے دیدۂ بلالؓ اب تک
راستہ دکھاتا ہے عشقِ بے مثال اب تک

لب پہ نام آتا ہے ، روح مُسکراتی ہے
زندگی بہاروں میں ڈوب ڈوب جاتی ہے

اے صبا مدینہ کو جا رہی ہے جاں لے جا
کوچۂ محمدؐ تک روحِ تشنگاں لے جا

زخم یاد کرتے ہیں غم سلام کہتا ہے
اے نبیؐ میں آ پہنچا، تشنہ کام کہتا ہے

یکتاؔ امروہوی (سید واحد حسین)

خدائی میں کیا تھا محمدؐ سے پہلے
خدا ہی خدا تھا محمدؐ سے پہلے

نہ انساں کوئی عرش تک جا سکے گا
نہ کوئی گیا تھا محمدؐ سے پہلے

کہاں طور اور طور پر نور پاشی
اندھیرا پڑا تھا محمدؐ سے پہلے

یہ کون و مکاں ایک ہُو کا مکاں تھا
مکاں کونا تھا محمدؐ سے پہلے

نہ ذوقِ صباحت نہ کیفِ ملاحت
بھلا کیا مزا تھا محمدؐ سے پہلے

فضا آشنا کب تھے نغماتِ وحدت
خلا بے صدا تھا محمدؐ سے پہلے

جو کچھ ہو گیا ہے جو ہے اور جو ہو گا
خُدا کہہ چکا تھا محمدؐ سے پہلے

خدا کے بھی گھر کی خبر ہے بتاؤ
کہ کعبہ میں کیا تھا محمدؐ سے پہلے

بجُز ایک اللہ کے اور یکتاؔ
کہاں دُوسرا تھا محمدؐ سے پہلے

راغبؔ مراد آبادی (سید اصغر حسین)

عشق ہے سرورِ کونینؐ کا دولت میری
لِلّٰہِ الحمد کہ بیدار ہے قسمت میری

ہو گیا ہوں میں اسیرِ خمِ گیسوئے رسولؐ
اب نہیں دولتِ کونین بھی قیمت میری

ذرّے ذرّے سے مدینہ کے محبت ہے مجھے
آشکارا اہلِ وفا پر ہے عقیدت میری

حشر میں سر پہ رہے سایۂ دامانِ رسولؐ
میں نثارِ شہِ ذی جاہ یہ قسمت میری

میں تو جنّت کا سزاوار نہیں ہوں سرکارؐ
حشر میں آپ ہی فرمائیں شفاعت میری

مجھ پہ بھی ایک نظر سیّدِ مکّی مدنی
شکوۂ گردشِ دوراں نہیں عادت میری

آستانِ شہِ لولاکؐ ہو فردوسِ نظر
ہے یہی میری تمنّا یہی نیّت میری

نعت گوئی کی حدیں مجھ کو ہیں راغبؔ معلوم
کہ نگاہوں میں ہیں احکامِ شریعت میری

آعظم چشتی (محمد اعظم)

سمجھا نہیں ہنوز مرا عشق بے ثبات
تُو کائناتِ حُسن ہے یا حُسنِ کائنات

جو ذکر زندگی کے فسانے کی جان ہے
وہ تیرا ذکرِ پاک ہے اے زینتِ حیات

اک خالقِ جہاں ہے تو اک مالکِ جہاں
اک جانِ کائنات ہے اک وجہِ کائنات

بزمِ حدوث سے ہے مقدّم ترا وجود
خالق کے بعد کیوں نہ مکرّم ہو تیری ذات

اب تک سجی ہوئی ہے ستاروں کی انجمن
اِس انتظار میں کہ پھر آئیں وہ ایک رات

ارشادِ مَا رَمَیْتَ سے ظاہر ہوا یہ راز
ہے کبریا کا ہاتھ رسولِؐ خدا کا ہات

آعظم میں ذکرِ شاہِ زمن کیسے چھوڑ دوں
میرے لئے تو ہے یہی سرمایۂ حیات
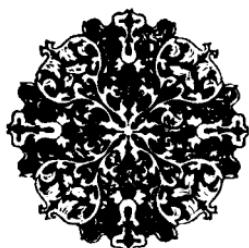
اعجاز رحمانی (سید اعجاز علی)

پوچھو نہ فرشتوں سے نہ انسان سے پوچھو
عظمت شہِ ابرارؐ کی قرآن سے پوچھو

ہو دوست کہ دشمن، کوئی تخصیص نہیں ہے
کیا خُلقِ نبیؐ ہے، کسی انسان سے پوچھو

کتنا شہِ ابرارؐ کی سیرت پہ عمل ہو،
یہ بات ذرا اپنے ہی ایمان سے پوچھو

سرکارِ دوعالم کی اطاعت کا طریقہ
صدیقؓ و عمرؓ، حیدرؓ و عثمانؓ سے پوچھو

اے حلقہ بگوشانِ شہِ یثرب و بطحا
کیا لطفِ غلامی ہے، یہ سلمانؓ سے پوچھو

مدحت کا ہے انداز کہ معراجِ تخیّل
عرفانِ پیمبرؐ دلِ حسّانؓ سے پوچھو

کس شان کا ہو احمدِ مُرسلؐ کا قصیدہ
اعجاز یہ اللہ کے دیوان سے پوچھو

عاؔبد نظامی (عابد حسین)

میرے دل میں ہے یہ ارمان رسولِ عربیؐ
جان ہو آپ پہ قربان رسولِ عربیؐ

اللہ اللہ یہ رتبہ، یہ بلندی، یہ عروج
ہوئے اللہ کے مہمان رسولِ عربیؐ

اِک تری ذاتِ مقدّس کی بدولت ہی تو ہے
دہر میں عظمتِ انسان رسولِ عربیؐ

اُس کو دنیا بھی ملی، دین بھی اُس نے پایا
جس نے تھاما ترا دامان رسولِ عربیؐ

یہ تری چشمِ تلطّف کا ہے ادنیٰ اعجاز
بے نوا ہو گئے سُلطان رسولِ عربیؐ

ذاتِ باری کا نہ عرفان ہو جب تک حاصل
نہیں ممکن تری پہچان رسولِ عربیؐ

سلکِ انفاس محبّت سے رفو ہو جائے
اب مرا چاک گریبان رسولِ عربیؐ

اب تو ہوں دُور غم و حُزن کے گھرے سائے
اب تو ہوں مُشکلیں آسان رسولِ عربیؐ

لُطف کی ان پہ نظر ہو کہ پریشان ہیں آج
ساری دُنیا کے مسلمان رسولِ عربیؐ

تیرا عاؔبد یہ تری آل کا ادنیٰ خادم
تیرے صدقے ترے قربان رسولِ عربیؐ

جلیل قدوائی

مجھ کو بس آپ سے ہے کام رسولِ عربیؐ
لب پہ ہے آپ کا ہی نام رسولِ عربیؐ
آپ نے کی جو توجہ، بنیں دنیا میں ابھی
میرے بگڑے ہوئے سب کام رسولِ عربیؐ
حشر میں آپ کی گر مجھ کو شفاعت نہ ملی
جانے کیا ہو مرا انجام رسولِ عربیؐ
مجھ کو اپنی روشِ خاص پہ لا کر، مجھ سے
چھین لیجئے روشِ عام رسولِ عربیؐ
عہدِ حاضر نے تراشے ہیں نئے بت، شاہا!
پھر شکستہ ہوں یہ، اصنام، رسولِ عربیؐ
کاش ایسا ہو کہ اک بار دکھا دیں مجھ کو
خواب میں روئے دل آرام رسولِ عربیؐ
کچھ نہیں اور خبر اس کے سوا مجھ کو جلیلؔ
میرا مذہب، میرا اسلام رسولِ عربیؐ

فرحت شاہجہانپوری

خاتم المرسلینؐ، حاصلِ کائنات　　　مظہرِ شانِ ربّ، آپ کی ذات پاک

اے شہِ نامدارؐ، اَلسّلام اَلسّلام

حُسنِ صدق و صفا، مرجعِ خاص و عام　　　نام، تسکینِ جاں، ذات، رحمت تمام

چشمۂ فیض بار ، السّلام السّلام

زینتِ بحر و بر، رونقِ دو جہاں　　　غیرتِ مہر و مہ، جلوۂ دلستاں

اے سراپا بہار، السّلام السّلام

چہرۂ پاک تھا، نور کا آئینہ　　　جلوۂ دل نشیں، طور کا آئینہ

نورِ حق در کنار، اَلسّلام اَلسّلام

کلمۂ لَا اِلٰہ، روحِ دنیا و دیں　　　جس سے روشن ہوئے، آسمان و زمیں

آخری تاجدار، السّلام السّلام

پاسدارِ جہاں، شافع المذنبینؐ　　　مونسِ بیکساں، راحت العاشقیں

خلق کے غمگسار، السّلام السّلام

آئے سرتاپا، ہو کے تفسیرِ کُن　　　نطق مَا یَنطِقُ، زیبِ تعمیرِ کُن

وجہِ صبر و قرار، السّلام السّلام

مَبدءِ عاشقی، خود فِدا ہو گیا　　　اک ستارہ حَسیں، جگمگانے لگا

پیکرِ جلوہ بارؐ، السّلام السّلام

قمر میرٹھی (ڈاکٹر قمرالدین احمد)

ہر اعتبار سے فطرت کا مُنتہا تم ہو
جو مُدّعا تھا خدا کا، وہ مُدّعا تم ہو

محمدؐ عربی تم ہو، مصطفیٰ تم ہو
خدا نے جس کی ثنا کی، وہ باخدا تم ہو

رُموزِ وُحدت و کثرت سے آشنا تم ہو
جسے تمام خدائی کا ہے پتا، تم ہو

رسائیِ خِرَدِ بندہ سے وَرا تم ہو
خدا ہی جانے بشر کے علاوہ کیا تم ہو

جہاں تجلّیِ حق سے جلیں پرِ جبریلؑ
وہاں ہے کس کی رسائی، وہاں رسا تم ہو

فلک پہ شمس و قمر دونوں جن کے نقشِ قدم
زمینِ عرشِ عُلا جن کے زیرِ پا، تم ہو

کڑی چلی ہے جہاں سے جنابِ آدمؑ کی
جہاں ہے ختم نبوّت کا سلسلہ، تم ہو

نہ کوئی تم سا حَسیں ہے، نہ کوئی تم سا جمیل
قسم خُدا کی، خُدا کی کوئی ادا تم ہو

نظر کا پردہ ہے، نیرنگیِ طلسمِ جمال
نہ جانے آئینہ گر ہو کہ آئینہ تم ہو

عَرَب سے تا بہ عجم، غُلغُلہ اُٹھا حق کا
جو شرق و غرب میں گُونجی ہے وہ صدا تم ہو

جمالِ نغمۂ وُحدت لبِ عنادل پر
گلوں کے حُسن میں رنگینیِ ادا تم ہو

جہاں میں پھیلے ہیں اَنوارِ دینِ حق جس سے
وہ آفتابِ حَرَم، وہ مہِ حِرا تم ہو

تمھارا نقشِ قدم جب سے ہاتھ آیا ہے
جبینِ سجدہ میں تابانیِ صفا تم ہو

فلک نشیں ہیں جو عیسیٰؑ ہوا کریں، مجھے کیا
مرے مسیح، مرے درد کی دَوا تم ہو

جہاں ہیں ختم حدیں حُسنِ آدمیّت کی
جمالِ دہر کی وہ قدرِ ارتقا تم ہو

غمِ فتورِ جہاں ہو، کہ خوفِ روزِ جزا
سکونِ قلبِ پریشاں بہر فضا تم ہو

قمرؔ پہ چشمِ عنایات دین و دنیا میں
کہ اس کا دونوں جہاں میں اک آسرا تم ہو

خلیلؔ (ڈاکٹر محمد ابراہیم شیخ)

صبا یہ کیا آج لائی مژدہ کہ غنچہ غنچہ چٹک رہا ہے

کہیں پہ لہرا رہا ہے لالا کہیں پہ سبزہ لہک رہا ہے

صدائے سُبحانَ رَبَّنا ہے کہیں پہ صلِّ علیٰ کے نعرے

طیور تسبیح خواں کہیں ہیں، کہیں پہ بلبل چہک رہا ہے

شہِ دو عالم ہوئے ہیں پیدا، ہے آج میلاد مصطفیٰ کی

تمام عالم شعاعِ نورِ محمدی سے چمک رہا ہے

کہیں ہے طٰہٰ کہیں پہ یاسیں کہیں مُزَمِّل کہیں مُدَثِّر

تمام قرآں میں مثلِ خورشید نامِ احمدؐ چمک رہا ہے

یہ بخشوائیں گے اپنی امت، شفیعِ روزِ جزا یہی ہیں

امیدِ لاتَقنَطُو ہے پھر کیوں یہ قلبِ عاصی دھڑک رہا ہے

کمالِ احسان مجھ پہ ہو گا اگر بلا لو مدینے آقا

تمھاری فرقت میں رات دن اب خلیلؔ خستہ بلک رہا ہے

خالدؔ (عبدالعزیز)

مُطاعِ آدم و انجم، متاعِ لوح و قلم
محمدؐ اُمّیِ محبوبِ کبریا صلعم
محمدؐ انجمن کُن فکاں کا صدر نشین
محمدؐ افسرِ آفاق و سرورِ عالَم
وہ "عبدہٗ ورسولہٗ" وہ "اِسمُہٗ احمد"
کتاب و حِکم و نبوّت کا خاتم و خاتَم
حمُود و حامد و احمد محمّد و محمود
کریم و میرِ کرام، مکرّم و اکرم
وہ لایمُوت سراجِ سُبل امامِ رُسل
امیرِ قافلۂ سخت کوشِ اہلِ ہِمَم
بہارِ گلشنِ ایجاد و حُسنِ ہفت رواق
گُلِ سرسبدِ دُودۂ بنی آدم
اسی کو صاحبِ خلُقِ عظیم کہتے ہیں
وہی ہے نوعِ بشر کا مُعَلّمِ اعظم
شمار کرنے چلیں اس کی خوبیوں کا اگر
تو ساتھ چھوڑ دیں تھک کے نیَل پنکھ پدَم
ہے جس کی ذاتِ مطہّر خمیرِ مایۂ کَون
ہیں جس پہ آئینہ اسرارِ مخفی و مبہم

رموزِ کُن فیکوں جس پہ مو بمو روشن
وہی جو ختمِ رُسلؐ ہے وہی جو فخرِ اُمم

وہ عقلِ اوّل و اعلیٰ، حقیقتِ اسماء
وہ نفسِ کائنہ و رُوحِ خالد و اعظم

عطائے حق کا جو قاسم ہے وہ ابُوالقاسمؐ
ملیکِ مقسط و معطی و مقتدِر کی قسم

خلاصۂ دو جہاں جس کی ذاتِ والا شان
گیا جو عرش پہ بے نردبان و بے سُلّم

ہے جس کی شان فَاَوْحٰی اِلَیْہِ مَا اَوْحٰی
وہ آسماں خیم، انجم خَدَم، سپہر حَشَم

جو مکّی و مدَنی ہر وطن کا ہے وطنی
حکیم و حاملِ احکام و حاکم و احکم

اُٹھائے ہاتھ دُعا کو اسی کی خاطر جب
رکھی خلیلِ براہیمؑ نے بنائے حرم

خدائے قادر و قدّوس کے تصوّر سے
کرے دلِ متزلزل کو ثابت و مُحکم

اَنا بشر کا جو اعلان و اعتراف کرے
نہیں جو وحیِ خُدا میں مجازِ بیشی و کم

محمدؐ عربی آبروئے ہر دو سرا
حبیب پاکِ خدا، جانِ عالم و آدم

صفات بو قلموں لَا تُعَدّ وَلَا تُحْصٰی
ثنائے خواجہ سے معذور ہیں زبان و قلم

فطرت (عبدالعزیز)

جان و دل و اُمّ و اَبّ و فرزند قربانِ شہِ شہانِ عالم ﷺ
بلکہ مقدور ہو تو دیجے نذرانہ میں ارمغانِ عالم

وہ نُورِ حقیقت آفریں ہے عنوانِ فسانہ ہائے تخلیق
مرہونِ جمالِ مصطفٰے ﷺ ہے رنگینیٔ داستانِ عالم

حیرت سے ہیں یُوں تو مُہر برلب اور فرطِ خلوص سے مودّب
توصیفِ رسول ﷺ کو ہیں لیکن بیتاب سخنورانِ عالم

یہ عُقدہ کھلا ہے آج سب پر عاصی ہوں کہ عابدِ حق آگاہ
ایمان ہے نجات کی ضمانت کفران میں ہے زیانِ عالم

شاہانِ بلند مرتبت ہیں دربارِ نبی ﷺ میں دست بستہ
دہلیز نبی پہ سر نہادہ سرمست قلندرانِ عالم

فطرت شبِ غم کی وسعتوں میں تسکینِ عام ہے وہی نام
تنویر سے جس کی ہیں ازل سے روشن رُخ و قلب و جانِ عالم

حشریؔ (سید عابد علی نقوی)

مظہرِ شانِ وعظمتِ داور کون سوائے ذاتِ پیمبرؐ
خالق کی تخلیق مکمّل افضل اعلیٰ کامل بہتر
مالکِ دنیا، حاصلِ عقبیٰ قاسمِ جنّت، ساقیٔ کوثر
خیرِ مکمّل، خُلقِ مجسّم رحمتِ عالم، شافعِ محشر
ہر منزل پہ مشعلِ منزل برحق ہادی کامل رہبر
کوئی نہیں جز احمدِ مُرسل اَنتَ حَبیبی کی منزل پر
حسن وجمالِ حق کے مظہر از سرتاپا نوری پیکر
مصحفِ رُخ قرآن کی آیت عارض ہیں والشمس کے مظہر
چہرۂ زیبا نور کی صورت گیسو ہیں وَالّیل کے تیور
جس کی تمنّا عین عبادت جس کی طلب ایمان سراسر
جس کا تخیّل ذہن کی منزل جس کا تصوّر، روح کا محور

ہو جو غلام اس در کا حشریؔ
اس کی قسمت اس کا مقدّر
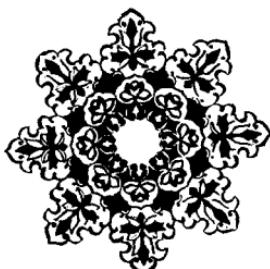
امیدؔ ڈبائیوی (ارشاد احمد فاضلی)

جو راز خدا کا ہے وہی رازِ محمدؐ
اللہ کی آواز ہے آوازِ محمدؐ

ہر ایک نبی نے تو سہے ناز خدا کے
خالق نے اٹھائے ہیں مگر نازِ محمدؐ

اصنام نے دی شانِ رسالت کی گواہی
اے صلِّ علیٰ دیکھیئے اعجازِ محمدؐ

کفّار دباتے رہے جس حق کی صدا کو
گونجی ہے دو عالم میں وہ آوازِ محمدؐ

اک دل کا تو کیا ذکر ہے اے شوقِ فراواں
سو دل ہوں تو قربان بہ یک نازِ محمدؐ

دشمن کے لئے بھی لبِ لعلیں پہ دُعائیں
دیتا ہے محبّت کی صدا سازِ محمدؐ

ایمان کی منزل سے رہِ صدق و صفا سے
آتی ہے مجھے آج بھی آوازِ محمدؐ

اُمیدؔ کو دنیا نے ستایا ہے دہائی
اُس پر بھی کرم اے نگہِ نازِ محمدؐ

سلیم احمد

طبیعت تھی میری بہت مضمحل　　کسی کام میں بھی نہ لگتا تھا دل

بہت مضطرب تھا بہت بے حواس　　کہ مجھ کو زمانہ نہ آیا تھا راس

مرے دل میں احساسِ غم رم گیا　　غبار آئینہ پر بہت جم گیا

مجھے ہو گیا تھا اک آزار سا　　میں تھا اپنے اندر سے بیمار سا

یونہی کٹ رہی تھی مری زندگی　　کہ اک دن نویدِ شفا مل گئی

مجھے زندگی کا سلام آ گیا　　زباں پر محمدؐ کا نام آ گیا

محمدؐ قرارِ دلِ بیکساں　　کہ نامِ محمدؐ ہے آرامِ جاں

ریاضِ خدا کا گل سرسبد　　محمدؐ ازل ہے محمدؐ ابد

محمدؐ کہ حامد بھی محمود بھی　　محمدؐ کہ شاہد بھی مشہود بھی

محمدؐ سراج و محمدؐ منیر　　محمدؐ بشیر و محمدؐ نذیر

محمدؐ حکیم و محمدؐ کلام

محمدؐ پہ لاکھوں درود و سلام

جمالؔ سویدا (حکیم محمد نبی خاں)

غنچۂ دِل کے لئے وجہ نمو
تیرے کوچے کی ہوائے مُشکبو
تیری خاکِ پا مری آنکھوں کا نور
تیری آنکھوں کی حیا میرا وضو
تو مسیحائے دلِ آزردگاں
میں شکستہ دل، شکستہ آرزو
تو شعورِ فکرِ مومن کا اساس
تو ہر اک مُسلِم کے دل کی آبرو
تیرے دم سے زندہ و رقصاں ہوئی
گلشنِ جاں میں بہارِ رنگ و بو
واقفِ اسرارِ حق، تیرا وجود
ہر صفت موصوف تجھ سا خوبرو
اس قدر شفّاف ہو جائے جمالؔ
دل سے نکلے اِک صدائے توہی تو

ضمیر جعفری (سید محمد ضمیر جعفری)

محمد مصطفٰے صَلِّ علیٰ محبوبِ ربّانی
ازل کی صبح عرفانی ابد کی شمعِ ایمانی
حضورؐ آئے تو چمکیں فکرِ انسانی کی تنویریں
حضورؐ آئے تو ٹوٹیں جبر و محکومی کی زنجیریں

جمے ذہنوں کا زنگ اترا، بجھے چہروں پہ نور آیا
حضورؐ آئے تو انسانوں کو جینے کا شعور آیا
بشر کی پیشوائی کے لئے شمس و قمر آئے
حضورؐ آئے تو امکاناتِ ہستی بھی نظر آئے

تمدّن آیا تہذیب آئی امن آیا قرار آیا
حضورؐ آئے تو عالم پہ بہار آئی نکھار آیا
یتیموں اور فقیروں کو پناہیں مل گئیں آخر
حضورؐ آئے تو ذرّوں کو نگاہیں مل گئیں آخر

اُخُوّت اور مساوات و محبت کا نظام آیا
حضورؐ آئے تو یہ توقیرِ ہستی کا مقام آیا
سلام اے رحمۃٌ لّلعالمیں سرکارِ دوعالمؐ
سلام اے مرسلِ حق مالک و مختارِ دوعالمؐ

مُظفّؔر وارثی

سلام تم پر درُود تم پر

تمھاری آہٹ سے ذہن جاگے

نگاہ جائے نہ تم سے آگے

ہیں ختم ساری حُدود تم پر

سلام تم پر درُود تم پر

تمھارا جلوہ، خمیرِ آدم تم آسمان و زمیں کے سنگم

تمھاری آمد کمال ایزد تمھارے اندر تمام عالَم

تمھاری ممنون ہر گھڑی ہے

ابد کو گھیرے ہوئے کھڑی ہے

عمارتِ ہست و بود، تم پر

سلام تم پر درُود تم پر

خدا کے اظہار کی زباں تم ہمارے اور اُس کے درمیاں تم

خدا کو پیاری ادا تمھاری جہاں جہاں وہ وہاں وہاں تم

ہر ایک تخلیق کی بنا ہو

تم اُس حقیقت کا آئینہ ہو

کھُلا درِ ہر شہود تم پر
سلام تم پر درُود تم پر

رسول سارے امام سارے تمھارے در کے غلام سارے
تمھاری ہستی، ہے سب کی بستی تمھارے سائل نظام سارے
ہیں جس کے قبضے میں سب خزانے
کیا اُسی خالقِ عُلا نے

ہر ایک شے کا وُرود تم پر
سلام تم پر درُود تم پر

چلی تھیں دل سے بول لے کر دُعائیں لوٹی ہیں پھول لے کر
ہیں حشر تک کا رئیس ٹھہرا خدا سے عشقِ رسُولؐ لے کر
خطاؤں کو رحمتیں نوازیں
نثار تم پر مری نمازیں

فِدا، قیام و سجود تم پر
سلام تم پر درُود تم پر

قاضی نذرالاسلام

بنگلہ	اُردو
امّت امی گنہگار	ہم گنہگار امّت ہیں
تب وبھولے ناہی رے امار	پر خوف نہیں
احمدؐ امار نبی	احمدؐ ہمارے نبی ہیں
جینی خود حبیب خدار	خود اللہ کے حبیب
جاں ہار امّت ہوتے چاہے شکل نبی	سارے انبیا جن کے امّتی ہونے کے طلبگار
تاں ہاری دامن دھری	ان ہی کا دامن میں بھی پکڑتا ہوں
پل صراط ہوبو۔ ہوبو پار	پُل صراط عبور کر جاؤں گا، ضرور، ضرور
کاندی بے روز حشر شبی	روزِ محشر بڑا جانگداز ہوگا
جب نفسی نفسی ربے	نفسی نفسی کی صدائیں ہوں گی
یا اُمّتی بولے ایکا	پر، یا امّتی، کہنے والا ایک ہی ہوگا
کاندی بین امار مختار	ہمارے مختار روتے ہوں گے
کاندی بین ساتھے ماں فاطمہؓ	ان کے ساتھ امّاں فاطمہؓ بھی اشکبار ہوں گی
دُھری عرش اللہ دار	پایۂ عرش پکڑ کر
حسین بر خون بر بدلائے	خونِ حُسینؓ کے بدلے میں
معافی چائی پائی شبا کار	سب گنہگاروں کی مغفرت کے لئے
دوزخ ہوئے چھے حرام	دوزخ حرام ہوگی
جے دن پڑھے چھی کلمہ	جس دن سے کلمہ پڑھا
جے ہوئے چھی امی	جب ہی سے ہوا ہوں
ــــــ قرآن برنشان بردار	ــــــ قرآن کا نشان بردار

خورشید آرا بیگم صدیق علی خاں

وہ صبحِ مدینہ وہ شامِ مدینہ۔ معطر معطر ہوائے مدینہ
سنہری سنہری حجابوں میں رحمت۔ مقدس مقدس فضائے مدینہ
وہ روضہ کی جالی وہ احساسِ عظمت۔ وہ بیتابئ دل طبیعت پہ رقّت
لرزتے ہوئے لب وہ اشکِ ندامت۔ سکوں بخش آہ و بکائے مدینہ
در و بام اقدس پہ نظروں کے سجدے۔ زباں پر وہ صلِ علیٰ کے ترانے
درودِ مدینہ۔ سلامِ مدینہ لب و قلب مدحت سرائے مدینہ
شبِ قدر کی برکتیں رات لائی۔ سعادت حضوری کی سجدوں نے پائی
عجب بیخودی ہے عجب کیف و لذّت۔ یہ وارفتگی ہے عطائے مدینہ
وہ دالان جو ہے اہلِ صُفہ کا مسکن۔ جو مزدور و محنت کشوں کا تھا مامن
تھے دل جن کے عشقِ پیمبرؐ سے روشن۔ نثارِ شہِ خوش لقائے مدینہ
وہ تسبیح و تہلیل و تمجید داور۔ ملائک کو بھی رشک آتا ہے جن پر
محبت کی تنویر سے دل منوّر۔ فروزاں فروزاں ضیائے مدینہ
شب و روز یادوں کو دیتے ہیں دستک۔ دل و گوش جن سے ہیں مسحور اب تک
اذانِ مدینہ۔ صلوٰۃِ مدینہ۔ سجودِ مدینہ۔ دعائے مدینہ
خوشا دل کو حاصل ہوئی ہے وہ دولت۔ کہ کونین کی عظمتیں اس کی قیمت
مری زندگانی کی جو ہے حرارت۔ ولائے محمدؐ۔ ولائے مدینہ
یہی دل کی دھڑکن۔ یہی آرزوئیں۔ نمازوں میں شام و سحر یہ دعائیں
کہ پھر آپ کے در پہ سر کو جھکائیں۔ ہو خورشید کی جاں فدائے مدینہ

اداؔ جعفری بدایونی (عزیز جہاں)

یہ حسنِ نوازش، یہ اوجِ سعادت
یہ دل اور مجالِ سلامِ عقیدت
یہ سر اور دہلیزِ سرکارِ عالم
یہ جاں اور جمالِ حریمِ محبت
یہی آستاں، آستانِ تمنّا
یہی رہگذر ہے خیابانِ جنّت
اِدھر چشمِ پُرآب آئینہ ساماں
اُدھر ناز فرما ہے طغیانِ رحمت
تری یاد دل کو متاعِ گرامی
ترا نام لب پر کمالِ عبادت
جمالِ سراپا حیاتِ دل و جاں
شمیمِ تکلّم بیاضِ طریقت
بہ حرمت بشیر و بہ قامت بہاراں
بہ تشریفِ انساں نویدِ امامت
دریدہ قبا و شہنشاہ دوراں
نسیمِ تلطّف، صباحِ حقیقت
چراغاں چراغاں نقوشِ کفِ پا
یہی ماہ تاباں یہی مہر طلعت
یہی حرفِ اوّل یہی حرفِ آخر
بہ تعبیرِ قرآں زبانِ صداقت
دلوں کو ہے کافی شہِ دین و دنیا
تری اک نگاہِ کرم کی معیّت
شہِ دین و دنیا نگاہِ ترحّم
نگاہِ ترحم! سپہرِ نبوّت

یہ نازِ نوازش، یہ شانِ عنایت
عطا ہو پھر اذنِ سلامِ عقیدت

مظہرؔ (مظہر النساء سعیدہ عروج)

کس نے کھولی ہے زباں کون ہوا دل کے قریں
کیسی آواز ہے؟ کیوں بھیگ رہی ہے یہ جبیں؟

کس نے چھیڑی ہے یہ لے، لحنِ عرب ہیں یا رب
جھنجھنا کر جو اٹھی روح مری بہرِ ادب

کوئی یوں بول رہا ہے رگِ جاں کے اندر
جیسے الفاظ ہوں پوشیدہ زباں کے اندر

دست بستہ ہیں، جھکائے ہوئے سر محفل میں
چیخ بن جائے گرے سوئی اگر محفل میں

ایک سنّاٹے میں ڈوبے ہوئے یہ بام یہ در
لوگو بتلاؤ تو؟ اس سمت میں ہے کس کا گزر؟

بج اٹھیں دور سے یہ آپ نفیریں کیسی؟
آپ ہی آپ بچھی جاتی ہیں نظریں کیسی؟

کس کی آمد ہے کہ خوشبو کی لپٹ آتی ہے
جسم میں روح کے گلزار کو چٹکاتی ہے

سنسناہٹ سی ہے دل جھوم رہا ہو جیسے
نامؐ جو لب پہ ہے دل چوم رہا ہو جیسے

میرے مولاؐ، میرے آقاؐ، میرے سرورؐ صدقے
جان و دل صدقے ترے پاؤں پہ یہ سر صدقے

المتوفی ۱۳۹۸ھ
۱۹۷۸

کائنات آج مکمّل ہوئی آمد سے تری[ؐ]
ذاتِ انسان مدلّل ہوئی آمد سے تری[ؐ]

"نیّت" انساں کی ترے ہاتھ سے کانٹے پہ تُلی
فیصلہ کن ہوا حق، عدل کی میزان کھُلی

توؐ نے بتلایا کہ انسان کی ذاتِ واحد
اپنے کردار کی تلوار پہ خود ہے کاسد

فردِ واحد کی بقا، اس کی بقائے کردار
ملّت افراد سے ہے اور ہے ملّت تلوار

قوم جو فعل و عمل میں کھُلی تفسیر بھی ہے
وہ زمانہ کے لئے شیشہ و شمشیر بھی ہے

"امن" کہتی نہیں، "بدامنی" مٹا دیتی ہے
اپنے کردار کی تاثیر دکھا دیتی ہے

نوکِ شمشیر پہ بھی حق ہی کہے اور اڑ جائے
کس میں دم ہے کہ پھر ایسے سے کوئی لڑ جائے

یہ صفت جس میں ہو وہ بندۂ مومن کہلائے
حکمِ آقاؐ کے لئے زندہ رہے یا مر جائے

تیری آمد کا یہ مفہوم تھا مکّی مدنی
آدمی مظہرِ کردار کا ہوتا ہے دھنی

نسیم (وحیدہ)

لفظ قرآن کے، تری تحسین
تو ہی طٰہٰ ہے اور تو ہی یٰسین

تو مُزّمّل ہے تو مُدّثّر ہے
تو ہی طیّب ہے تو ہی طاہر ہے

تیرے سجدے ہیں فرش کی دولت
تیرے نعلین عرش کی زینت

تو خدائے بزرگ کی تنویر
تو ہے قرآن پاک کی تفسیر

دلِ انسانیت میں تیری ضو
خُلد تیرے خیال کا پرَتو

تو ہی تکمیل ہے نبوّت کی
تو ہی معراج آدمیت کی

تو مداوائے کُلفتِ ایوبؑ
تو تمنّائے دیدۂ یعقوبؑ

صبح ہستی کی ہے دلیل تو ہی
آرزوئے دلِ خلیل تو ہی

نام تیرا دعائے موسیٰؑ میں
ذکر تیرا صدائے عیسیٰؑ میں

سرِ منبر تو انبیا کا امام
تجھ پہ بھیجے ہیں تیرے رب نے سلام

نغمۂ سرمدی پیام ترا
سِدرۃ المُنتہیٰ مقام ترا

صاحبِ تاج صاحبِ معراج
ہم نگاہِ کرم کے ہیں محتاج

نوری (سیّدہ مسرّت جہاں بیگم شفیق)

میں کروں ثناءِ احمدؐ، ہوا غیب سے اشارا
نہ قلم میں تاب و طاقت، نہ زبان کو ہے یارا

مرے ذہن و نطق حیراں، کہ کہوں تو کیا کہوں میں
کروں کیسے مدح اس کی جو خُدا کو خود ہے پیارا

یہی فخر میری عزّت، تری ذات سے ہے نسبت
مری زندگی کا حاصل ترے عشق کا شرارا

وہ نبیؐ تمام رحمت، جو ہے غمگسارِ اُمّت
کئے ہم پہ اتنے احساں نہ اٹھے گا سر ہمارا

نہیں کوئی اس جہاں میں جو شریکِ رنج و غم ہو
ہے خدا کے بعد اے دل، اسی ذات کا سہارا

ہو قبول نعت میری، مجھے اِذنِ حاضری ہو
درِ قُدس کے ہوں جلوے، یہ نظر ہو اور نظارا

کروں جان و دِل نچھاور، جو نصیب ہو حضوری
کرے روح وجد میری، جو طلب کا ہو اشارا

ہے دُعا کہ روزِ محشر کہیں مجھ سے میرے آقا
یہ ہراس کیوں ہے نوریؔ تو نہیں ہے بے سہارا

دُرِ شہوارِ نرگسؔ

اے دل اگر ہے تجھ کو محبّت رسولؐ کی
شیوہ بنا لے اپنا اطاعت رسولؐ کی

وہ سر کٹے نہ جس میں ہو سودا رسولؐ کا
وہ دل مٹے نہ جس میں ہو عزّت رسولؐ کی

ظلمت جہاں سے کفر کی کافور ہو گئی
روشن ہوئی جو شمع رسالت رسولؐ کی

اسلام کے فروغ کا اے مدّعیٰ سبب
خنجر نہیں، ہے خلق و مروّت رسولؐ کی

گھبرائیں کیوں گناہ کے بارِ گراں سے وہ
کافی ہے عاصیوں کو شفاعت رسولؐ کی

بس اور کوئی خواہش و حسرت نہیں رہی
اللہ جو دے تو دے مجھے الفت رسولؐ کی

پیدا ہمیں بھی کرنا خدا ان کے عہد میں
اے کاش ہم بھی کرتے زیارت رسولؐ کی

ہے آرزو کہ قبر مری بھی وہیں بنے
ہے جس زمین پاک میں تربت رسولؐ کی

عاصی ہوں رُوسیاہ ہوں جو کچھ بھی ہوں مگر
بندی خدا کی اور ہوں امّت رسولؐ کی

روحی علی اصغر

کچھ ابتدا ہی نہیں انتہا بھی نازاں ہے
بنا کے نقشِ رسالت خُدا بھی نازاں ہے

وہ آیا سب کے لئے رحمتِ خدا بن کر
تمام عالمِ ہستی کا رہنما بن کر

مٹانے کفر کو توحید کا پیام آیا
جہانِ نو کے لئے اک نیا نظام آیا

رسولِ حق سے نئے دور کا ہوا آغاز
نوائے وقت بنی انقلاب کی آواز

مچی ہے دھوم کہ حق کا امین آیا ہے
وہ اپنے ساتھ خُدا کی کتاب لایا ہے

عطا ہوا تھا محمدؐ کو علم قرآنی
عمل سے ہو گئی معراج فکر انسانی

جو مشتِ خاک تھا وہ بن گیا امینِ حیات
بلند ہو گئی افلاک سے زمینِ حیات

خودی کا آئینہ جب نقش کائنات بنا
کمالِ ذات سے وہ مظہرِ صفات بنا

یہ نازشِ بنی آدم ہیں نازِ آدم بھی
یہ انبیاء کے ہیں رہبر بھی اور خاتم بھی

شمیم جالندھری

آج وہ دن ہے کہ برسا آسماں سے ابرِ نور

آج کے دن جوش پر تھی رحمتِ ربِّ غفور

آج یثرب میں کیا شاہ دو عالم نے ظہور

ہو گیا روشن خدا کے نور سے نزدیک و دور

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَد سے گونج اٹھی غفلت سرا

بُجھ گیا ایران کا جلتا ہوا آتش کدہ

شعبدے گم ہو گئے شیطان بھی گھبرا گیا

جُھک گئی باطل کی گردن کفر بھی شرما گیا

ہل گئے ایوانِ شاہی زلزلہ سا آگیا

سطوتِ بعثت تھی ایسی اک جہاں تھرّا گیا

نعرۂ اللہ اکبر کی صدا آنے لگی

برقِ وحدت کفر کے خرمن کو جھلسانے لگی

تبسّم (فاطمہ فاروقی)

آپؐ ہیں نورِ مجسّم آپ فخرِ دو جہاں
یوں بشر کہنے کو ہیں لیکن خُدا کے رازداں
فرش سے لے تا فلک بکھرا ہے جلوہ آپؐ کا
ذرّے ذرّے سے ملا کرتا ہے عظمت کا نشاں
در پہ اُن کے شانِ محبوبی نظر آتی ہے جب
دیکھتی ہوں آستانے پر، ہجومِ قدسیاں
آپؐ لے کر آ گئے دُنیا میں فرمانِ خدا
حکم کے تابع رہیں گے حشر تک پیر و جواں
آپؐ کے روئے منوّر میں دو عالم مل گئے
آپؐ ہی کی ذات میں ہے خالقِ عالم نہاں
کتنے احساں کر چکے اور کس قدر کرنے کو ہیں
آپؐ ہی تو ہوں گے روزِ حشر ہم پہ مہرباں
رونقِ عالم! نگاہِ لُطف مجھ پہ کیجئے
زندگی سے دور ہو جائے، مری دورِ خزاں
گلشنِ عالم میں کیوں مجھ کو سکوں ملتا نہیں
آپ ہی بتلائیے اے رازدارِ بے کساں
دیکھنا ہے گر تبسّم شمسِ طیبہ دیکھ لے
ہے مدینہ میں وہ محبوبِ خدا عنبر فشاں

تہنیّت (تہنیّت النساء بیگم ڈاکٹر زورؔ)

جب سے الطاف و کرم ہر جا نظر آنے لگے
سب میں محبوبِ خدا یکتا نظر آنے لگے

رازِ ہستی بے نقاب اس طرح دنیا پر کیا
وہ سراپا رحمتِ دنیا نظر آنے لگے

نوعِ انساں کو دکھائی راہِ عرفاں اس طرح
رازہائے عالمِ بالا نظر آنے لگے

جیسے جیسے سُوئے طیبہ ہم سفر بڑھتے گئے
اپنی ہستی سے بھی بے پروا نظر آنے لگے

کیا بتائیں روضۂ اقدس کی کیف انگیزیاں
حُسن کے جلوے ہمیں کیا کیا نظر آنے لگے

وقتِ رخصت ہم پہ جو گزری ابھی تک یاد ہے
چھوڑتے ہی اُن کا در تنہا نظر آنے لگے

خوبیٔ قسمت سے اپنی وہ حرم میں جا بجا
تہنیّتؔ ہم پہ کرم فرما نظر آنے لگے

اختر حیدر آبادی (سیدہ سردار بیگم)

سلام اے سرورِ کونینؐ، اے مقصودِ یزدانی
سلام اے جلوۂ توحید و شمعِ بزمِ روحانی

سلام اے وہ کہ تیری ٹھوکروں میں تاجِ شاہانہ
سلام اے وہ کہ تیرے فقر میں تھی شانِ سلطانی

سلام اے وہ کہ تو ہے جانِ انصاف و روا داری
سلام اے وہ کہ تجھ سے جاگ اٹھی روحِ انسانی

جسے تیرے جمالِ حسن رحمت نے سجایا تھا
وہ دنیا ان دنوں ہے کشتۂ دردِ و پریشانی

خصوصاً تیری امت کا عجب حالِ پریشاں ہے
نہ یارائے شکیبائی، نہ تابِ دردِ پنہانی

تری چشمِ توجہ کی طلب ہے آدمیت کو
زمانہ چاہتا ہے پھر ترے الطافِ رحمانی

کرم اے پیکرِ لطف و نوازش نوعِ انساں پر
کہ حد سے بڑھ گئی ہے گمرہی کی آج ارزانی

علاقائی
ہر گوشے میں ہر طبقے میں تیرے فدائی ملتے ہیں
گونج رہا ہے سرورِ عالم کون و مکاں میں نام تیرا

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا ۔

روضۂ مبارک کی سنہری جالیاں

(پنجابی)

سیّد بُلّھے شاہ قادری شطاری قصوریؒ

المتوفی سنہ ۱۱۷۱ھ ۱۷۵۷ء

سیو ہُن میں ساجن پائیونی
ہر ہر دے وچ سمائیونی

اَنَا اَحَد دا گیت سنائیو
اَنَا اَحْمَد ہوں پھر فرمائیو
اَنَا عَرَب بے عین بتائیو
پھر نام رسول دُہرائیونی!

سیو ہُن میں ساجن پائیونی
ہر ہر دے وچ سمائیونی

فَثَمَّ وَجْہُ اللہ نور تیرا
ہر ہر کے بیچ ظہور تیرا
ہے اَلْاِنْسَان مذکور تیرا
ایتھے اپنا سر لوکائیونی!

سیو ہُن میں ساجن پائیونی
ہر ہر دے وچ سمائیونی

تو آئیو تے میں تہ آئی
گنج مخفی دی تیں مُرلی بجائی
آکھ اَلَسْتُ گراجی چاہی
اوتھے قَالُوْا بَلٰی سنائیونی!

سیوہُن میں ساجن پائیونی
ہر ہردے وچ سمائیونی

پرگٹ ہوکر نُور سدائیو
احمدؐ توں موجود کرائیو
نابُودوں کر بُود دکھائیو
فَنَفَخْتُ فِیْہِ سُنائیونی

سیوہُن میں ساجن پائیونی
ہر ہردے وچ سمائیونی

نَحْنُ اَقْرَبُ لکھ دیتوئی
ھُوَ مَعَکُمْ سبق دیتوئی
وَفِیْٓ اَنْفُسِکُمْ حکم کیتوئی
پھر کہیا گھنگھٹ پائیونی

سیوہُن میں ساجن پائیونی
ہر ہر دے وچ سمائیونی

بھر کے وحدت جام پلائیو
منصورے نوں مست کرائیو
اس توں اَنَاالْحَق آپ کہائیو
پھر سولی پکڑ چڑھائیونی

سیوہُن میں ساجن پائیونی
ہر ہر دے وچ سمائیونی

گھنگھٹ کھول جمال دِکھایا
شیخ جُنید کمال سدایا
لَیْسَ فِیْ جُنَّتِیْ حال بنایا
اشرف انسان بنائیو نی

سیوہُن میں ساجن پائیونی
ہر ہردے وچ سمائیو نی!

وَلَقَدْ کَرَّمْنَا یاد کرائیو
لَآ اِلٰـہَ دا پردہ لاہیو
اِلَّا اللہ کہو جھاتی پائیو
پھر بُھلّا نام دہرائیو نی

سیوہُن میں ساجن پائیونی
ہر ہردے وچ سمائیونی

(پنجابی)
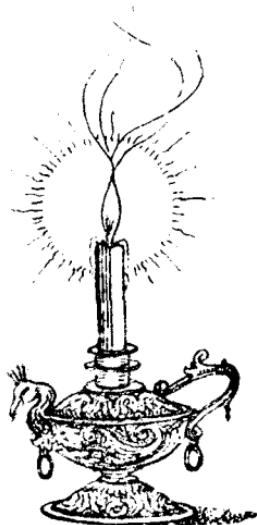
سیّد وارث شاہؒ

المتوفی سنہ ۱۲۱۲ھ
۱۷۹۸ء

دوجی نعت رسول مقبول والی جہڑی موجب ہے کل اڈنبراں دا
کائنات دا سوہجھ تے فخرِ عالم سلطان ہے دھرت تے انبراں دا
جناں بندیاں دا مرشد پیر کامل سردار ہے کل پیغمبراں دا
ہادی مسجداں تے آتش خانیاں دا ٹھاگر دواریاں گرجیاں مندراں دا
نور نار سندی خبر دین والا چمکیڈراں کالیاں اندراں دا
کنجی خُلق عظیم دی گھت بیجے توڑن والڑا کفر دے جندراں دا
پھڑکے لآدی تیز تلوار ہتھیں بھن چھڈیاں بُت مچھندراں دا
وڈے زور والے ہوئے آن حاضر جہڑے ماردے بَل سکندراں دا
جنہاں کفر کیتا اوہدے نال اونہاں مزا چکھیا رچھ تے بندراں دا
جنہاں صدق دے نال ایمان آندا لیا مرتبہ اُچیاں نمبراں دا
اوہلے بیٹھ کے کملی پوش ماہی لیا بھیت جو کھُندراں کھُندراں دا
دتا ونڈ چوپاتیاں جام ساقی نشہ پھبیا کُل قلندراں دا
جتھے کفر سندی بدبو آہی اوتھے ڈھیر توحید دیاں عنبراں دا
ہلیا آن حکیم محبوب وارثؔ گیا روگ ناسور بھگندراں دا

(پنجابی)

مولوی غلام رسول عالمپوری

المتوفی سنہ ۱۳۰۹ھ / ۱۸۹۲ء

جوہر عرض وجود خلائق اصل اصول کمالی
امت خیر اُمم دا والی نام محمدؐ عالی

نبی صفی دا سید سرور تے کوثر دا ساقی
جین حق خاص شفاعت کبریٰ ختم رُسل اتفاقی

وچہ اشارے انگل جدی شق قمر افلاکی
خیر الناس عرب دا افصح خواص لب تریاقی

ثاقب نجم قمر تے شمسوں انور گوہر خاکی
جیں تے پاک قدم دی برکت فخر کرے وچہ ناکی

مظہر فیض اتم یگانہ مطلع صبح ظہوری
اوہ شاہ بیت قصائد عالم جیں وچہ خوبی نوری

فتح مبیں کمال فترضیٰ شان نبی دی عالی
تے محمود مقام معلیٰ خاص عطا زالی

سینہ پاک منوّر نشرح نور اکھیں مازاغوں
انور اکھیں مہر نبوّت روشن نور چراغوں

شاہ صفیاں پیر ولیاں خاص امام نبیّاں
فاتح باب بہشت معلیٰ اتقی وچہ تقیّاں

لے جبرئیل ملائک نوری درواز نے پر آیا
چاہڑ براق رکابے چلیا، اقصیٰ وچہ پہنچایا

ایہ امامت بعد نبیاں گزر لئے افلاکوں
زمیوں سُنب فلک تے وجّا بُراقوں چالاکوں

فوج فرشتیاں نال سدھائی شوقاں وگ چلائی
جبرائیل نقیب پکارے پاک سواری آئی

کھلتے گئے در افلاکوں ملک مقرب دھائے
سُن سُن کے پیغمبر خبراں تعظیماں نوں آئے

لشکریاں وچہ موسیٰ عیسیٰ کر کر فخر سدھائے
کھول درے وچہ جنت حُوراں شوق زیارت پائے

جبرائیل رہیا وچہ سدرہ قوت پرں سدھائی
تن تنہا چلن دی سر در جاں دستوری پائی

کرسی عرش قدم دھر گزرے ملے قرار آرامول   ہو چکیاں چھ طرفاں آخر جا گہہ پاک مقاموں

تیز قدم دھر قربت چلے بے بالا لوں زیروں   پون ندائیں ودھ محبوبا بے طرفوں چو پھیروں

صورت حرفوں پاک ندائیں کلمو پاک زمانوں   لکھ کروڑاں کوہاں دور اڈے پہتے وہم بیانوں

جو ڈھٹھا سو ڈٹھا آخر جو پایا سو پائیا   ہوراں نوں اتھ دخل نہ مولے مڑ پیغمبر آیا

گم گیاں نوں راہ دکھائے روگ کٹے بیماراں   تاریکی وچہ جاندیاں تائیں بلیاں شمع ہزاراں

منزل مقصد چھوڑ وگیندیاں وچہ شب نادانی   روشن راہ صفا دا پایا پائی دل نورانی

اصل بھلا گم گیا خودی تھیں اندر سرگردانی   نفسوں ذات گواہی بھریاں گوہر توڑ انسانی

اُچیت چیت طبیب حقانی کھولے راز نہانی   وَل وَل موڑ دلوں گمراہی نور دتی عرفانی

واگاں دل مقصود چلایاں موڑ کو راہوں انوئیں   واہ سیّد ثقلین محمد تر گئے عالم دونوئیں

سب جہاں اکو دی برکت نورو نور دمکیا   فیض منداں دا دل آئینہ فرشوں عرش چمکیا

پیش قدم وچہ عالم ہویا جس نے اوہ رُخ تکیا   ہینے لیکھ دھروں جس آہے اوہ خود دیکھ نہ سکیا

پاؤں ہاریاں سب کچھ پایا منکر گئے ایذائیں   احمد باجھ نہ ہوندے پیدا جنت راز کدائیں

بہت صلوٰۃ سلام نبی تے آل سنے اصحاباں   خاص خواص عزیزاں یاراں یار کبار احباباں

نور ہدایت کریں عنایت خوف رجا وچہ رکھیں
عشقوں کریں منوّر سینہ روشن دل دیاں اکھیں

◎

(پنجابی)

میاں محمد بخش جہلمی

المتوفی سنہ ۱۳۲۲ھ
۱۹۰۴ء

واہ کریم اُمّت دا والی مہر شفاعت کردا
جبرائیل جیہے جس چاکر نبیاں دا سرکردا
اوہ محبوب حبیب ربّاناں حامی روز حشر دا
آپ یتیم یتیماں تائیں ہتھ سرے پر دھردا
جے لکھ واریں عطر گلابوں دھوئیے نت زباناں
نام اُنہاں دے لائق ناہیں کی قلمے دا کاناں
نعت اُنہاں دی لائق پاکی کداساں ناداناں
میں پلیت ندی وچ وڑیا پاک کرے تن جاناں
حُسن بازار اوہدے نئے یوسف بردے ہو وکاندے
ذوالقرنین سلیمانؑ جیہے خدمت گار کہاندے
عیسیٰؑ خاک اُنہاں دے دردی گھن تیمّم کردا
تائیں دست مبارک اس دا شافی ہر ضرر دا
خال غلامی اُس دی والا لایا پاک خلیلےؑ
جانی نوں قربانی کیتا مہتر اسماعیلےؑ
موسیٰ خضر نقیب اُنہاندے اگے بھجّن راہی
اوہ سلطان محمدؐ والی مُرسل ہور سپاہی
دہ[10] سی[30] سرجناں نوں ہویا نیڑے آء پیارا
الفت اُنہاں دی کیہ کجھ لکھے شاعر اوگنہارا

(پنجابی)

مولوی دلپذیر بھیروی

المتوفی سنہ ۱۳۶۹ھ / ۱۹۵۰ء

رَبِّ اشْرَحْ لِیْ صَدْرِیْ مُوسیٰ رب تھیں کرے دُعائیں
تے نَشْرَحْ لَکَ صَدْرَکَ انعام محمدّ تائیں

وَسیا ابر ہدایت والا رَج لگا جگ سارے
مخفی گنج علوم کھلارے ظاہر وچہ سینسارے

اُچھلیا دریا کرم دا نکلی ٹھاٹھ جنابوں
اُجڑی دہرت وسائی اللہ لنگھیا فضل حسابوں

چوداں طبق منوّر ہوئے خاطر جس دے دم دی
لکھے اُس دی مدح پذیرا کیا توفیق قلم دی

(پنجابی)

میاں مولا بخش کشتہ امرتسری

المتوفی سنہ ۱۳۷۴ھ
۱۹۵۵ء

مُردہ دِلاں نوں زندگی بخش دائے ایسا مٹھڑا جان ہے نام تیرا
جلوہ رب دا ہووے نصیب اُہنوں ہووے جہنوں دیدار جانان تیرا

ویکھن والیاں اکھیاں ہون جیکر اتے دل دے وچ پریم ہووے
حضرتؐ آپ توں آپ پھر نظر آوے ہے زمین تیری آسمان تیرا

تیرے عشق دی ہے داستان حضرت لوکاں سمجھیا ہے قرآن جس نوں
جاکے عرش تے خیال نوں نظر آیا درجہ بہت اُچا عالی شان تیرا

پُھلّاں نال نہیں بُلبل پیار کردی کاغذ جان کے گلاں دی پتیاں نوں
اپنی چُنج دی قلم دے نال ویکھاں نقشہ کھچدی پھرے خوبان تیرا

تیرے خُلق دیاں دُھماں ہین تھاں تھاں تیرے پریم دا جگ وچ ہے چرچا
تیری نعت کیہ لکھے ناچیز کشتہ ثنا خوان ہے آپ یزداں تیرا

(پنجابی)

پیر فضل حسین فضلؔ

المتوفی سنہ ۱۳۹۲ھ / ۱۹۷۲ء

بھلیو بھلی وچ جگ دے ہین سوہنے، سوہنے نئیں پر میری جناب ورگے
اوہ جدھے پسینیاں وچ ہُلّے رکھے گئے ہین عطر گلاب ورگے

چہرہ مہ کنعان دا ویکھ کے تے ماہ وشاں نے اُنگلاں چیر لیّاں
اہدی اک انگشت دا ویکھ جلوہ سینے چاک کرلین مہتاب ورگے

بالُو ریت تتّی تتّی ہیٹھ کنڈاں، گرم گرم پتّھر اُپرّ چھاتیاں دے
اوہدے عشق وچ عاشقاں صادقاں نے ساڑ لئے جُسّے کمخواب ورگے

چُھپ کے کئی واری اوہدی بزم اندر بہناں پے جاندا چنّاں ورگیاں نوں
جا کے کئی واری اوہدی بارگاہے دیوے پے بالن آفتاب ورگے

روضے کول درخت جو پے جھولن، توں نہ سمجھیں ہوا سنگ جھول دے نین
او بے تاب نیں لیلےٰ دے وچ خیمے جھات پان لئی قیس بے تاب ورگے

اسی نہ کوئی پارس دا سنگ پارہ نہ کوئی پُڑی اکسیر دی منگنے آں
تیرے عشق وچ چاہنے آں شہِ خوباں ساڈے دل ہو جان سیماب ورگے

اجے ہَین کجھ ہجر دے سال باقی، اجے دُور نیں ساعتاں وصل دیاں
اجے فضلؔ تیرے کچّے اتھرو نیں، اجے ہوئے نئیں سُرخ عناب ورگے

(پنجابی)

عرشی، مولینا محمد حسین

محمد مصطفیٰ اِک معجزہ اے — جِدھی ہر ہر ادا اِک معجزہ اے
جگایا اُس نے سُتّی زندگی نوں — اُہ آواز درا اِک معجزہ اے
نہیں پائی کِتوں تعلیم اُس نے — اُہ سب دا رہنما اک معجزہ اے
ہوئی نازل کتاب اللہ اُس تے — نزول اِس وحی دا اک معجزہ اے
اندھیرا ہی اندھیرا سی عرب وچ — محمدؐ دی ضیا اک معجزہ اے
صدائے قُم بِاِذنِ اللہ اُس دی — دل وجاں دی شفا اک معجزہ اے
بنائے اولیا لکھّاں کروڑاں — نبی دا نقش پا اک معجزہ اے
کلامِ غیر فانی ، جاودانی — لبِ جاں بخش دا اک معجزہ اے
دِلاں دے روگیاں نے پائی صحت — ترا دستِ شفا اک معجزہ اے
فدائی بن گئے جو وَیری آئے — نگاہِ دل رُبا اک معجزہ اے
ترا خنجر جہادِ کامرانی — صفایا کُفر دا اک معجزہ اے
دلاں دے زنگ اُتارے پاک کیتے — ترا صدق وصفا اک معجزہ اے
خلیل اللہ دے موہنوں جو نکلی — ہوئی پوری دعا اک معجزہ اے
جنابِ ابنِ مریم دی بشارت — نظر آئی بجا اک معجزہ اے
فقیراں نوں ملے شاہی خزانے — ترا جود وعطا اک معجزہ اے
عرب دی ڈُبّ دی بیڑی بچائی — کمالِ ناخدا اک معجزہ اے
مقامِ وحیِ ربّانی دی عظمت — خرد توں ما اک معجزہ اے

رہے گا تا قیامت روشنی بخش
ترا دیوا سدا اک معجزہ اے

(پنجابی)

فقیر، ڈاکٹر فقیر محمد

ہے میریاں حمداں نعتاں توں بہت اُتا نہہ مقام محمدؐ دا
پیا اپنے شعر سجاناں ہیں وچ رکھ کے نام محمدؐ دا

سُنجیاں دے واندے ہتھاں نوں کیہ ویکھے نظر بخیلاں دی
امبر تے چڑھدے سُورج نوں نہیں ہُندی لوڑ دلیلاں دی

بت لعل کسے دا جوہری نوں دسّے بے قدرا روڑا کیہ
دسّے ٹُر تیز براق دیاں ٹوراں کوئی لنگا گھوڑا کیہ

کیڑی دریا وِچ اُتر کے کیہ ویکھے پار کنارے نوں
رائی بے قدری کیہ جانے پربت دے کھل کھلارے نوں

دسے کیہ مُنکر لوکاں نوں بت موسیٰ دا فرعون کوئی
رہہ کے پیا زمیناں تے عرشاں دیاں گلّاں کون کوئی

کنڈا کوئی کویں بیان کرے پھُلّاں دی مہک سُہانی دا
مالی بیدرد کویں جانے چا بُلبل درد رنجانی دا

کتھوں کوئی منگتا دُنیا نوں دے دولت واد امیراں دی
کوئی مُورکھ دسّے روگی نوں تاثیر کویں اکسیراں دی

ہے میریاں حمداں نعتاں توں بہت اُتا نہہ مقام محمدؐ دا
پیا اپنے شعر سجاناں ہیں وچ رکھ کے نام محمدؐ دا

(سرائیکی)

خواجہ غلام فریدؒ

المتوفی سنہ ۱۳۱۹ھ
۱۹۰۱ء

حُسن اَزل دا تھیا اِظہار — اَحدوں ویس وٹا تھی احمد

سلب ثبوت جتھاں مسلوبے — اوتھ نا طالب نا مطلوبے

ہے لَا یُدْرِکُہُ الْاَبْصَارُ — بے حد مطلق، مطلق بے حد

غیب الغیب دے دیسوں آیا — شہر شہادت ویرا لایا

احدیت دا گھنڈ اتار — تھیا اطلاقوں محض مقید

اِتھاں ہیں مٹھڑی جند جان بلب — اُوتاں خوش وسدا وچ ملک عرب

تو ڑے دھکڑے دھوڑے کمانڈری ہاں — تیڈے نام توں مفت وکانڈری ہاں

تیڈی باندیاں دی ہیں باندڑی ہاں — ہے در دے کُتیاں نال ادب

واہ سوہناں ڈھولن یار سجن — واہ سانول ہوت حجاز وطن

آ ڈیکھ فرید دا بیت حزن
ہم روز ازل دی تانگھ طلب

(پوٹھوہاری)

حضرت پیر مہر علی شاہ (گولڑہ شریف)

المتوفی سنہ ۱۳۵۶ھ
۱۹۳۷ء

اَج سک متراں دی ودھیری اے — کیوں دِلڑی اُداس گھنیری اے
لوں لوں وچ شوق چنگیری اے — اَج نیناں نے لایاں کیوں جھڑیاں

اَلطَّیفُ سَریٰ مِنْ طَلْعَتِہٖ — وَالشَّذْوُ بَدیٰ مِنْ وَّفْرَتِہٖ
فَسَکَرْتُ ھُنَا مِنْ نَظْرَتِہٖ — نیناں دیاں فوجاں سرچڑھیاں

مکھ چند بدر شعشانی اے — متھے چمکے لاٹ نورانی اے
کالی زلف تے اکھ مستانی اے — مخمور اَکھیں ہِن مَد بھریاں

دو ابرو قوس مثال دسن — جیں توں نوک مژہ دے تیر چھٹن
لباں سرخ آکھاں کہ لعلِ یمن — چِٹے دند موتی دیاں ہِن لڑیاں

اس صورت نوں میں جان آکھاں — جاناں کہ جانِ جہان آکھاں
سچ آکھاں تے رب دی شان آکھاں — جس شان توں شاناں سب بنیاں

ایہہ صورت ہے بے صورت تھیں — بے صورت ظاہر صورت تھیں
بے رنگ دِسے اس مورت تھیں — وچ وحدت پھٹیاں جد کلیاں

دسے صورت راہ بے صورت دا ‏ توبہ راہ کی عین حقیقت دا

پر کم نہیں بے سُوجھت دا ‏ کوئی وِرلیاں موتی لے تریاں

ایہا صورت شالا پیش نظر ‏ رہے وقتِ نزع تے روزِ حشر

وچ قبر تے پُل تھیں جد ہوسی گزر ‏ سب کھوٹیاں تھیسن تدکھریاں

یُعْطِیْكَ رَبُّكَ داس تساں ‏ فَتَرْضٰی تھیں پوری آس اساں

لج پال کریسی پاس اساں ‏ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ صحیح پڑھیاں

لاہو مُکھ تھیں مخطّط بُردِ یمن ‏ من بھانوری جھلک دکھاؤ سجن

اوہا مٹھیاں گالیں الاؤ مٹھن ‏ جو حمرا وادی سن کریاں

حجرے توں مسجد آؤ ڈھولن ‏ نوری جھات دے کارن سارے سکن

دوجگ اکھیاں راہ دا فرش کرن ‏ سب انس و ملک حوراں پریاں

اینہاں سِکدیاں تے کرلاندیاں تے ‏ لکھ واری صدقے جاندیاں تے

اینہاں بردیاں مفت وِکاندیاں تے ‏ شالا آون وت بھی اوہ گھڑیاں

سُبْحَانَ اللّٰہِ مَا اَجْمَلَكَ مَا اَحْسَنَكَ مَا اَکْمَلَكَ

کتھے مہر علی کتھے تیری ثنا گستاخ اکھیں کتھے جا اڑیاں

◎

(پشتو)

خوشحال خان خٹک

المتوفی سنہ ۱۱۰۰ھ
۱۶۸۸ء

د خدائے عرفان م و شہ پہ عرفان د محمدؐ
پاک دے محمدؐ پاک دَے سُبحان د محمدؐ

راشہ نظر وکړہ پہ طٰہٰ پہ یٰسین باندِ
خدائے دے صفت کړے پہ قرآن د محمدؐ

ډیر خلق پیدا دِے انبیا کہ اولیا دِے
نشتہ پہ خلقت کښں یو پہ شان د محمدؐ

خدائے سرہ موسٰے پہ کوہ طور کړلے خبرے
دے د عرش د پاسہ لا مکان د محمدؐ

پیک ئے جبریل وہ در فرق جلب نیولے
پورتہ پاس معراج وہ پہ آسمان د محمدؐ

خوان بہ دَ موسیٰ خوړ مَن سلوے یولک وکړے
انس وجن مړیږے تل پہ خوان د محمدؐ

لاس دے لګولے ما خوشحال پہ وارہ کړنہ
غم اندوہ م نشتہ پہ دَ امان د محمدؐ

(پشتو)

رحمان بابا

المتوفی سنہ ۱۱۱۸ھ
۱۷۰۶ء

کہ صورت د محمدؐ نہ وے پیدا — پیدا کړے بہ خدائے نۂ وہ دا دنیا

کل جہان د محمدؐ پہ روئ پیدا شو — محمدؐ دے د تمام جہان آبا

نبوّت پہ محمدؐ باندے تمام شو — نشتہ پس لہ محمدؐہ انبیا

نُور ھالہ د محمدؐ و پیدا شوے — چہ بوئی نۂ وود آدم او د حوا

کہ صورت ئے پیدا شوے آخرین دے — پہ معنیٰ کښے اولین دے ترھر چا

خدائے ئے مہ گڼرہ بیشکہ چہ بندہ دے — نور ئے کل وارہ صفات دی پہ ښتیا

کہ نبی دے کہ ولی دے کہ عاصی دے — محمدؐ دے د ھمہ وارہ پیشوا

چہ ئے دین د محمدؐ دے قبول کړے — جنتی دے، کہ فاسق دے کہ پارسا

محمدؐ د گمراھانو رھنما دے — محمدؐ دے د ړندو د لاس عصا

کہ رنړا دہ پیروی د محمدؐ دہ — گنړہ نشتہ پہ جہان بلہ رنړا

محمدؐ دے بے چارہ وُ چارہ گر دے — محمدؐ دے ھر دردمند لرہ دوا

زۂ رحمٰن د محمدؐ د در خاکروب یم!
کہ مے نۂ کہ خدائے لہ دے درہ جدا

(پشتو)

حمزہ شنواری

فطرت یو تبسم دے په عرفان دَ محمدؐ
یو کیف دے پسرلے دَ گلستان دَ محمدؐ

خر گند، دَ دوئی له نوره شو یو وائے دَ وجود
هر څیز شو آینه ځان ته چران دَ محمدؐ

پوئے نه شو څوک په سِردَ لي مع الله وقتٌ
بس دو مره چه مبلمه په وه یزدان دَ محمدؐ

یو گل دَ تجلیٰ نه دَ رخسارِ شفق دے
جنت یوه نقشه شوه دَ دامان دَ محمدؐ

خالق یے چه په عشق کښے کړو توحید وَته نزول
خپل سورئے په انوارو شو قربان دَ محمدؐ

برزخ له نقش وزئکه چه وی پاک هغه پکار
اُمّیِ ځکه لقب شو په قرآن دَ محمدؐ

هر شئ دَ کائنات لکه صدف شو وازه خُله
راخور چه په دنیا کښے شو نیسان دَ محمدؐ

راجوړه سلسله شوه دَ اشکالِ اِلٰهی
پیدا چه کړے رب زلفے پریشان دَ محمدؐ

حمزہ هره ذره به دِ ثنا کړی دَ دنیا
ته شوے که ثنا گر شیوه بیان دَ محمدؐ

(پشتو)

منظر فریادی ملا کوری

تیاره د کفر شوله رفع دفع نمر او ځلید | ښکلی بشرٌ او ځلید
سپینه رڼا شوه په جهان چه سپین سحر او ځلید | ښکلی بشرٌ او ځلید
هرخوا وو ظلم او زور | زورکله زور نه وه زور
دنا پوهۍ او جهل | جال هر طرف ته وو خور
په دغه وخت کښې عربي شمس و قمر او ځلید | ښکلی بشرٌ او ځلید
سپینه رڼا شوه په جهان چه سپین سحر او ځلید | ښکلی بشرٌ او ځلید
چا وو بتان نیولی | خپل معبودان نیولی
چا نمر، سپوږمۍ او ستوری | وو د آسمان نیولی
جلوې خورې شوې د حضرت عبدالله رضو وو او ځلید | ښکلی بشرٌ او ځلید
سپینه رڼا شوه په جهان چه سپین سحر او ځلید | ښکلی بشرٌ او ځلید
حق شو بالا په جهان | باطل کړو خپرې کریوان
دخدائے تعالیٰ دلوری راغے | پیغام د امن و امان
د "آمنه رض" د زړهٔ ټکور، نور البصر او ځلید | ښکلی بشرٌ او ځلید
سپینه رڼا شوه په جهان چه سپین سحر او ځلید | ښکلی بشرٌ او ځلید
په تا دې ډیروی سلام | یا نبی خیر الانام
مل شې څما "فریادی" | روز محشر په مقام
نیکی مې او نکړه ویښته مې سپین د سر او ځلید | ښکلی بشرٌ او ځلید
سپینه رڼا شوه په جهان چه سپین سحر او ځلید | ښکلی بشرٌ او ځلید

(ہندکو)

سائیں پشاوری، استاد احمد علی
المتوفی سنہ ۱۳۵۴ھ
۱۹۳۵ء

بیعت سے جنّت مکیں ہوئے تیرے دست مبارک اصحاب چُم کے
باب کشورِ علم علی ہویا تیری زباں رفیع الخطاب چُم کے

پایا عرشِ معلیٰ دا چند پایا، تیرے قدم اے والاجناب چُم کے
سائیاں کعبے قوسین دا سیل کیتا کعبے نعل نے تیری رکاب چُم کے

مسلمان دینی فرض سمجھ کے تے کھولن لگیاں پہلے قرآن چُمدا
قلم نام محمدؐ دا جدوں لکھدی ادبوں کاغذ حضور دی شان چُمدا

ہر ارشاد اس راہبر دین دے نوں صدق نال ہر اہل ایمان چُمدا
سائیاں صدقے محمد دی ذات اُتو، حسن پرست جھک جھک آستان چُمدا

(سندھی)

شاہ عبداللطیف بھٹائیؒ

المتوفی سنہ ۱۱۶۵ھ ۱۷۵۲ء

جوڙي جوڙ جهان جي، جڏهن جوڙيائين
خاوند خاص خلقي محمدؐ مڪائين
ڪلمو تہ ڪريم تي چئو چايائين
اَنَا مَوْلَاکَ وَ اَنْتَ مَحْبُوْبِيْ ائين اتائين

○

جوڙي جوڙ جهان جي پاڻ ڪيائين پروار
حامي هادي هاشمي، سرداران سردار
سونهين صحابن سٿ ۾ منجهہ مسجد مڙيادار
چارئي چڱا چوڏار، هئا هيڪاندا حبيب سين

○

وَحْدَهٗ لَا شَرِيْکَ لَهٗ جان تو چئين ائين
تان مير محمد ڪارڻي نرتون منجهان نينهن
سوتون وجيو ڪيئين تائين ڪنڌ پين ڪي؟

○

وَحْدَهٗ لَا شَرِيْکَ لَهٗ جڏهن چيو جن
تن مڃيو محمدؐ ڪارڻي هيجان سان هنين
تڏهن منجهان تن اوتڙ ڪو نہ اوليو

○

وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ جن آتو سين ايمان
تن مڃيو محمّد کارڻي قلب سان لسان
اوءِ فائق ۾ فرمان اوتڙ کنهن نه اوليا

○

پڙهيا پڙهيجا سبق انهين سور جو
ميمر کو منهِ الف تنهن اڳيان
چتان چوريجا اُها لات "لطيف" چئي

○

جکرو جس کرو پيا مـڙئي مـل
سمي جي سهاڳ جي کنهين نه پيئي کل
متي ان مرسل، اصل هئي ايتري

○

جکرو جس کرو پيا سپ انبرا
جيائين جڙو جکڙو تيائين نه پيا
متي انهين ماڳان، اصل هئي ايتري

○

جکري جهوجوان ڏسان کونه ڏينهن ۾
مهڙ مڙني مرسلين سرس سندس شان
فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى اي ميسر تيس مکان
اي اڳي جو احسان جنهن هادي ميڙيم هڙو

○

احد احمد صلعم پاڻ ۾ وچان ميم فرق
آهي مُستغرق عالم انهيءَ ڳالهه ۾

○

سماتو سرچيت نات پاڳارا پرس ٻيا
ڳهڻ تنهنجي ڳچڙي ، اچي جال جڳت
جن جيهائي پت تن نيهائي ٻکيا

○

ناز منجهاران نکري جڏهن پرين کري تويند
پوڻ پڻ بسم الله چئي ، راه چمي ٿي رند
اپيون گهٽي ادب سين وني حورن حيرت هند
سائينءَ جو سوڳند ساڄن سپنان سهڻو

○

پيريون پيري پيچ ، هي جي منجهان پوريون
ٻي در ڪنهين م وڃ ريءَ هاشميءَ هيڪڙي

○

ڪٽي نيڻ خمار مان ناز ڪيائون نظر
سورج شاخون جهڪيون ڪوماڻو قمر
تارا ڪتيون تائب ٿيا، ديکيندي دلبر
جهڪو ٿيو جوهر، جانب جي جمال سين

(سنڌي)

پير محمّد سليم جان مُجدّدي

نورِ مُجسّم رحمتِ عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم
سَڀ کان پِلاءِ وسڀ کان مُکرّم صلّی اللہ علیہ وسلّم

سيّد سرور اشرف انور ساقيءِ کوثر شافعِ محشر
افضل اجمل اکمل اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم

بحرِ کرامت مخزنِ حکمت گنج شرافت آيتِ رحمت
فخرِ رسالت عزّتِ آدم صلّی اللہ علیہ وسلّم

نيڻن ۾ مازاغَ جو سُرمو وَاللَّيل سنوار يا کُنڍڙا گيسو
موجِ تبسُّم کوثر و زمزم صلّی اللہ علیہ وسلّم

اُڀريو چمڪيو شمسِ هدايت شرڪ شقاوت ڪفر جي ظُلمت
ٿي ويا هڪدم درهم و برهم صلّی اللہ علیہ وسلّم

تالو ٻه مِڻڙو جنهن جو محمّد رات ٻه ربّ جو جنهن تي ٻيحد
روحَ جي راحت قلب جو مرهم صلّی اللہ علیہ وسلّم

هُنَ جي مبارڪ خاڪِ قدم تان گهوريو گهوريان واري ٻه گهوريان
سِرڙو سليم آءُ هيچ مان هر دم صلّی اللہ علیہ وسلّم

(سندهي)

ابڙو عبدالرّحيم ارشد

السّلام اي سرورِ ڪونين، اي شاهِ اُمم
السّلام اي شان و شوڪت جاهه وارا السّلام

السّلام اي رحمت للعالمين عالي مقام
السّلام اي ڪل پلارن ڪان پلارا السّلام

تو مٿي توحيد جا پئمانا پيارا پرت مان
مرحبا صد مرحبا دلبر دلارا السّلام

جو رکي توسان محبّت ۽ اطاعت پڻ ڪري
دين دنيا جا ويا ڪانئس خسارا السّلام

تنهنجي محبت سان بندو محبوب ٿئي مولىٰ سندو
تا ملن قرآن ۾ اهڙا اشارا السّلام

عرشِ اعلىٰ تي رسي معراج ماڻيو تو مٺا
قرب قادر هي ڪيا توتي نيارا، السّلام

ڪو بہ سمجهي ڪين سگهيو، شان تنهنجو سيّدا
وَالضُّحیٰ وَاللَّيل جا تو لئہ اشارا السّلام

آرزو صبح و مسا دل کي رهي ٿي يا خدا
سبز گنبذ جا پسان هيڪر منارا، السّلام

دل جي گهراين وچان ’ارشد‘ مڪا مرسل سلام
سي قبولج پاڄهه سان، ڪانئس خدارا، السّلام

(سندھی)

آخوند حاجي عبد الرحمٰن انجم هالائيءَ

عين اطهر ، نور انور ، مُصطفىٰ يا مُصطفىٰ
گنج گوهر ، منهنجا سرور ، مُصطفىٰ يا مُصطفىٰ

تنهنجو نالو سيدا! جنهن دم ڏِٺن جن و بشر ،
تا پڙهن صلوٰة هر هر ، مُصطفىٰ يا مُصطفىٰ

مان نه هڪ آهيان فقط شيدا مگر آهن ڪين ،
تنهنجا عاشق منهنجا همسر ، مُصطفىٰ يا مُصطفىٰ

تنهنجي فرقت ۾ رئان ٿو نام تنهنجو ياد آهه
ورد منهنجو آهه اڪثر ، مُصطفىٰ يا مُصطفىٰ

جيب خالي ڪيئن مان پهچان دور منزل آهه ٿي ،
ور وسيلا ڪر ڪا واهر ، مُصطفىٰ يا مُصطفىٰ

عاشقِ نادار ڪي تون پاڻ وٽ جلدي گهُراءِ ،
دور تنهنکي ڪر نه دلبر ، مُصطفىٰ يا مُصطفىٰ

ڪين "انجم" ڪي وسارج آهه جو عاصي اثيم
ڪج شفاعت روزِ محشر ، مُصطفىٰ يا مُصطفىٰ

(سندھی)

مخدوم محمّد زمان "طالب المولیٰ"

منهنجي عشق جو يا محبوبِ خدا، آغاز به تون، انجام به تُون
مُنهنجو طاعت، مِلّت، مذهب تون منهنجو دين به تون اسلام به تُون

آهين آس به تُون، اُميد به تو، پيو ڪين ڏٺوسِوا تنهنجي مُون
منهنجي قُرب جو ڪعبو قِبلو تون، مُنهنجو حَج به تون احرام به تون

هر شيءَ ۾ تُنهنجو حُسن ڏٺم، سُڌ تو ڪان سِوا ٻي ڪانه پيم
منهنجو اڳ به تُون ۽ پوءِ به تو منهنجو صُبح به تون ۽ شام به تُون

آهي دل ۾ تنهنجي تات مِنا، ۽ وات ۾ تنهنجي بات مِنا
منهنجو مقصد تون، منهنجو مطلب تُون منهنجو ساقي تون ۽ جام به تُون

آهين حُسن ازل جو راز به تون قدرت جو ناز غمّاز به تون
محبوب به تُون، مطلوب به تون قاصد به تون ۽ پيغام به تون

آهين رونق باغِ جهان جي تون هر روز سنڌ ۽ حُسن آهه فزون
صيّاد به تون آهين، دام به تون ۽ گُل به تون، گُلفام به تون

ڇا عظمت، شوڪت ۽ سطوت، بي مثل وري تنهنجي رحمت
منهنجو درد به تون، منهنجو سوز به تون راحت به تون ۽ آرام به تون

پيو منهنجي نظر ۾ ناهي ڪو منجهه هردو جهان ۾ طالب جو
سردار به تون، سرڪار به تون، ارشاد به تُون احڪام به تون

شيخ عبدالحليم جوش

محبت جنهن جي فطرت هئي، صداقت جنهن جي سيرت هئي
عبادت زندگي ۽ زندگي جنهن جي عبادت هئي
اهو انسان كامل عرش تائين جنهن جي رفعت هئي
سڀني جي لاءِ رحمت هو، سڀني تي جنهن جي رحمت هئي
كڏهن كنهن سان عداوت هئي نه كنهن جي لاءِ نفرت هئي
محمّد جي نظر ۾ هر بشر جي لاءِ عزّت هئي
ككر وانگر وسايو ميهن جنهن پنهنجي مروت جو
بنا كنهن فرق جي پنهنجن پراون تي عنايت هئي
جتي پاڇائي پاڇاها، اُتي انسان اُپري پيا
اُتي فانوس ٿيا روشن، جتي ظلمت ئي ظلمت هئي
اُتي ماحول پيدا ٿيو محبت جو اُخُوّت جو
جتي ويڇائي ويڇاها، جتي نفرت ئي نفرت هئي
نظر ۾ سوچ ۾، گفتار ۾، كردار ۾ جنهنجي،
ازل كان تا ابد قائم رهڻ واري حقيقت هئي
كڏهن غار حرا ۾ هو كڏهن عرش معلّٰى ويو
نبيءَ جي نقش پا ۾ آدميت لاءِ عظمت هئي
محمد سوجهرو هو بات اونده جي زماني ۾
محمد هك صدا هئي جنهن ۾ لافاني صداقت هئي
ڏني سڀ كي محمّد مصطفىٰ قرآن جي دولت
عمل جي روشني عرفان ۽ ايمان جي دولت
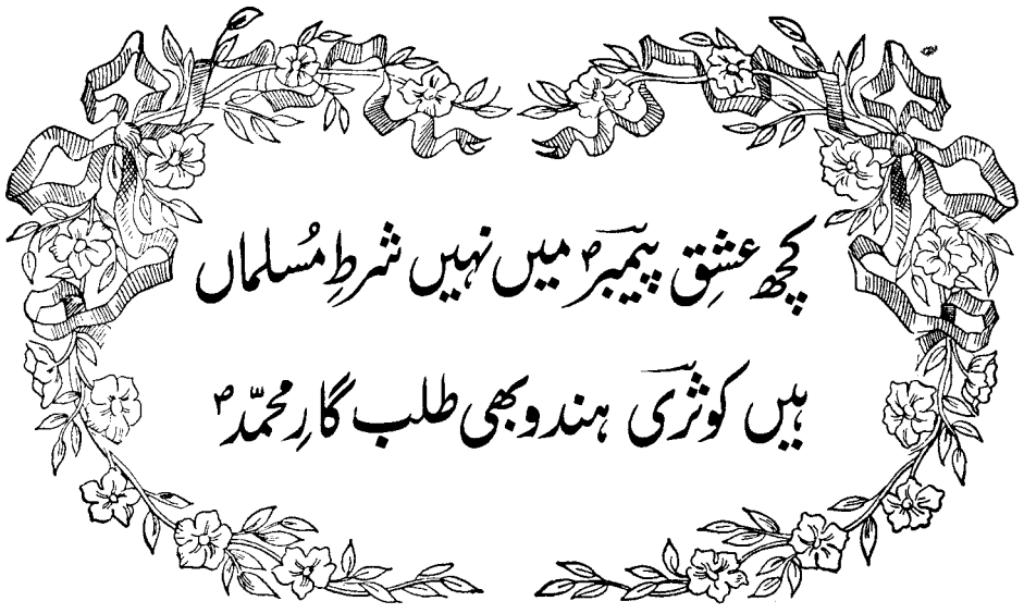
کچھ عشقِ پیمبرؐ میں نہیں شرطِ مُسلماں
ہیں کوثری ہندو بھی طلب گارِ محمدؐ
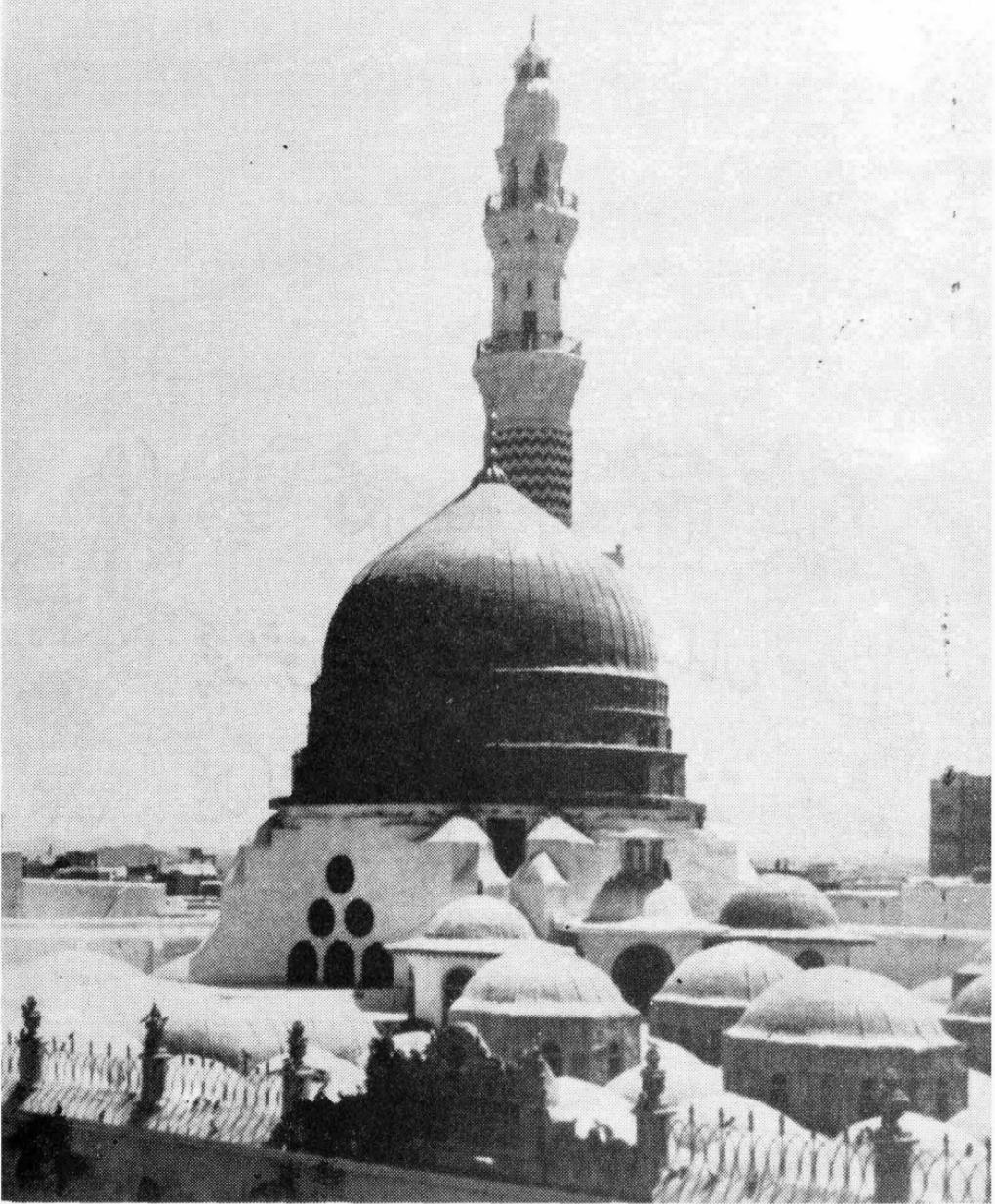
قبۂ خضراءِ رسولؐ

کبیر داس بنارسی

آنجہانی سنہ ۹۲۴ھ ۱۵۱۸ء

کبیر داس نے ایک عجیب وغریب قطعہ کہا تھا۔ جس میں ایک ایسا قاعدہ بیان کیا ہے جس کی رو سے دنیا کے تمام الفاظ اور جملوں سے "محمدؐ" کا عدد (۹۲) برآمد ہوگا یہ قطعہ اس تاثر کا غماز ہے کہ دنیا جہان کی کوئی چیز نام محمدؐ سے خالی نہیں۔ قطعہ یہ ہے :۔

عدد نکالو ہر چیز سے چوگن کر لو وائے

دو ملا کے پچگن کر لو بیس کا بھاگ لگائے

باقی بچے کے نوگن کر لو دو اس میں دو اور ملائے

کہت کبیر سنو بھئی سادھو نام محمدؐ آئے

تشریح :۔ جو لفظ بھی آپ فرض کریں اس کے عدد بحساب ابجد نکال لیجئے۔ پھر اس عدد کو چار سے ضرب دیجئے حاصل ضرب میں ۲ عدد ملا دیجئے۔ پھر اس حاصل جمع کو پانچ سے ضرب دیجئے اور پھر اس حاصل ضرب کو بیس سے تقسیم کر دیجئے۔ تقسیم کے بعد جو عدد باقی بچے اس کو ۹ سے ضرب دیجئے اور پھر اس حاصل ضرب میں دو عدد ملا دیجئے۔ بس اس وقت جو عدد حاصل ہوگا وہ ۹۲ کا عدد ہوگا جو کہ محمدؐ کا عدد ہے۔ اس طرح کم سے کم اور زیادہ سے زیادہ عددوں والے جس حرف ولفظ سے بھی آپ تجربہ کریں بالکل صحیح پائیں گے۔

گورو نانک جی

آنجہانی سنہ ۹۴۵ھ
۱۵۳۸ء

اُٹھّے پہر بھَوندا پھِرے کھاون سنڑے سُول

دوزخ پوندا کیوں رہے جاں چیت نہ ہوئے رسولؐ

وہ شخص آٹھوں پہر بھٹکتا پھرے اور اس کے سینے میں درد اٹھتا رہے۔ وہ دوزخ میں کیوں نہ پڑے جب اس کے دل میں رسولؐ کی چاہ نہ ہو۔

م محمدؐ مَن توُں، مَن کتاباں چار

من خدائے رسُولؐ نوں، سچا ای دربار

تُو حضرت محمدؐ کو مان اور چاروں کتابوں کو بھی مان۔ تُو خدا اور رسُولؐ (دونوں) کو مان کیونکہ خدا کا دربار سچا ہے۔

(جنم ساکھی)

سرور جہاں آبادی، منشی درگا سہائے

آنجہانی سنہ ۱۳۲۸ھ / ۱۹۱۰ء

دل بے تاب کو سینے سے لگالے آجا — کہ سنبھلتا نہیں کم بخت سنبھالے آجا
پاؤں ہیں طولِ شبِ غم نے نکالے آجا — خواب میں زُلف کو مکھڑے سے لگالے آجا
بے نقاب آج تو اے گیسوؤں والے آجا

نہیں خورشید کو مِلتا ترے سائے کا پتہ — کہ بنا نورِ ازل سے ہے سراپا تیرا
اللہ اللہ ترے چاند سے مکھڑے کی ضیا — کون ہے ماہِ عرب کون ہے محبوبِ خدا
اے دو عالم کے حسینوں سے نرالے آجا

دل ہی دل میں مرے ارمان کھلے جاتے ہیں — خاک پر گر کے دُرِ اشک رُلے جاتے ہیں
تیری رسوائی پہ کم بخت تلے جاتے ہیں — ہوں سیہ کار مرے عیب کھُلے جاتے ہیں
کملی والے مجھے کملی میں چھپالے آجا

رہائے واماندگیٔ وسعتِ دامانِ صراط — المدد المدد اے خضرِ بیابانِ صراط
ہر قدم پر نگۂ یاس ہے یارانِ صراط — دیکھتے ہیں تجھے مڑ مڑ کے ضعیفانِ صراط
ڈگمگاتے ہیں قدم کون سنبھالے آجا

کان میں کچھ جو ادھر عذرِ نزاکت نے کہا — مرحبا بڑھ کے ادھر شاہدِ وحدت نے کہا
آ بلائیں تری لوں جوشِ محبت نے کہا — پہنچا محبوب تو مشاطۂ قدرت نے کہا
خلوتِ راز میں اے ناز کے پالے آجا

شاؔد، سرکشن پرشاد

آنجہانی سنہ ۱۳۵۹ھ / ۱۹۴۰ء

کانِ عرب سے لعل نکل کر سرتاج بنا سرداروں کا
نام محمدؐ اپنا رکھا سلطان بنا سرداروں کا

باندھ کے سرپر سبز عمامہ کاندھے پر رکھ کر کالی کملی
ساری خدائی اپنی کرلی مختار بنا مختاروں کا

تیرا چرچا گھر گھر ہے، جلوہ دل کے اندر ہے
ذکر ہے تیرا لب پر جاری دلدار بنا دلداروں کا

روپ ہے تیرا رتی رتی نور ہے تیرا پتی پتی
مہر و مہ کو تجھ سے رونق نور بنا سیاروں کا

بوبکرؓ و عمرؓ عثمانؓ و علیؓ تھے چار عناصر ملّت کے
کثرتِ وحدت میں جیسے حال وہ تھا ان چاروں کا

کسب تجلّی کرتے تھے چاروں مہرِ نبوّت سے
بخت رسا تھا برج شرف میں تیرے چار یاروں کا

بادۂ عرفاں ملتا ہے ساقی کے میخانہ سے
شاؔد مقدر فضل خدا سے جاگا اب میخواروں کا

کوثریؔ ، دلورام

آنجہانی سنہ ۱۳۶۵ھ / ۱۹۴۵ء

عظیم الشان ہے شانِ محمدؐ — خدا ہے مرتبہ دانِ محمدؐ

کتب خانے کئے منسوخ سارے — کتابِ حق ہے قرآنِ محمدؐ

نبیؐ کے واسطے سب کچھ بنا ہے — بڑی ہے قیمتی جانِ محمدؐ

شریعت اور طریقت اور حقیقت — یہ تینوں ہیں کنیزانِ محمدؐ

فرشتے بھی یہ کہتے ہیں کہ ہم ہیں — غلامانِ غلامانِ محمدؐ

نبیؐ کا نطق ہے نطقِ الٰہی — کلامِ حق ہے فرمانِ محمدؐ

خدا کا نور ہے نورِ پیمبرؐ — خدا کی شان ہے شانِ محمدؐ

ابوبکرؓ و عمرؓ، عثمانؓ و حیدرؓ — یہی ہیں چار یارانِ محمدؐ

علیؓ ان میں وصیٔ مصطفٰےؐ ہے — علیؓ ہے رنگِ بستانِ محمدؐ

علیؓ و فاطمہؓ شبیرؓ و شبرؓ — بسا ان سے گلستانِ محمدؐ

بتاؤں کوثریؔ کیا شغل اپنا

میں ہوں ہر دم ثنا خوانِ محمدؐ

کیفی دہلوی، پنڈت برجموہن دتاتریہ

آنجہانی ۱۳۷۵ھ / ۱۹۵۵ء

ہو شوق نہ کیوں نعتِ رسولؐ دوسرا کا
مضمون ہو عیاں دل میں جو لولاک لما کا

تھی بعثتِ محمود خداوند کو منظور
تھا پھل وہ بشارت کا نتیجہ نہ دُعا کا

پہنچایا ہے کس اوجِ سعادت پہ جہاں کو
پھر رتبہ ہو کم عرش سے کیوں غارِ حرا کا

معراج ہو مومن کو نہ کیوں اس کی زیارت
ہے خُلدِ بریں روضۂ پُرنور کا خاکا

دے علم و یقیں کو مرے رفعت شہِ عالم
نام اونچا ہے جس طرح حرا اور صفا کا

یوں روشنی ایمان کی دے دل میں کہ جیسے
بطحا سے ہوا جلوہ فگن نور خُدا کا

ہے حامی و ممدوح مرا شافعِ عالم
کیفی مجھے اب خوف ہے کیا روزِ جزا کا

اختر، ہری چند

آنجہانی ۱۳۷۷ھ / ۱۹۵۸ء

کس نے ذروں کو اٹھایا اور صحرا کر دیا
کس نے قطروں کو ملایا اور دریا کر دیا

زندہ ہو جاتے ہیں جو مرتے ہیں اُس کے نام پر
اللہ اللہ موت کو کس نے مسیحا کر دیا

شوکت مغرور کا کس شخص نے توڑا طلسم
منہدم کس نے الٰہی قصرِ کسریٰ کر دیا

کس کی حکمت نے یتیموں کو کیا دُرِّ یتیم
اور غلاموں کو زمانے بھر کا مولا کر دیا

کہہ دیا لَا تَقْنَطُوْا اخترؔ کسی نے کان میں
اور دل کو سربسر محوِ تمنّا کر دیا

سات پردوں میں چُھپا بیٹھا تھا حُسنِ کائنات
اب کسی نے اس کو عالم آشکارا کر دیا

آدمیت کا غرض ساماں مہیا کر دیا
اک عرب نے آدمی کا بول بالا کر دیا

محرومؔ، تلوک چند

آنجہانی سنہ ۱۳۸۶ھ / ۱۹۶۶ء

مبارک پیشوا جس کی ہے شفقت دوست دشمن پر
مبارک پیش رو جس کا ہے سینہ صاف کینے سے

انہی اوصاف کی خوشبو ابھی اطرافِ عالم میں
شمیمِ جانفزا لاتی ہے مکّہ اور مدینے سے

عرشؔ ملسیانی، بالمکند

کہہ دل کا حال شاہِ رسالت مآب سے
ہو بے نیاز ذکرِ عذاب و ثواب سے

دل کو اگر ہے چاند بنانے کی آرزو
کر اکتسابِ نور اسی آفتاب سے

ذکرِ نبیؐ کروں گا تو کہہ دوں گا حشر میں
لایا ہوں ارمغاں یہ جہانِ خراب سے

سجدہ گزار ہو کے درِ مصطفیٰؐ پہ تو
ہو ملتجی کرم کا خدا کی جناب سے

کہتی ہے خلق مجھ کو خراباتی نبیؐ
اچھا کوئی خطاب نہیں اس خطاب سے

کیفِ خیالِ شاہِ رسالت سے مست ہو
بڑھ کر کوئی شراب نہیں اس شراب سے

ہونا ہے عرشؔ دولتِ دیں سے جو بہرہ ور
تو بھی رجوع کر شہِ دیں کی جناب سے
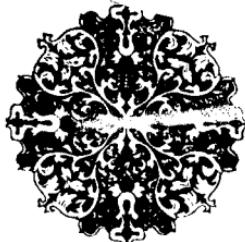
فراق گورکھپوری (رگھوپتی سہائے)

انوارِ بے شمار معدود نہیں
رحمت کی شاہراہ مسدود نہیں

معلوم ہے کچھ تم کو محمّدؐ کا مقام
وہ اُمّتِ اسلام میں محدود نہیں

سحرؔ، کنور مہندر سنگھ بیدی

تکمیلِ معرفت ہے محبت رسُولؐ کی
ہے بندگی خُدا کی اطاعت رسُولؐ کی

ہے مرتبہ حضوؐر کا بالائے فہم و عقل
معلوم ہے خدا ہی کو عزّت رسُولؐ کی

تسکینِ دل ہے سرورِ کون و مکاں کی یاد
سرمایۂ حیات ہے الفت رسُولؐ کی

انسانیت، محبتِ باہم، تمیز، عقل
جو چیز بھی ہے سب ہے عنایت رسُولؐ کی

فرمانِ ربِ پاک ہے فرمانِ مُصطفیٰؐ
احکامِ ایزدی ہیں ہدایت رسُولؐ کی

اتنی سی آرزو ہے بس اے ربِ دوجہاں
دل میں رہے سحرؔ کے محبت رسُولؐ کی

آزاد، جگن ناتھ

سلام اُس ذاتِ اقدس پر سلام اس فخرِ دوراں پر
ہزاروں جس کے احسانات ہیں دنیائے امکاں پر
سلام اس پر جو آیا رحمۃ للعالمیں بن کر
پیامِ دوست بن کر صادقُ الوعدِ و امیں بن کر
سلام اس پر جلائی شمعِ عرفاں جس نے سینوں میں
کیا حق کے لئے بیتاب سجدوں کو جبینوں میں
سلام اس پر بنایا جس نے دیوانوں کو فرزانہ
مئے حکمت کا چھلکایا جہاں میں جس نے پیمانہ
بڑے چھوٹے میں جس نے اک اُخوّت کی بنا ڈالی
زمانے سے تمیزِ بندۂ و آقا مٹا ڈالی
سلام اُس پر فقیری میں نہاں تھی جس کی سلطانی
رہا زیرِ قدم جس کے شکوہ و فرّ خاقانی
سلام اُس پر جو ہے آسودہ زیرِ گنبدِ خضرا
زمانہ آج بھی ہے جس کے در پہ ناصیہ فرسا
سلام اُس ذاتِ اقدس پر حیاتِ جاودانی کا
سلام آزاد کا آزاد کی رنگیں بیانی کا

بھگوانؔ، رانا بھگوانداس

نبیٔ مکرّم شہنشاہِ عالی
بہ اوصافِ ذاتی و شانِ کمالی

جمالِ دو عالم تیری ذات عالی
دو عالم کی رونق تری خوش جمالی

خدا کا جو نائب ہوا ہے یہ انساں
یہ سب کچھ ہے تیری ستودہ خصالی

تو فیاضِ عالم ہے داتائے اعظم
مبارک ترے در کا ہر اک سوالی

نگاہِ کرم ہو نواسوں کا صدقہ
ترے در پہ آیا ہوں بن کر سوالی

ہیں جلوے کا طالب ہوں اے جانِ عالم
دکھا دے دکھا دے وہ شانِ جمالی

تیرے آستانہ پہ میں جان دوں گا
نہ جاؤں نہ جاؤں نہ جاؤں گا خالی

تجھے واسطہ حضرتِ فاطمہؓ کا
میری لاج رکھ لے دو عالم کے والی

نہ مایوس ہونا یہ کہتا ہے بھگوانؔ
کہ جودِ محمدؐ ہے سب سے نرالی

ارمغانِ
نعت
چودہ سو ۱۴۰۰ سال
نعتوں کا انتخاب